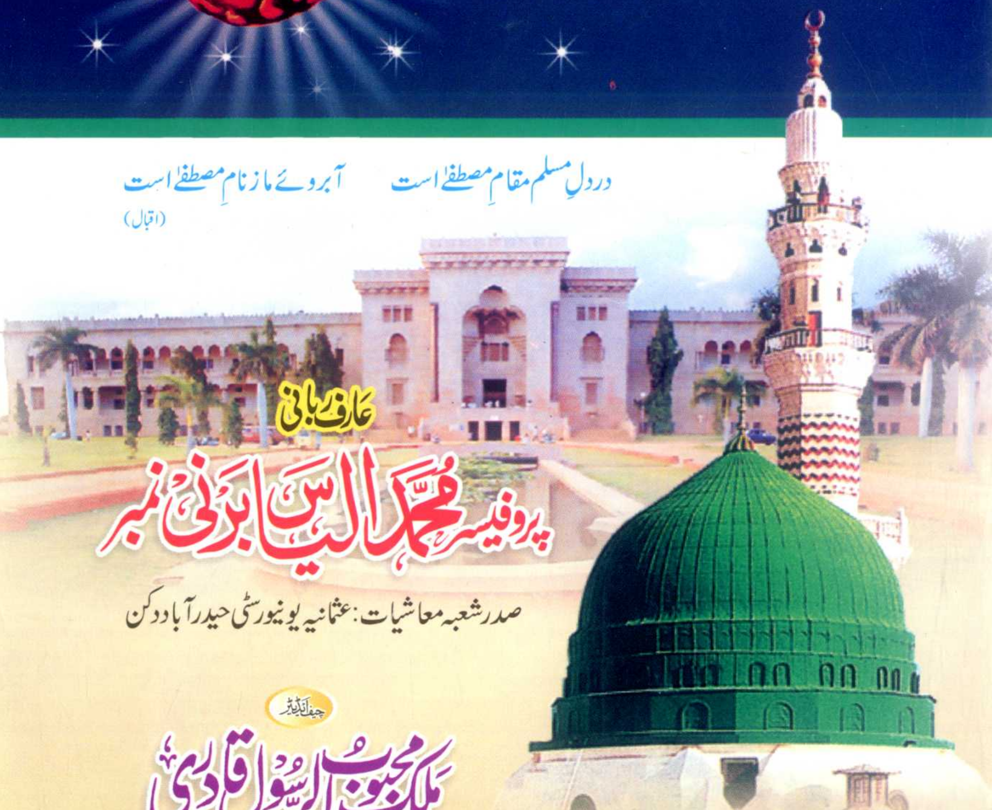


تحفظِ عقیدہ ختمِ نبوت کے لیے گراں قدر علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دینے
والے عظیم قلمی مجاہد اسلام کے احوال و آثار، افکار و نظریات
عقائد و معمولات کے حوالے سے ایک ایمان افروز دستاویز

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است — آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است
(اقبال)



عارفِ ربانی

پروفیسر محمد الیاس برنی نمبر

صدر شعبہ معاشیات: عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن

چیف ایڈیٹر

ملک محبوب الرسول قادری

2015ء

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی
انوارِ رضا
جوہر آباد
ملک محبوب الرسول قادری

جلد 9 شمارہ نمبر 1

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان
زاویۂ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر 1) سرگودھا روڈ جوہر آباد (41200)
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com



تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت کے لیے گراں قدر علمی وتحقیقی خدمات سرانجام دینے
والے عظیم قلمی مجاہد اسلام کے احوال وآثار، افکار ونظریات
عقائد ومعمولات کے حوالے سے ایک ایمان افروز دستاویز

عارفِ ربانی

پروفیسر محمد الیاس برنی نمبر

صدر شعبہ معاشیات: عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن

ملک محبوب الرسول قادری

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان
زاویۂ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (زرعی نمبر۱) سرگودھا روڈ جوہرآباد (41200)
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

سہ ماہی
انوارِ رضا
جوہرآباد

بانی
ملک محبوب الرسول قادری

جلد نمبر 9 شمارہ نمبر 1

عارفِ ربانی
پروفیسر محمد الیاس برنی نمبر

چیف ایگزیکٹو: ملک محمد قمر الاسلام قمر

ایڈیٹر: مفتی آصف محمود قادری

معاون ایڈیٹرز: سید غفران شرف گیلانی | علامہ محمد شاہد جمیل اویسی

زیر سرپرستی
حضرت علامہ پیر محمد عتیق الرحمن فیض پوری

★ علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی ★ حضرت علامہ سید محمد انور حسین کاظمی قادری
★ حضرت پیر محمد طفیل قادری ہجویری پیر طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی
★ پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری (بہاری شریف) ★ پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی (بیربل شریف)
★ الحاج بشیر احمد چوہدری (لاہور) ★ پیر محمد افضل قادری ★ پیر اعجاز احمد ہاشمی
★ ڈاکٹر خالد سعید شیخ ★ سید عبداللہ شاہ قادری

مجلس تحریر
★ محقق العصر مفتی محمد خان قادری ★ ادیب شہیر پیر سید محمد فاروق القادری
★ علامہ محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری ★ علامہ قاری محمد زوار بہادر ★ عبد المجید ساجد
★ علامہ پیرزادہ محمد رضا قادری ★ سید وجاہت رسول قادری
★ مفتی محمد ابراہیم قادری ★ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی ★ مفتی عبد الحلیم ہزاروی
★ صاحبزادہ واحد رضوی ★ پروفیسر قاری محمد مشتاق انور

مجلس انتظامیہ
محمد فواد علی قادری

قیمت فی شمارہ
500 روپے

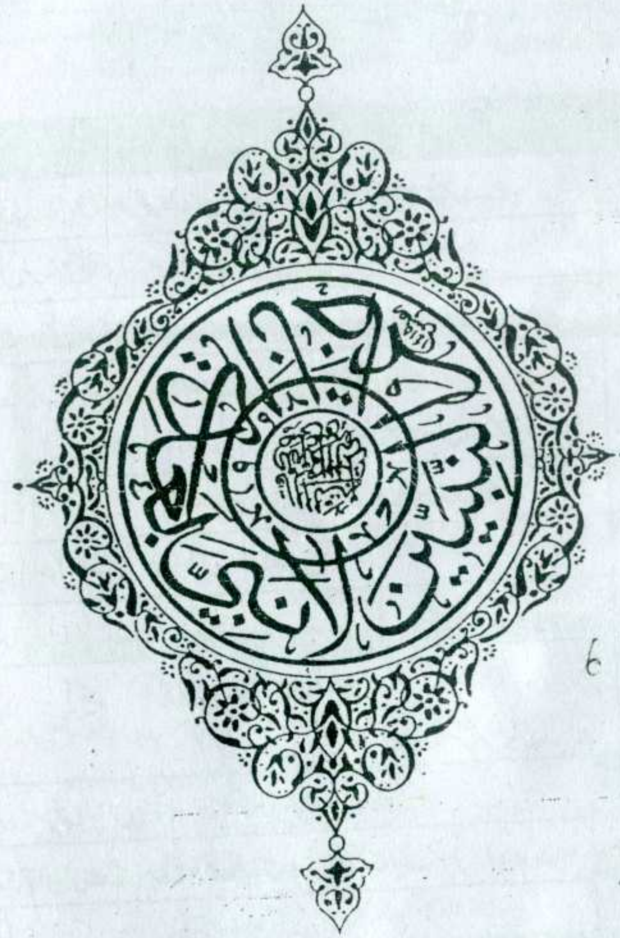
سالانہ رکنیت فیس
2000 روپے

مجلس مشاورت
پیر سید مرید کاظم بخاری، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان، پیر سید انعام الحسنین شاہ کاظمی
صوفی گلزار حسین قادری رضوی، علامہ محمد ادریس خان سواتی، الطاف چغتائی، ماہ رخ خان قادری،
مولانا صوفی غلام مرتضیٰ سیفی، پیر فیض الامین فاروقی سیالوی، ملک الطاف عابد اعوان،
علامہ محمد جاوید اقبال کھارا، الحاج ظفر حسین ظفر (خطاط)، سید عارف محمود مجبور رضوی، علامہ پیر محمد فراز چشتی
الحاج ملک محمد جمیل اقبال، حافظ محمد خان مابل ایڈووکیٹ

انٹرنیشنل غوثیہ فورم زاویہ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر 1) جوہر آباد 41200
0300/0321/0313-9429027 Mahboobqadri787@gmail.com

حسن ترتیب

اجمالی فہرست



اپنی بات

عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ

ناجائز قبضہ سے چھڑایئے

عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی قدس سرہ ردِّ قادیانیت کے موضوع پر ماہر محقق ہیں انہیں اس موضوع پر یکساں طور پر تمام مسالک و مکاتیب فکر میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہ اللہ کریم کی بارگاہ کے محبوب بندے ہیں حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے محبِ صادق، عالمِ باعمل اور بارگاہِ غوثیت مآب کے حاضر باش ہیں۔ چشتی، صابری، قادری اور نقشبندی نسبتوں کے حامل ہیں۔ خانوادۂ اہل بیت کے تو گویا وہ غلام بے دام ہیں اور انہی کی محبت وارادت میں ساری زندگی محو و مگن رہے۔

امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کو سارے عالم میں خلعتِ محبوبیت نصیب ہوا کہ کسی نے بالکل سچ کہا کہ:

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو — ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

اسی امر اور اسی نسبت کا فیض حضرت عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی قدس سرہ کو بھی نصیب ہوا یہی وجہ ہے کہ اس عظیم صوفی و صافی شخصیت اور صاحب سجادہ و سلسلہ شیخ طریقت کی کتابوں کو جہانِ روحانیت کے مخالفین نے بھی نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنے اپنے مقدمات کے ساتھ شائع کیا مثلاً ایک طرف دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ان کا لٹریچر چھپ رہا ہے تو دوسری طرف ردِّ قادیانیت کی آڑ میں اسی مکتبۂ فکر کی تنظیم جو بظاہر اتحاد و امت کے عنوان سے منظر پر ہے عالمی مجلس ختم نبوت پاکستان نے بھی شائع کیا حتیٰ کہ تصوف و صوفیاء سے پرخاش رکھنے والے غیر مقلدین نے بھی اس کو شائع کیا۔ مثال کے طور پر نامور غیر مقلد عالم علامہ احسان الٰہی ظہیر کے مقدمہ کے ساتھ ''ادارہ ترجمان السنہ'' کا ایڈیشن دیکھا جا سکتا ہے۔

ان حالات میں ہم نے صورتِ حال کو واضح کرنا ضروری سمجھا کہ اہل سنت کے ایک بزرگ پر ختم نبوت اور ردِّ قادیانیت کی آڑ میں دوسرے مسالک و مکاتیب ''قبضہ'' کی کوشش میں ہیں اور ہمیں یہ قبضہ چھڑانا ہے۔

دلائل و براہین کی زبان میں ہم نے انہی کے عقائد و نظریات اور افکار کو مرتب کر دیا ہے اس سلسلہ کا یہ حرف آخر نہیں بلکہ حرفِ اوّل ہے۔

اہل سنت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس حوالے سے بیداری و شعور کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس لٹریچر کو عام کرنے کے لئے اپنا اپنا اجتماعی اور انفرادی کردار ادا کریں۔

ان کی کتب خریدیں، پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے اپنے حصے کا کردار ادا کریں۔ اللہ کریم ہماری اس کاوش کو شرفِ قبول بخشے اور حق و دیانیت کے اظہار و غلبہ میں ہماری نصرت فرمائے آمین۔

سلطان الشعراء حضرت طارق سلطان پوری مدظلہٗ زیادہ علیل ہیں ان کی کامل صحت یابی کے لیے قارئین کرام خصوصی دُعا فرمائیں کہ اللہ پاک ملت اسلامیہ کے اس بطل جلیل کا سایۂ عاطفت دراز فرمائے اور ان کے فیض رسان وجود سے ہمیں اکتساب فیض کی توفیق دے۔ آمین

''عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی نمبر'' کی ترتیب و تدوین اور اشاعت و ترسیل جناب سیدنا رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص عنایت سے ممکن ہوئی اس سلسلہ میں ہمارے دل کے بہت قریب دینی و ایمانی اور تحریکی ساتھی نے نہایت خوش دلی سے بھرپور تعاون فرمایا۔ محترم جسٹس (ر) میاں نذیر اختر صاحب نے فی البدیہہ پیغام مرحمت فرمایا۔ آیاتِ قرآنیہ کی تخریج کے سلسلہ میں محترم قاری محمد نوید احمد قادری، ہمارے خلیفہ حافظ غلام صمدانی سیالوی اور بعض مضامین کی کمپوزنگ میں محترم رشید احمد رضوی (جمعیت علماء پاکستان) اور محترم مہر عابد حسین نے تعاون فرمایا۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ کریم ان تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

حضور ﷺ کی ختم نبوت کے لیے اشاعت خاص کو ہم سب کے لیے حضور علیہ السلام کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ملک محبوب الرسول قادری
(مدیر اعلیٰ)

رسول کریم ﷺ

سارے عالم کو خطبہ سنایا کریں　　سرِ توحید سب کو بتایا کریں
رب تو رب ہے مگر عبد بھی کون ہے　　کیا رسالت کی شاں ہے سمجھایا کریں
مری آنکھوں کا نور، مرے دل کا سرور
مری روح کی راحت، رسول کریم ﷺ
دین کے نام سب کچھ لٹایا کریں　　وقت پر دین کے کام آیا کریں
یوں تو دنیا بھی لازم ہے عقبیٰ کے ساتھ　　پر جو حکمت کی منشا ہو پایا کریں
مری آنکھوں کا نور، مرے دل کا سرور
مری روح کی راحت، رسول کریم ﷺ
نقشِ باطل جہاد سے مٹایا کریں　　نعمتِ حق کا سکہ بٹھایا کریں
ہے جو رحمت رب اور روف رحیم　　اس کی آمد کی خوشیاں منایا کریں
مری آنکھوں کا نور، مرے دل کا سرور
مری روح کی راحت، رسول کریم ﷺ

(عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ علیہ)

☆☆☆

پیغام

حضرت جسٹس (ر) میاں نذیر اختر

سابق جج: لاہور ہائی کورٹ ۔ سابق امین: پنجاب بیت المال ۔ سابق ممبر: اسلامی نظریاتی کونسل

حضرت پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک عظیم صوفی درویش تھے جو روحانیت کے چشتی صابری سلسلے میں بیعت ومجاز تھے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد حسین مچھلی شہری رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل پائی اور یُوں قادری سلسلے کے فیوض وبرکات بھی حاصل کیے یوں اُن کا آئینہ باطن مصفّیٰ اور مجلّیٰ ہوگیا۔ وہ اعلیٰ پائے کے عالم دین اور محقق بھی تھے۔ انہوں نے اسلام کے ایک بنیادی عقیدے "عقیدۂ ختم نبوت" پر مرزا غلام احمد قادیانی اور بنیادی عقیدے۔ عقیدۂ ختم نبوت پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے حملوں کا دینی، علمی اور تحقیقی رنگ میں جائزہ لیا اور اُن کی ضلالت وگمراہی کو بے نقاب کیا۔ اس سلسلے میں ان کی تالیف کردہ یا تصنیف شدہ تقریباً بیس کتب معروف ہیں۔ ان کتب میں محترم پروفیسر صاحب نے مرزا قادیانی اور اس کے حلیفوں کی تحریروں، کی روشنی میں ہی انہیں آئینہ دکھایا اور اُن کے عقائد کی گمراہی کو آشکار کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ قادیانی، قادیانی نواز اور دیگر مرزائی اس مخلصانہ آئینہ نمائی پر بھی خفاء ومعترض ہوتے ہیں کیونکہ اس طرح دنیا کے سامنے قادیانیوں کے بے بنیاد عقائد کی قبیح صورت مزید نمایاں ہوجاتی ہے۔ لیکن بقول شاعر

لائیں، کہاں، سے ہم کوئی جادو کا آئینہ — شکلِ قبیح جس میں نظر آئے خوبرو

آئینے میں تو صورت، خوب ہو یا بد، ویسی ہی نظر آئے گی جیسی ہے۔

یہی سدا سے رہی آئینے کی مجبوری — دکھائے ہو بہو صورت جو روبرو آئے

یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ پروفیسر صاحب موصوف کی کتب کا مطالعہ کرکے بے شمار لوگ قادیانیت کے فریب سے بچ گئے اور کئی اس فریب کا شکار ہونے کے بعد تائب ہو کر واپس دائرہ اسلام میں لوٹ آئے۔ حق وباطل کی یہ آویزش جاری ہے۔ پروفیسر صاحب کی کتابوں سے لوگوں کو نورِ ہدایت نصیب ہو رہا ہے اور تا ابد ہوتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

محترم علامہ ملک محبوب الرسول قادری مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں، نے کفر والحاد اور گمراہی کی موجودہ فضاء میں اپنے رسالہ کا "عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی نمبر" شائع کیا ہے اور ان کی معروف کتاب "قادیانی قول وفعل" کو بھی اس کا حصہ بنادیا ہے۔ یہ نادر کتاب کچھ عرصہ سے ناپید تھی۔ اب یہ اس نمبر کا حصہ بن کر دینی اور علمی حلقوں، کی تشنگی کو دور کرے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ تاریخ رحلت

"فنافی الرسول پروفیسر محمد الیاس برنی فاروقی"

۱۹۵۹ء

حبیب سرور کون ومکاں الیاس برنی تھے — امیر وشہریار عارفاں الیاس برنی تھے
میسر تھا جہاں میں ارفع واعلیٰ مقام اُن کو — علوم ومعرفت کا آسماں الیاس برنی تھے
اکابر اولیا سے فیض وبرکت تھا ملا اُن کو — درخشاں آفتاب کاملاں الیاس برنی تھے
انہیں تحقیق اور تقریر پر تھی سروری حاصل — شعور وآگہی کا اِک جہاں الیاس برنی تھے
ہر اک تالیف ہے اُن کی خزانہ علم وحکمت کا — ادیب حق بیاں عظمت نشاں الیاس برنی تھے

خرد نے یوں کہا فیض الامیں سالِ وصال اُن کا
"مہینِ دہر مجم عارفاں الیاس برنی تھے"

۱۳۷۸ھ

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے
مونیاں شریف (گجرات)

اَسمائے غوثیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یھدی الیہ من ینیب (شوریٰ ع۲)
و جاھدوافی اللہ حق جھادہ (حج:۱۰)

نوٹ: اسمائے غوثیہ کے مطبوعہ رقعے کے پہنچتے ہی حضرت پیر سید ابراہیم نقیب الاشراف بغداد شریف، حضرت پیر جمال الدین بغدادی (بمبئی)، حضرت پیر سید یوسف گیلانی بغدادی (پیر آف واناوزیرستان) اور حضرت پیر سید ابونصر حمومی بغدادی اور دیگر اولیائے وقت نے نہایت مسرّت کا اظہار فرمایا مبارک باد دی بلکہ لکھا کہ آئندہ سے ہم اپنے مریدین کو یہ اسمائے غوثیہ عطاء کریں گے یہ سب حضرات فرماتے تھے اس وقت آپ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سب سے محبّ اور سب سے بڑے محبوب ہیں۔اس سے بارگاہ غوثیت مآب میں حضرت عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنیؔ کی قربت ومقبولیت کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔

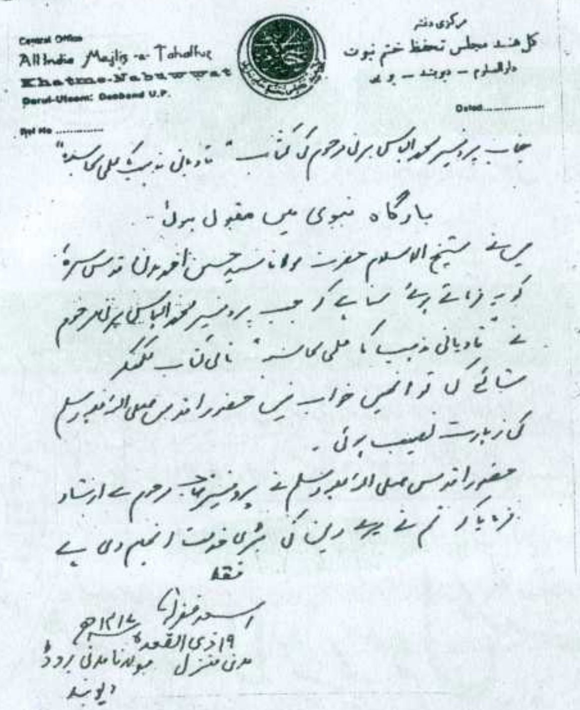
والدین جاھدوافینا النھد ینھم سبلنا۔وان اللہ لمع المحسنین (عنکبوت)
الاان اولیاء اللہِ لاخوف علیھم ولا یحزنون (۱۱/۱۲)

(۱) السید محی الدین امان اللہ	(۲) الصدیق محی الدین امین اللہ
(۳) المحسن محی الدین امان اللہ	(۴) المخلص محی الدین ولی اللہ
(۵) المحبوب محی الدین صبغۃاللہ	(۶) المخدوم محی الدین مراد اللہ
(۷) القادر محی الدین امر اللہ	(۸) السلطان محی الدین سیف اللہ
(۹) القطب محی الدین آیۃ اللہ	(۱۰) الغوث محی الدین حجۃ اللہ
(۱۱) الفقیر محی الدین عبداللہ	فضل اللہ فضل اللہ فضل اللہ

الصلوٰۃ و السلام علیہ بعدد کلمات اللہ

(مطبوعہ رقعہ کی نقل) من الخادم محمد الیاس البرنی القادری)

(بحوالہ: قول طیب، مفصل چہارم ۲۴۱)


Central Office
All India Majlis-e-Tahaffuz
Khatme-Nabuwwat
Darul-Uloom: Deoband U.P.
Ref No ....

مرکزی دفتر
کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت
دارالعلوم — دیوبند — یوپی
Dated..........

جناب پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم کی کتاب قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
بارگاہ نبوی میں مقبول ہوئی۔
میں نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ
کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم
نے قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ نامی کتاب لکھ کر
شائع کی تو انہیں خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت نصیب ہوئی۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پروفیسر صاحب مرحوم سے ارشاد
فرمایا کہ تم نے میرے دین کی بڑی خدمت انجام دی ہے
فقط
اسعد مدنی
۱۹ ذی القعدہ ۱۴۱۷ھ
مدنی منزل مولانا مدنی روڈ
دیوبند

دارالعلوم دیوبند سے ایک گواہی

جناب پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم کی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' بارگاہ نبوی میں مقبول ہوئی۔

میں نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم نے ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' نامی کتاب لکھ کر شائع کی تو انہیں جواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔

حضور اقدس ﷺ نے پروفیسر صاحب مرحوم سے ارشاد فرمایا کہ تم نے میرے دین کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ فقط (دستخط) اسعد مدنی

فہرست مضامین قادیانی قول و فعل (حصہ اوّل)

باب اوّل

قادیانی مسلمات

فصل پہلی

بیداری

قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن ماہ رجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوا۔ کس طرح ابتداء ہوئی اور قادیانی فرقہ نے کس طرح یورش کی۔ اس کی مختصر کیفیت تمہیدا دل میں درج ہے۔ یہ ایڈیشن بہت سرسری اور مختصر تھا۔ تقطیع چھوٹی حجم ۱۱۲صفحہ۔ پانچ فصلوں کے تحت تقریباً پچاس عنوانات درج تھے مگر سرسری اور مختصر ہونے کے باوجود اس میں قادیانی رنگ کی جھلک صاف نظر آ گئی۔ جس کے سبب چھوٹے سے رسالے نے خاصی ہلچل پیدا کر دی۔

ایک طرف ہمارے مقابل قادیانی فرقہ کا زور شور۔ دوسری طرف ہماری بے سرو سامانی کہ قادیانی کتابیں مدارد۔ مسلمانوں کے پاس موجود نہیں کہ مستعارے لیں۔ قیمت دے کر کتابیں منگانا چاہا تو بھی میسر نہ آ سکیں۔ لامحالہ اس کشمکش میں وقت پر جو کتابیں دستیاب ہو سکیں اور ان میں جس قدر مضامین قادیانی کتابوں کے مل سکے ان ہی پر اکتفا کرنا پڑا۔ ان ہی کو پہلے ایڈیشن میں جمع کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی ہم نے کتابیں نہ ملنے کی رکاوٹ کا اعلان کر دیا۔ بالآخر ہم کو قادیانی کتب فروشوں سے کتابیں ملنے لگیں۔ پھر بھی تذبذب کی حالت رہی۔ درمیان میں کبھی کبھی کتابوں میں رکاوٹ ہوتی رہی۔ مگر ہم نے صبر سے کام لیا اور بتدریج بہت کافی ذخیرہ فراہم ہو گیا۔ بہرحال ہم شکر گزار ہیں کہ جس طرح ملیں کتابیں مل گئیں۔

جوں جوں کتابیں ملتی گئیں تحقیق بڑھتی گئی۔ قادیانی مذہب کے نئے نئے ایڈیشن نکلتے رہے۔ حتیٰ کہ چار سال کے دوران جو پانچواں ایڈیشن نکلا وہ بڑی تقطیع کے بارہ سو (۱۲۰۰) صفحات پر شائع ہوا۔ بیس فصلوں کے تحت ہزار سے زیادہ عنوانات درج ہیں۔ ''قادیانی مذہب'' کے تعلق سے اسی دوران میں کیا کیا آثار نمودار ہوئے ہر ایڈیشن کی تمہید میں ان کی کیفیت بطور یادداشت درج ہوتی رہی چنانچہ پانچواں ایڈیشن میں جو پانچ تمہیدیں شریک ہیں۔ اُن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ چار سال کے مختصر دوران میں عام

بیداری کی بدولت قادیانیت کے متعلق ملک میں کیا انقلاب ہو گیا۔ علی ہذا اس دوران میں قادیانی فرقہ کی طرف سے کیا کیا مخالفین اور مزاحمتیں ہوئیں کیا کیا جواب شائع ہوئے۔ ان کی کیفیت بھی ہر ایڈیشن میں بطور ضمیمہ شریک ہوتی رہی۔ چنانچہ پانچویں ایڈیشن میں جو پانچ ضمیمے شریک ہیں۔ وہ قادیانی ردوکد کی مکمل یادداشت ہیں۔

قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن جو ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ قادیانی تحریک پورے عروج پر تھی۔ حکومت میں ملک میں، مسلمانوں میں ہر طرف اس کا اثر تھا۔ وسیع پیمانہ پر اس کو تائید حاصل تھی۔ تقریریں، تحریریں، اخبار میں، اشتہار میں، بڑھ بڑھ کر مسلمانوں پر خدمت اسلام کا احسان دھرا جاتا تھا۔ اور اس کے معاوضہ میں ان سے ایمان طلب ہوتا تھا کہ قادیانی بن جائیں یا رقم طلب ہوتی تھی۔ کہ چندے دیں۔ یا داد طلب ہوتی تھی کہ قادیانی کارگزاریوں کا اعتراف کریں۔ چنانچہ مسلمانوں کے حسنِ ظن اور حسنِ سلوک سے قادیانی فرقہ دل بھر کر فائدہ اٹھا رہا تھا اور اس کو یقین ہو چلا تھا کہ اس کی حکمت عملی نے ہمیشہ کے واسطے مسلمانوں پر قابو پالیا۔

قادیانی عقائد کیا ہیں، اعمال کیا ہیں، منصوبے کیا ہیں۔ تدبیریں کیا ہیں۔ معاملات کیا ہیں۔ مسلمان اصل حالات سے بے خبر رہے۔ مسلمانوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کے لئے جو مضامین شائع ہوتے تھے۔ وہی مضامین مسلمان سنتے رہے۔ اعتبار کرتے رہے حتیٰ کہ اگر کسی غریب مولوی نے کچھ چون و چرا کی تو اس کو ٹال دیا۔ کہ اختلاف کی ضرورت نہیں۔ اتحاد کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو کیا خبر کہ جو قادیانی فرقہ ان کے اخلاق و احسان سے تقویت اور ترقی پا رہا ہے۔ وہی فرقہ سب سے زیادہ اتحاد مٹا رہا ہے۔ نہ صرف ان کو بلکہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو وہ کافر قرار دیتا ہے۔ اور تکفیر بھی اجتہادی نہیں بلکہ الہامی کہ مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی اللہ اور رسول اللہ نہیں مانتے حالاں کہ قادیانی عقیدے بموجب وہ سب کچھ ہیں۔ یہودیوں کے لئے موسیٰ ہیں۔ عیسائیوں کے لئے عیسیٰ ہیں، مسلمانوں کے لئے محمد ﷺ ہیں، قادیانیوں کے لئے احمد ہیں اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہیں۔ اور فی الجملہ تمام نبیوں کا مجموعہ ہیں اور جو ان کو نہ مانے وہ کافر بلکہ اکفر ہے۔

خود مرزا صاحب اور قادیانی اکابر کی کم وبیش سو سوا سو کتابوں سے تقریباً دو ہزار اقتباسات مع حوالہ جات بیس فصلوں میں مضمون وار ترتیب دے کر ہم نے قادیانی تحریک کے سب پہلو ''قادیانی مذہب'' (ایڈیشن پنجم) میں بخوبی واضح کر دیے ہیں۔ چنانچہ اپنی سند

اور جامعیت کے لحاظ سے یہ کتاب قادیانیت کی قاموس مانی جاتی ہے۔ اور اسی بناء پر ملک میں اس کی بڑی قدر ہوئی ہے۔ جو چاہے تفصیلی مطالعہ کرے۔ تاہم اطلاع عام کے خیال سے ذیل میں اول قادیانی تحریک کے مسلمات بہ اختصار واضح کرتے ہیں کہ اس کا خاکہ پیش نظر ہو جائے۔ اس کے بعد ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' کا جو قادیانی فرقہ نے حال میں ''بشارت احمد'' کے نام سے جواب شائع کیا ہے اس پر تنقیح کی جائے گی کہ قادیانی عذرات کی حقیقت کھل جائے اور مغالطوں کا انسداد ہو جائے۔ آخر میں قادیانی قول وفعل کے بموجب قادیانیت کی موجودہ حالت دکھائی جائے گی۔

❀❀❀

فصل دوسری

قادیانی نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر

(۱) قادیانی نبی

آنچہ من بشنوم زوحی خدا　　بخدا پاک دانمش ز خطا
ہم چو قرآن منزہ اش دانم　　از خطاہا ہمین ست ایمانم

☆☆☆

انبیا گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
آنچہ دادست ہر نبی را جام　　دادآں جام مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صفحہ ۲۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم　　ہر رسوے نہاں بہ پیر ہنم

(مرزا غلام احمد قادیانی کا کلام منقول از اخبار الفضل قادیاں جلد ۱۷ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء)

اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے۔ اور اس شخص (یعنی مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(ملک عبد الرحمٰن) خادم صاحب (قادیانی) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی کتب سے چالیس (۴۰) حوالے پڑھ کر سنائے جن میں حضرت المسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے اور نبوت کا غیر مشروط دعویٰ کیا ہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۲۳ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۶ء)

خداتعالیٰ نے ''جری اللّٰہ فی خلل الانبیاء'' یہ مرزا صاحب کا الہام ہے۔ (للمؤلف) تمام نبیوں کے قائم مقام ایک نبی مبعوث فرمایا جو یہودیوں کے لئے موسیٰ'

عیسائیوں کے لئے عیسیٰ، ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمد واحمد ہے۔

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۳ نمبر ۱۱۱ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۱۶ء)

ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں (ہندوؤں کو) دیا گیا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔

(قادیانی جماعت لاہور کے امیر مولوی محمد علی صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ رسالہ رویو آف ریلیجز جلد ۳ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۱۰ منقول از رسالہ ''تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب'' صفحہ ۶۳ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ .... ہمارا ایمان یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہٖ نہیں چھوڑ سکتے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اعلان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۱ نمبر ۳۵ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۲) قادیانی احمد

''مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد'' آیت مرقوم الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیشگوئی کی ہے کہ میں ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا۔ اس کا نام احمد ہے۔ پیشگوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتایا گیا ہے۔ جس کے مصداق آنحضرت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس لئے نہیں ہو سکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا (قادیانی مغالطہ ملاحظہ ہو۔ للمؤلف) ہاں محمد آپ کا اسم گرامی ضرور ہے۔ جیسا کہ آپ قبل از دعویٰ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ہی مشہور تھے اور ایسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتایا گیا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۸ء)

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حکیم نور الدین صاحب نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہٗ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ہی ہیں۔ (انوار خلافت صفحہ ۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۳) مسلمانوں کی تکفیر

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء)

مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

(معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

آپ نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۴ بابتہ اپریل ۱۹۱۱ء منقول از عقائد احمدیہ صفحہ ۱۰۸ مؤلفہ میر مدثر شاہ صاحب قادیانی لاہوری)

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نور الدین صاحب) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۱۱ صفحہ ۲۴ بابتہ ماہ نومبر ۱۹۱۴ء واخبار بدر جلد ۱۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء اور محمد اسماعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان ''مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر صفحہ ۱۳۱)

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا۔ یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے **اولئك هم الكافرون حقاً** فرمایا ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ نمبر ۳ صفحہ ۱۱۰)

جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء (یہ مرزا صاحب کا الہام ہے۔للمؤلف) سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ایک عظیم الشان نبی اللہ ہیں۔ اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔

(رسالہ احمدی، نمبر ۵ تا ۷ بابتہ ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الالہام صفحہ ۱۰ مولفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔ کیونکہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے۔ **واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون**۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ نمبر ۳ صفحہ ۱۴۱)

(۴) لکھنؤ کی بات

لکھنؤ میں ہم (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے۔ اس نے کہا کہ وہ آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی (قادیانی) باتیں کر رہے تھے۔ میں نے

(یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) ان کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقع ہیں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا (مسلمان عالموں کا حسنِ ظن اور حسن خلق۔ اور اس کے مقابل قادیانی اکابر کی طرف سے بے توقیری اور تکفیر۔ یہ ذہنیت بہت سبق آموز ہے۔للمؤلف)۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵) چودھری صاحب

چودھری صاحب (یعنی سر ظفر اللہ خان صاحب قادیانی) کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہی باقی غیر احمدی (یعنی مسلمان) کافر ہیں یا نہیں۔ اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائی کورٹ میں بھی چودھری صاحب نے اس کی تائید کی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(۶) مفتی کا فتویٰ

اخبار بدر پرچہ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء میں ملک مولا بخش صاحب آف گورالی کے اس سوال کا کہ ''کیا مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہیے۔ حضرت مفتی (محمد صادق) صاحب (قادیانی) یہ جواب لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا۔ شرائط اسلام میں داخل ہی ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم ﷺ تک سب پر ایمان لاتا ہے درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح ابن مریم ہی کو سہی) نہیں مانتا کہتا ہے وہ تو کافر ہے۔ بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان۔ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول کا انکار کرتا ہے۔ اس کا کیا حشر ہو گا مگر انصاف شرط ہے۔''

(محمد اسماعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان ''مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر صفحہ ۱۴۳)

(۷) مسلمانوں کو دھوکا

قادیانی اپنی تحریر میں تقریر میں بالعموم مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں تو مسلمان سمجھتے ہیں کہ قادیانی در حقیقت ان کو مسلمان مانتے ہیں۔ مسلمانوں کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آئی کہ زبان پر کچھ ہے۔ دل میں کچھ۔ لفظ کچھ ہے اور معنی کچھ۔ چنانچہ لفظ مسلمان کی قادیانی تفسیر سنئے اور بیداد کی داد دیجئے۔ للمؤلف۔

"چو دور خردی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند"

اس الہامی شعر میں (یہ مرزا صاحب کا شعر ہے للمؤلف) اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا۔ کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اَب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، جلد ۱۴ نمبر ۳ صفحہ ۱۴۳)

معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکا نہ کھائیں اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دئے کہ "وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں" جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعیٔ اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان .... پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے۔ وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، جلد ۱۴ نمبر ۳ صفحہ ۱۲۶)

فصل تیسری

قادنی انقطاع

(۱) دعائے مغفرت کی ممانعت

سوال: کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو (یعنی قادیانی نہ ہو۔ للمؤلف) یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے۔

جواب: غیر احمدیوں کا (یعنی مسلمانوں کا۔ للمؤلف) کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۹ مورخہ فروری ۱۹۲۱ء)

قانون یہ ہے کہ:

(۱) انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۲) جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو بعد از موت اس کے لئے دُعائے استغفار جائز نہیں۔

احمدیوں (قادیانوں) کی پوزیشن یہ ہے:

(۱) وہ مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا ہی نبی بلحاظ حقیقت نبوت مانتے ہیں جیسے حضرت محمد مصطفٰے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی تھے۔

(۲) اس لئے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے لئے دُعائے استغفار جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

(۲) مسلمان کا جنازہ

حضرت رسول کریم ﷺ نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی۔ جب کہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی

بھی اجازت نہ رہی اگر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے آنحضرت ﷺ کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے فتویٰ کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی تھی۔ جس کو حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین صاحب) نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا کہ غیر احمدی کا (یعنی مسلمان کا۔ للمؤلف) جنازہ ہرگز جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۶ء)

حضرت (مرزا) صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد مرحوم) کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا (یعنی مسلمان تھا۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء)

اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی۔ کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو جنازے کے متعلق کیا کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں' چوں کہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اُسے نصیب نہیں اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۵ء)

(۳) معصوم بچے

ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں (یا قادیانی اپنے میں اور مسلمانوں میں اتنا ہی بُعد اور فرق سمجھتے ہیں جتنا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں ہے۔ للمؤلف) اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اور اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔

(انوار خلافت صفحہ ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴) زندہ باش

تعلیم الاسلام ہائی سکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے۔ چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں۔ متوفیہ کو اپنے بچے سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلہ میں داخل نہ تھیں اس لئے چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اسے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کو قوم (قادیانی) کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۹ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۵) سر فضل حسین مرحوم

سر فضل حسین مرحوم کا انتقال ہوا جو قادیانیوں کے محسن اعظم تھے۔ جن کی بدولت سر ظفر اللہ خان قادیانی وائسرائے کی اگزیکٹیو کونسل کے ممبر ہوئے اور قادیانیوں کو ان کی ذات سے فوائد عظیم حاصل ہوئے۔ لیکن ان قادیانیوں کی محسن کشی اور شقاوت کا یہ حال ہے کہ مرحوم سر فضل حسین کی نماز جنازہ میں انہوں نے شرکت نہیں کی۔ اور جنازہ کے ساتھ جو غیر مسلم ہندو سکھ عیسائی شریک تھے۔ نماز جنازہ کے وقت قادیانی بھی ان کے ساتھ۔ مسلمانوں سے علیحدہ جا کھڑے ہوئے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ قادیانیوں کی جگہ مسلمانوں میں نہیں بلکہ غیر مسلموں میں ہے۔

حکومت پنجاب اور حکومت ہند کو یہ واقعہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ اس لئے ان کو چاہیے کہ مسلمانوں کے جو مطالبات قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق ہیں ان کو عملی جامہ پہنائیں۔ (اخبار نقیب پھلواری شریف جلد ۴ نمبر ۹ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۶) مزید ممانعتیں

میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے (یعنی مسلمانوں کے للمؤلف) پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ وہ میرے نزدیک احمدی نہیں ہیں (گویا مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کے سبب وہ قادیانیت سے خارج ہو گئے للمؤلف) اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دیدیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں۔ ان

کا جنازہ بھی جائز نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۱۰۲ مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۲۶ء)

(۷) شادی ناجائز

حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ (برکات خلافت صفحہ ۷۵ مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدیوں لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے (یعنی مسلمانوں سے۔للمؤلف) کرنے ناجائز ہیں آئندہ احتیاط کی جائے (ناظر امور عامہ قادیان)۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۹۷ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۳ء)

جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے۔ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں۔ کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے۔ جو اس شخص کی نسبت دیا جا سکتا ہے۔ جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو (پھر وہی اُصول کہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان ہندو یا عیسائی کے برابر ہیں۔للمؤلف)۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا فتویٰ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

(۸) اہل کتاب

غیر احمدیوں کی (یعنی مسلمانوں کی۔للمؤلف) ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت بیاہ لا سکتا ہے لیکن مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی غیر احمدی عورت کو اپنے حبالۂ عقد میں لا سکتا ہے۔ مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جا سکتی .... حضور (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) فرماتے ہیں:

''غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔ بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو بے شک لو۔ لینے میں حرج نہیں۔ اور دینے میں گناہ ہے۔''

(اخبار الحکم بابتہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۹) دینی ودنیوی۔ دونوں تعلقات حرام

غیر احمدیوں سے (یعنی مسلمانوں سے۔للمؤلف) ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو کیوں سلام کیا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے کبھی سلام نہیں کیا۔ اور نہ ان کو اسلام کہنا جائز ہے۔ غرض کہ ہر ایک طریق سے ہم کو مسیح موعود (مرزا صاحب) نے غیروں سے (یعنی مسلمانوں سے للمؤلف) الگ کیا ہے۔ اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو۔ اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔

(کلمتہ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ نمبر ۴ صفحہ ۱۶۹)

(۱۰) مسلمانوں سے بیزاری

کیا غیر احمدی کے ساتھ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ۔للمؤلف) حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہی آپ اپنی ساری زندگی میں نہ

غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ہی ان میں سے کسی کو اپنی انجمن کا ممبر بنایا۔ اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا۔ اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا (ابتداء میں تو مدت تک مرزا صاحب نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ بلکہ اسی سے بنیاد جمی۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی رفاہ وفلاح میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا۔ للمؤلف)۔

.... پھر سر سید صاحب کے چندۂ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔ حالاں کہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔ (آج قادیانی کس کس ترکیب سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں گھس رہے ہیں کہ گویا پرانے رفیق ہیں اور گھل مل رہے ہیں کہ گویا منجملہ مسلمانوں کے مسلمان ہیں۔ کس غرض سے گھس رہے ہیں وہ بھی ان کی سرگرمیوں سے ظاہر ہے۔ مسلمانوں کی رورعایت تو مشہور ہے۔ خدا خیر کرے۔ (للمؤلف)

فصل چوتھی

قادیانی ترقی کے دوراز

(الف) طاعون

(۱) طاعون کی دعوت (طاعونیہ فرقہ)

حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی تھی سو وہ دعا قبول ہوئی۔ ملک میں طاعون پھیل گیا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

طاعون پھیلا تو یہ اعتقاد پھیلایا گیا کہ جو لوگ قادیانیت سے انکار کریں گے وہ طاعون کے پنجہ میں بطور عذاب گرفتار ہوں گے۔ اور جو قادیانیت قبول کریں گے وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ جان کے خوف سے توہم پرست لوگ قادیانیت کی طرف دوڑ پڑے قادیانی ہونے پر جو لوگ طاعون کا شکار ہوئے وہ کچے قادیانی قرار پائے اور جو بچے رہے۔ وہ پکے قادیانی مانے گئے۔ بہر حال قادیانیت کی تبلیغ میں طاعون نے خوب مدد دی۔ چنانچہ قادیانی اکابر کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

(۲) سلسلہ کی ترقی

اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جس سرعت کے ساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی ہوئی ایسی سرعت اس وقت تک کسی زمانہ میں نہیں ہوئی۔ نہ طاعون کے دور دورے سے قبل اور نہ اس کے بعد۔ چنانچہ خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب قادیانی) بیان فرماتے تھے کہ جن دنوں میں اس بیماری کا پنجاب میں زور تھا ان دنوں میں بعض اوقات پانچ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک ایک دن میں حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں پہنچتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۷۴ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

طاعون خدا کا ایک عتاب ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی تائید کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اگر ہماری جماعت کی رفتارِ ترقی کو دیکھا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ ساٹھ ستر فیصدی آدمی طاعون کی وجہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ طاعون کے دنوں میں پان پان سو ہزار ہزار آدمی کی بیعت کے خطوط حضرت (مرزا) صاحب کے پاس روزانہ آتے تھے۔ (طاعون کا تحفہ بھی عجیب رہا۔ للمؤلف)۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

(۳) توسیع مکان کا چندہ

مزید برآں طاعون کے دور دورے میں مرزا صاحب کے مکان میں توسیع کی اچھی صورت نکل آئی۔ موقع شناسی بھی بڑی چیز ہے۔ للمؤلف)۔

"چونکہ آیندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے۔ اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقع ہے۔ اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چاردیواری کے اندر ہوں گے۔ حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا۔ جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا جزو ہو سکتی ہے۔ دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چوں کہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے۔ اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان میں بطور کشتی کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رزاق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے۔ مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے اور نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔ المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی۔ (کشتی نوح صفحہ ۷۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) طاعون کی احتیاطیں

اگر چہ مرزا صاحب کا مکان طاعون کے مقابل کشتی نوح قرار پا چکا تھا۔ تاہم مرزا صاحب عالم اسباب کی رعایت سے ہر طرح کی پوری احتیاطیں عمل میں لاتے تھے۔ (للمؤلف)

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بڑا خیال تھا۔ خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فنائیل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوا دیا کرتے تھے تاکہ ضرور رساں جراثیم مر جائیں۔ آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی منگوائی ہوئی تھی۔ جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ ڈال کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا۔ اور اس وقت دروازے بند کر دئے جاتے تھے اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۵۹ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵) طاعون کا خوف

(اتنی بشارتوں اور اتنی احتیاطوں کے باوجود بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ طاعون کا خوف کافی طاری رہتا تھا اور اسی خوف میں بڑی بیخوفی سے گھر کے بعض غریبوں پر طاعون کے شبہ میں بڑا ظلم ہوا کہ بحالت علالت گھر سے نکال دئے گئے۔ للمؤلف)۔

"اس وقت تک خدا کے فضل وکرم اور جود واحسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر وعافیت ہے۔ بڑی غوثاں کو تپ ہو گیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے (احتیاط اسی کا نام ہے۔ للمؤلف) اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے .... میں تو دن رات دعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور وتوجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا کہ وہم گزرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے۔ اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے (وہم کا یہی کمال ہے للمؤلف) اگر آتے وقت لاہور سے دس انفکیٹ کے لئے

کچھ رسکپور اور کسی قدر فنائل لے آویں اور کچھ گلاب وسرکہ لے آویں۔تو بہتر ہوگا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب مورخہ اپریل ۱۹۰۳ء مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۱۱۵)

وبائی ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے۔کہ اگر کسی کارڈ کو بھی جو وباوالے شہر سے آتا۔چھوتے تو ہاتھ ضرور دھو لیتے۔

(قادیانی رسالہ رویو آف ریلیجنز بابتہ اگست ۱۹۲۸ء صفحہ ۵ منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۲۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

(۶) مکان سے باغ

(یوں تو مرزا صاحب کا مکان کشتی نوح قرار پا چکا تھا۔اور اسی بناء پر معتقدین کے چندے سے اس کی توسیع بھی چاہی گئی تھی۔پھر بھی کسی نہ کسی خوف سے مکان چھوڑ کر باہر جانا پڑا۔للمؤلف)۔

''کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا صاحب) طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے (قادیانی ہو کر ایسی بات منہ سے نکالیں واقعی تعجب ہے۔للمؤلف) حالاں کہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود الحلام نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔اس وقت چونکہ زلازل کے متعلق آپ کو الہامات ہو رہے تھے۔اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصے باغ میں رہیں۔''

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۳۴ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۳۳ء)

(ب) سیاسیات

یوں تو قادیانی سیاسیات کی تفصیل بہت طویل ہے جو ''قادیانی مذہب'' کی چار فصلوں میں درج ہے۔سچ پوچھئے تو یہی سیاسیات قادیانی تحریک کی روح رواں تھی۔یہاں اس کی ایک جھلک کافی ہے۔

(۷) اطلاع

جو ہدائتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں۔جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے۔کہ اپنا دستور العمل رکھے وہ ہداتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے۔جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھیجی گئی تھی۔ان ہدائیتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں۔کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں۔''

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۱۶ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۸) قادیانی جماعت

اس جماعت کے نیک اثر سے جیسے عامہ خلایق متنفع ہوں گی ایسا ہی اس پاک جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع واقسام کے فوائد متصور ہوں گے جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عزوجل کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ازاں جملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیر خواہ اور دعا گو ہوں گے۔

(ازالۂ وہام صفحہ ۸۴۹۔حاشیہ۔مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت ومریدی رکھتی ہے۔وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے۔کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔جس کا ظاہر اور باطن گورنمنٹ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے (وفاداری تو اچھی اور ضروری چیز ہے لیکن اس کو بار بار شدومد سے جتلانا اور مسلمانوں کے مقابل بڑھا کر دکھانا اس کی مصلحت آئندہ ظاہر ہوگی۔للمؤلف)۔(تحفۂ قیصرص ۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) قادیانی معززین

چوں کہ مسلمانوں کا ایک فرقہ جس کا پیشوا اور امام یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے۔اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نو تعلیم یاب جیسے بی۔اے اور ایم۔اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہوگیا ہے۔اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ کے جدید اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کے پیشوا ہوں حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کو آگاہ کردوں (صفحہ نمبر۷)۔

میں زور سے کہتا ہوں اور دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جانثار یہی فرقہ ہے جن کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں اور مسلمانوں سے تقابل قابل غور ہے۔للمؤلف (صفحہ نمبر۱۳)۔

گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں۔اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلا اور یا بو تعلیم یافتہ انگریزی خواں۔یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں۔یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں۔یا سجادہ نشینان غریب طبع۔

غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور۔نیک نامی حاصل کردہ امور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں۔اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میرے اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جمادئے ہیں۔اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں (مریدوں کے واسطے بھی یہ ترکیب بڑی پرکشش ہوگی۔للمؤلف) (صفحہ نمبر۱۸)۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۰) خودکاشتہ پودہ

”میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں معہ اسما مریدین روانہ کرتا ہوں۔مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے۔عنایت خاص کا مستحق ہوں .... صرف التماس یہ ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جن کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں اس خودکاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ جو اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو (جو بقول مرزا صاحب خودکاشتہ پودا ہے۔للمؤلف) ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں (اس نظر کا اثر معلوم ہے۔للمؤلف) ....اب کس قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۱) ممبران پارلیمنٹ

جماعت احمدیہ نے جس نے اپنا صدر مقام (ایجویر روڈ (لندن) میں قائم کیا ہے۔ممبران پارلیمنٹ کے نام ایک گشتی مراسلہ ایک اڈریس کی کاپی کے ساتھ جو سر اڈورڈ میکلگین کو پیش کیا گیا تھا۔روانہ کیا ہے۔خط منسلکہ میں لکھا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی تحریک ہے جو تیزی سے مختلف حصص سلطنت میں پھیل رہی ہے۔بنابریں ہم ان پر آشوب ایام میں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس جماعت کے سیاسی خیالات سے آگاہ کر دیں۔اپنی حکومت کا وفادار رہنا۔اور ان پر خدا کی رحمت چاہنا۔اس کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۷۷ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۰ء)

(۱۲) سرکاری محبت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کو امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا عملاً برطانیہ کے ساتھ اظہار خلوص اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذبات محبت پیدا کر رہا ہے۔ اور یہ حالت ہندوستان تک محدود نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے۔ چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں کہ ایک شخص کچھ مدت تک ایک احمدی کے پاس رہتا تھا۔ ملازمت کے لئے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا۔ جب افسر مذکور درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو، تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس ہوں۔ اس پر ذیل کا مکالمہ ہوا:

افسر: کیا تم بھی احمدی ہو۔

امیدوار: نہیں صاحب۔

افسر: افسوس تم اتنی مدت احمدی کے پاس رہا۔ مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ پہلے احمدی بنو۔ پھر فلاں تاریخ کو آنا۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ بعض حکام احمدیوں کی دیانت، امانت اور جذباتِ وفاداری کا احساس کرتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ (۹۲/۹۳) مورخہ ۳/۷ جون ۱۹۱۹ء)

(۱۳) شرم کی شکایت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے ان کی اندر کی آنکھیں نہیں کھلیں (گویا ان کو اندورنی بھید معلوم نہیں۔ للمؤلف)۔

(خطبۂ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۳ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

(۱۴) رائے عامہ

ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آتے ہیں کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔ بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۸ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء)

فصل پانچویں

قادیانی نشرواشاعت

بظاہر قادیانی خدمت اسلام کا دم بھرتے ہیں۔ مسلمانوں کے خیر خواہ بنتے ہیں۔ لیکن اس پردہ میں کیا کیا ہوا۔ یہ افسوسناک تفصیل بہت طویل ہے۔ جو چاہے ''قادیانی مذہب'' میں مطالعہ کرے۔ یہاں مشتے نمونہ از خروارے چند مثالیں درج ہیں۔

(۱) مخبری

''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں ...... لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ تا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ گرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسنِ گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدے سے اپنی مفسدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں ...... لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تحریک بعنوان ''قابل توجہ گورنمنٹ'' مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم ص ۱۱ مولفہ میر قاسم علی صاحب)

(۲) پچاس ہزار

والد صاحب کے انتقال کے بعد یہ عاجز (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) دنیا کے مشغلوں سے علیحدہ ہو کر خدائے تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دئے۔ جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکے گا۔

(ستارۂ قیصریہ ص ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) خدمت میں مشغول

میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ ایسی گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں۔ بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرفِ زرِ کثیر چھاپ کر بلادِ اسلامیہ میں پہنچائی ہیں۔

(عرضیہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ (۶۵) مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیان)

(۴) قرین مصلحت

پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی۔ اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔ جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوا اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔

(اشتہار واجب الاظہار جو خاص اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ قیصر ہند توجہ سے اس کو ملاحظہ فرمائے من جانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۱۶۰ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵) عمر کا اکثر حصہ

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ (تریاق القلوب ص ۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) مناسب

میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلادِ عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے صفحہ (۱۵۲) میں جہاد کی ممانعت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمے یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی

کتابیں عرب کے ملک میں بہت شہرت پا گئی ہیں۔

(تحریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۲۶ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۷) تاثیر کے نشان

میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے پہنچتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آ گئے اور موافق ہو گئے۔

(انوار الحق حصہ اوّل ص ۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸) قاصد

میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے۔ اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اس طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجی گئیں۔ اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا (نیک نیتی تو صاف ظاہر ہے جتانے کی کیا ضرورت ہے؟ للمؤلف)۔

(اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند اور جناب گورنر جنرل ہند۔ اور لفٹنٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کیلئے شائع کیا گیا۔ منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۹۶ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۹) ربط وضبط

میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں۔ نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہٰذا خدا اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال و شوکت میں

تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔

(عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی" منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۶۹ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۰) یک جان دو قالب

تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں۔ بدون کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لئے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۲ نمبر ۲۳۸ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء)

ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے اس وقت کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہی وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے اور ہمارے فوائد ایک ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے۔ اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے اس لئے شریعت اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے ماتحت اور اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے اس وقت جب کہ جنگ وجدل جاری ہے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۸ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء)

(۱۱) قادیانی ڈھال

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقع گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرا ایک طرف کر دو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے۔ پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکرگزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد

ہو گئے ہیں۔ اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی ہے۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے۔ ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان نکل آتا ہے۔ (الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۲) قادیانی تلوار

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام۔ ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱ نمبر ۴۲ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

غرض گورنمنٹ برطانیہ کا فتح یاب ہونا۔ دنیا کے ایک بڑے حصے کے لئے بہت امن وآرام کا باعث ہوگا اور تمہارے لئے تبلیغ اسلام (یعنی قادیانیت للمؤلف) کا میدان بہت زیادہ صاف اور وسیع ہو جائے گا (اسلامی ممالک میں۔ للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

فصل چھٹی

قادیانی تبلیغ

(۱) افغانستان

ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قادیانی) شہید کی شہادت کی وجہ کیا تھی۔ اس کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں۔ مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب بھی ہوگئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجنیئر ہے جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہی کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قادیانی) کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے۔ اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا۔ کہ اس سے افغانستان کا جذبۂ حریت کمزور ہوجائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا .... اس کتاب کے مصنف کی یہ بات اس لئے بھی یقینی ہے کہ وہ شاہِ افغانستان کا درباری تھا اور اس لئے بھی کہ وہ اکثر باتیں خود وزراء اور شہزادوں سے سن کر لکھتا تھا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبۂ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۲۱ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ جہاد کے مخالف تھے اٹلی کے ایک انجنیئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا۔ لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے سید عبداللطیف (قادیانی) کو اس لئے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کو شیرازہ بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۴ ۵ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۲) حکومت افغانستان کا اعلان

افغانستان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے۔ کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحکیم اور ملا نور علی قادیانی عقائد کے گرویدہ بن چکے تھے۔ اور لوگوں کو اس عقیدے کی تلقین کر کے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنج شنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچا دئے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضہ سے پا گئے۔ جن سے پایا جاتا ہی کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔ (اخبار امان افغان)۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۲ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء)

(۳) قادیانی مجاہد کا کارنامہ

چونکہ برادرم محمد امین خان صاحب قادیانی کے پاس پاسپورٹ نہ تھا۔ اس لئے وہ روس میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے اسٹیشن قیفہ پر انگریزی جاسوس قرار دئے جا کر گرفتار کئے گئے۔ کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو قید رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا۔ وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا۔ اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا۔ اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے۔ تاکہ یہ ثابت ہوجائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں۔ اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لئے گئے تاکہ عکس محفوظ رہے اور آیندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد گوشگی سرحد افغانستان پر لے جایا گیا۔ اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا۔ مگر چوں کہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اسی علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے اس لئے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔ دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے۔ لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت دل ہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے اور قید میں رکھا گیا۔ اور بخارا سے مسلم روسی پولیس کی حراست

میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس مجاہد کی ہمت اور اخلاص اور تقویٰ میں برکت دے کیوں کہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی۔ اس لئے پھر کاکان کے ریلوے اسٹیشن سے روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پاپیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کاکان کی طرف لایا گیا۔ اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا وہاں سے آپ پھر بھاگے اور بخارا پہنچے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء)

ہمارے برادر محترم خان محمد امین خان صاحب جنہیں روس کے علاقہ میں حضرت امیر جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا بغیر کسی اطلاع کے آج ۲۵ جون وارد قادیان ہوئے جنہیں اچانک اپنے اندر دیکھ کر اہل قادیان خوشی اور مسرت کے جذبات سے بھرپور ہو گئے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۴ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲۵ جون ۱۹۲۷ء)

گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں .... اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔

(برکات خلافت ص ۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴) بے شک

بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں۔ اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی تیار ہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں بھی پوری آزادی دی ہے۔ عملی نمونے ہزاروں کوس تک چلے جاتے ہیں اور دلوں پر ایک عجیب اثر ڈالتے ہیں اور صدہا کے دل سے وسوسے دور ہو جاتے ہیں یہ مذہبی آزادی ایسی پیاری چیز ہے کہ اس کی خبر پا کر بہت سے اور ملک بھی چاہتے ہیں کہ اس مبارک گورنمنٹ کا ہم تک قدم پہنچے .... کیونکہ جس طرح اچھے دکاندار کا سن کر اسی طرف خریدار دوڑتے ہیں۔ اسی طرح جس گورنمنٹ کے ایسے بے

تعصب اور آزاد اصول ہوں وہ گورنمنٹ خواہ مخواہ پیاری اور ہر دلعزیز معلوم ہوتی ہے اور بہت سے غیر ملکوں کے لوگ حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی اس کے ماتحت ہوتے۔ پس کیا آپ لوگ چاہتے نہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کا ان تمام تعریفوں کے ساتھ دنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دور دور تک دلوں میں جاگزیں ہو۔

(رسالہ البلاغ مسمّٰی بہ فریاد درد ص ۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) قدرتی بات

یہ قدرتی بات ہے کہ ہمارے وعظوں لکچروں کتابوں اخباروں اور رسالوں میں بار بار یہ ذکر آتا ہے کہ انگریز عادل و مصنف ہیں اور وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے حسن سلوک کرتے ہیں اور امن قائم رکھتے ہیں۔ اس لئے غیر ممالک کے احمدی بھی ہمارے لٹریچر سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ گو ہم انگریزوں کے ماتحت نہیں لیکن چونکہ ہمارا مرکز ان کی تعریف کرتا ہے۔ اس لئے وہ بُرے نہیں بلکہ مصنف مزاج حکمران ہیں۔ اس ذریعے سے ہزاروں آدمی امریکہ ہیں۔ ہزاروں آدمی ڈچ انڈیز ہیں۔ اور ہزاروں آدمی کافی غیر ممالک میں ایسے تھے جو گو اپنی اپنی حکومتوں کے وفادار تھے۔ مگر انگریزوں کے متعلق بھی کلمۃ الخیر کہا کرتے تھے۔ امریکہ جسے کسی وقت جرمن ایجنٹوں نے انگریزی گورنمنٹ کے خلاف کرنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دی تھیں۔ وہاں احمدی (یعنی قادیانی) ہی تھے جو اپنے جماعت کا لٹریچر پڑھنے سے جن میں انگریزوں کی تعریف ہوتی آپ ہی آپ ان خیالات کا ازالہ کرتے تھے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلفیہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳۱ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

(۶) خیال خاص وعام

دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کی افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے؟

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۴ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

خواجہ کمال الدین مرحوم فرماتے تھے کہ جس ملک میں میں گیا وہاں کے لوگوں کو یہی کہتے سنا کہ یہ قادیانی لوگ گورنمنٹ کے خفیہ جاسوس ہیں یہ بات غلط ہو یا صحیح ہو مگر لوگوں کے قلوب پر یہ بداثر کیوں پڑا۔ اس لئے کہ میاں صاحب (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) گورنمنٹ کی خاطر ایسی خفیہ کاروائیاں کیا کرتے تھے۔ جن کا خود انہوں نے اپنی تقریروں میں اعتراف کیا ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۷ء)

ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سکریٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال نہرو صاحب جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳۱ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

فصل ساتویں

اسلامی ممالک پر قادیانی التفات

(الف) افغانستان

اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خان۔ للمؤلف) جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں۔ کیوں کہ گورنمنٹ کی اعانت ہمارا فرض ہے لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے ہیں اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے پس کرو تمہارے ذریعے وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی حضرت مسیح موعود نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اطلاع دی ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۹۰ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

(ب) عراق

یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم اس نتائج پر خوش ہیں کیونکہ .... خدا ملک گیری اور جہاں بانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے۔ اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام کا (یعنی اشاعت قادیانیت کا۔ للمؤلف) میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء)

(ج) فتح بغداد

''حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔للمؤلف) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔''

فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا۔ دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تا کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے اس قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(د) ترکی

ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہباً ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے مذہبی نقطۂ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب للمؤلف) جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اسی کو اپنا سلطان اور بادشاہ یقین کریں جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہیں۔ پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) ہیں اور ہمارے سلطان اور بادشاہ حضور ملک معظم۔

(قادیانی جماعت کا اڈریس بحضور سر اڈورڈ میکلیگن لفٹنٹ گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

انگلستان کے وزیر اعظم مسٹر اسکوئتھ نے ایک تقریر کے دوران میں صاف کہہ دیا ہے کہ اب ترکی حکومت دنیا میں قائم نہیں رکھی جا سکتی۔ جنگ کے بعد اس کے حصص کو بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور تقسیم کر دی جائیگی یہ ایک فتویٰ ہے جو انگلستان کے ایک

نہایت ذمہ دار انسان کے منہ سے نکلا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعظم ایسی بات اس وقت تک منہ سے نہیں نکال سکتے تھے۔ جب تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو جاتا اور جب انہوں جلسہ عام میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ اس کا فیصلہ بالکل درست ہے اور راست ہے اور ہم اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں (گویا قادیانیوں کے نزدیک وزیر اعظم کا فیصلہ اللہ کا فیصلہ تھا۔ للمؤلف)۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۶۶ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۱۴ء)

(ھ) فلسطین

بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ میں نے ایک یہاں کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دی گئی جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی پھر مسلمانوں کو جن کے پاس ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو اس کا سبب تلاش کرنا چاہیے کیا مسلمانوں نے کسی نبی کا (مطلب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا للمؤلف) انکار تو نہیں کیا.......... سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے، ہیں' آزما چکے ہیں' اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مذہبی جنگ نہیں۔ ہاں ہم اپنے نیک نمونے اور روحانی کشش سے یورپ کو مسلمان بنالیں تو پھر ساری حکومتیں ہماری ہی ہیں اور اس میں اسلام کو آئندہ بہتری کی اُمیدیں ہیں۔

بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں انگلستان کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سکریٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں'' (یہ نمونہ ہے قادیانی مبلغ کی انگلستان میں اصلی کارگزاری کا۔ للمؤلف)۔

(قادیانی مبلغ کا خط مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۷۵ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

(فلسطین میں مسلمانوں پر جو کچھ گزر رہی ہے سب کو معلوم ہے اس وقت ان کو

اتحاد و جمعیت کی جس قدر ضرورت ہے محتاج بیان نہیں۔عین اس نازک زمانہ میں وہاں قادیانی تحریک کی بڑے اہتمام سے تحریک ہو رہی ہے۔چنانچہ مختصر کیفیت ذیل میں ملاحظہ ہو۔للمؤلف)۔

''مولوی محمد سلیم احمد صاحب مولوی فاضل مبلغ فلسطین لکھتے ہیں: خدائے تعالیٰ کے فضل سے یہاں یوم التبلیغ نہایت کامیابی سے منایا گیا۔مختصر کوائف حسب ذیل ہیں۔وقت مقررہ سے پہلے احباب کو مختلف گروپوں میں تقسیم کر کے ان کے حلقے مقرر کر دئے گئے پہلا گروپ...... برائے یافا و مضافات تل ابیب و مضافات۔دوسرا گروپ...... برائے قصبہ بلیسان و مضافات تیسرا گروپ......... برائے ناصرہ و مضافات (اسی طرح کل ملک کے واسطے گیارہ گروپوں کی تفصیل درج ہے۔للمؤلف)۔

۱۲۷۹ ٹریکٹ بزبان عربی۔۸۸۳ ٹریکٹ بزبان عربی۔اور ۴۰۱ ٹریکٹ بزبان انگریزی گویا کل لٹریچر ہر سہ زبانوں میں ۲۳۶۳ ٹریکٹوں اور اعلانات کی صورت میں تقسیم کیا گیا۔''

''خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہزارہا لوگوں تک ایک دن کے عرصہ میں پیغام حق پہنچا دیا گیا۔احباب نے ریل پر بھی سفر کر کے تبلیغ کی اور اندازاً آٹھ دس پونڈ کرایوں وغیرہ پر خرچ کیا گیا۔'' (خلاصہ یہ کہ اسلامی ممالک میں آج کل فلسطین سب سے زیادہ قادیانی تحریک کا جولانگاہ بنا ہوا ہے۔للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۱۸ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۷ء)

(۱) فرخندہ بنیاد حیدر آباد

(۱) قادیانی تحریک کا آغاز وعروج

مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب راستے میں آنے والے شہروں میں ہدایت کے مطابق تبلیغ کرتے ہوئے حیدر آباد پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے تبلیغ شروع کر دی ہے۔مفتی صاحب نے اپنا قیام مولوی غلام اکبر خان صاحب (سابق وکیل حال نواب اکبر یار جنگ بہادر وظیفہ یاب رکن عدالت العالیہ) کے مکان میں کیا ہے۔جس میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے پاس شہر کے معزز لوگ آتے

جاتے ہیں۔اس لئے ان سے گفتگو کرنے کا انہیں موقع مل جاتا ہے۔۱۸ تاریخ کے خط میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ صبح سے بارہ بجے تک پانچ معزز اشخاص کو تبلیغ کی گئی۔اور انہوں نے پھر ملاقات کا وعدہ کیا ہے اس طرح انشاء اللہ تبلیغ کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۷۴ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۴ء)

یہاں (حیدر آباد) ہم نے درس قرآن اور لکچروں کے واسطے ایک ہال کرایہ پر لیا ہے۔اس میں بھی کسی نے رکاوٹ کی کوشش کی تھی۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس شر سے محفوظ رکھا۔میں اسسٹنٹ رزیڈنٹ بہادر سے جا کر ملا۔تمام سلسلہ کے حالات سنائے۔رویو انگریزی کے بعض پرچے دکھائے۔ٹیچنگ دی اسلام دی۔حضرت مسیح موعود کے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے دعوے اور دلائل پر گفتگو کی۔بہت توجہ سے سب باتوں کو سنا اور تحریری اجازت دی کہ ہم روزانہ وعظ اور لکچر کر سکتے ہیں۔اب وہاں لکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ایک دن میں نے سلسلۂ احمدیہ کی صداقت پر ایک مختصر تقریر کی چند نوجوان طلباء بھی سامعین میں تھے۔

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ (۱۴۱/ ۱۴۸) مورخہ ۱۷/ ۲۰ مئی ۱۹۱۵ء)

جس مقصد کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ہم کو یہاں (حیدر آباد) بھیجا تھا وہ خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت کچھ پورا ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے۔کتاب تحفۃ الملوک باوجود بعض روکاوٹوں کے ہز ہائی نس شاہ دکن کے حضور پہنچی اور پڑھی گئی اور قبول ہوئی اور اظہار خوشنودی کا پروانہ ہمیں ملا۔اس کے بعد اراکین ریاست میں وہی کتاب خوب تقسیم ہوئی۔بالمشافہ بڑے بڑے نوابوں، ججوں اور اہلکاروں اور مشائخ سے گفتگو ہوئی اور پیغام حق سب کو پہنچایا گیا۔حضرت خاتم النبین کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود مہدی معہود کے آنے کی خبر سب کو دی گئی۔ہر جگہ کم وبیش (قادیانی) سلسلہ کے متعلق گفتگو بھی ہوئی۔تقسیم کتب کے علاوہ کئی ایک محلوں میں بڑے بڑے شاندار جلسوں میں کئی ایک وعظ ہوئے۔تین جگہ درس قرآن شریف جاری ہوا۔اتفاقی طور پر بعض علماء کے ساتھ بحثیں بھی ہوئیں۔اور ان بحثوں کے سننے کے واسطے بعض دفعہ کئی سو آدمی کا مجمع ہو جاتا رہا۔ان سب باتوں کے علاوہ متفرق طور پر بھی لوگوں میں تبلیغ ہوئی اور ہوتی رہتی ہے کئی آدمی سلسلۂ بیعت میں بھی داخل ہوئے۔شہر اور اس کے

نواح میں احمدیت کا خوب چرچا پھیل گیا ہے اکثروں کی بدگمانیاں دور ہورہی ہیں اور لوگ حق قبول کرنے کے لئے نزدیک آتے جاتے ہیں۔

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۰ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

حافظ روشن علی صاحب بہ ہمراہی السید بشارت احمد صاحب اضلاع ریاست میں تبلیغی دورہ اور احکام و معززین میں کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کررہی ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب شہر حیدرآباد میں تبلیغی کام کررہے ہیں۔

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ا مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۱۵ء)

حیدرآباد جس کام کے واسطے ہم بھیجے گئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہوگیا ہے اور اب ہم اضلاع ریاست میں دورہ کرکے کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کررہے ہیں اور تبلیغ کررہے ہیں۔ آج جب کہ میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں ہم شہر گلبرگہ میں ہیں جو ریاست کے ایک صوبہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں کے اعلیٰ افسر صوبہ دار (گورنر) ہیں۔ جن کے مکان پر جاکر کتاب پہنچائی گئی اور یہاں کے صاحب ڈپٹی کمشنر (تعلق دار) اور ڈویژنل جج اور لفٹنٹ افواج اور دیگر عہدہ داران سے ملاقات کی گئی۔ اور کتابیں دی گئیں اور انگریزی ترجمہ قرآن شریف کے واسطے خریدار بنائی گئے۔

(تبلیغی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۴۷ مورخہ یکم جون ۱۹۱۵ء)

(۲) مسلمانوں میں بیداری

غرض کہ قادیانی فرقہ پھیلتا گیا زور پکڑتا گیا۔ اس فرقہ کے بعض سربرآوردہ اراکین معزز عہدوں پر فائز ہوگئے اچھا خاصا رسوخ حاصل ہوگیا تو اور بھی زور بڑھ گیا۔ یہی قادیانی عروج کا زمانہ تھا۔ جب کہ ہماری کتاب قادیانی مذہب شائع ہوئی اور حقیقت حال کھلنے پر کھلبلی پڑی۔ مسلمان حیران کہ کیا بے خبری تھی۔ قادیانی صاحبان پریشان کہ بنا بنایا کام بگڑ گیا۔

امیر المومنین اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف سابع سلطان العلوم حکیم السیاست شاہ دکن خلد اللہ ملکہ کی رواداری اور علم دوستی تو شہرہ آفاق ہے قادیانی اپنا تبلیغی لٹریچر بارگاہ خسروی میں پیش کرتے تھے۔ بطریق معمول کتاب "قادیانی مذہب" بھی پیش ہوئی اور اس کو شرف قبول عطا ہوا۔ چوتھا ایڈیشن ملاحظہ اقدس سے گزرنے کے بعد

ایک مکتوب مبارک خانگی طور خواجہ حسن نظامی صاحب کو سرفراز ہوا اور چوں کہ یہ مکتوب مبارک اسلامی حکومت کے مذہبی مسلک کا صحیح نقشہ تھا کہ مذہبی آزادی کے کیا شرائط ہیں۔ رواداری کے کیا حدود ہیں۔ دینداری کی کیا ذمہ داری ہے اور اسلام کی کیا تعلیم ہے۔ خواجہ صاحب نے خانگی ہونے کے باوجود مکتوب مبارک کو بنظر ہدایت خاص و عام اپنے اخبار منادی میں شائع کرنے کی عزت حاصل کی۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔ مکتوب مبارک سے ملک و ملت میں جس قدر بیداری اور ہدایت پھیلی بڑی بڑی تقریروں اور تحریروں سے یہ بات پیدا ہونی دشوار تھی۔ چنانچہ ہم بھی اس ہدایت مآب مکتوب مبارک سے اس کتاب کو مزین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

(ب) نقل مکتوب حضور نظام

حیدرآباد دکن

۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

خواجہ حسن نظامی صاحب

"مولوی محمد الیاس برنی جو کہ یہاں پروفیسر ہیں ان کو تو جانتے ہوں گے کہ یہ کس طرح سے اپنی حد تک مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں یعنی انہوں نے چند کتب قادیانی مذہب کی شرح سے متعلق لکھی ہیں تاکہ اس مذہب کے اسرار نہاں سے پردہ اٹھایا جائے تاکہ کم فہم و استعداد کے اشخاص ان کے گمراہ کن خیالات میں مبتلا نہ ہوجائیں۔"

"اس ضمن میں یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ ہر انسان جو چاہے اپنی حد تک کوئی بھی مذہب اختیار کرے جس کو کہ وہ اچھا جانتا ہے اور جو چاہے اپنے عقائد رکھے بشرطیکہ اس کا اثر دوسرے مذاہب کے اشخاص پر نہ پڑتا ہو اور جب کہ معاملہ ایسا ہو تو پھر کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے مگر معاملہ جب قابل اعتراض ہوجاتا ہے کہ دوسروں سے مخاطب ہوکر کہا جائے کہ اگر کوئی شخص کہنے والے کے مذہب یا اعتقادات کی پیروی نہ کرے گا تو اس کے نزدیک وہ خارج از مذہب

بلکہ کافر ہو جائے گا۔"

"چنانچہ یہی پوائنٹ ہے جو کہ اس وقت شاید معرض بحث میں ہے جس پر سے خامہ فرسائی اور ہر طرف کتب لکھنے کی بھرمار ہو رہی ہے اور یہ کسی حد تک درست ہے۔ بہر حال ختم نبوت ہو چکی اور یہ اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے جو کہ اٹل ہے ورنہ بعد رسول اللہ ﷺ یہ سلسلہ خدا کو باقی رکھنا منظور ہوتا تو اس کے لئے بہت سے نفوس قدسیہ اس وقت موجود تھے۔ وہ کون؟ وہی جو کہ لحمك لحمی ودمك دمی سے مرکب ہے۔"

"پس ظاہر ہوا کہ جب نوبت یہاں تک نہیں پہنچی تو ماوشما کا کیا ذکر الحاصل آج کل کی دنیا میں مذہب کی وقعت بازیچۂ اطفال سے زیادہ نہیں ہے۔ برخلاف اس کے مذہب اسلام کی کیا خوبیاں ہیں اور اس میں کون کون سے اسرار وغوامض ہیں اور اس کو سمجھانے والے کس طرح سے ہم کو سمجھنے کی ہدایت فرما گئے ہیں اس پر ہم عامل نہیں رہے ورنہ اسلام کی شان اس وقت اور ہی کچھ ہوتی۔ خیر اب بھی وقت باقی رہ گیا ہے کہ ہم تلافی مافات کر لیں تا کہ اس کے ذریعہ نجات اخروی حاصل ہو۔"

"شاباش خواجہ صاحب کہ میرا دوسرا خط بھی شائع کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ میری خانگی تحریرات کو پبلک میں لانا اچھی چیز خیال کر رکھا ہے۔ حالاں کہ وہ میرے ٹوٹے پھوٹے خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں جو کہ میرے احباب کی حد سے متجاوز نہ ہونا چاہئیں زیادہ۔"

والسلام

ع (عثمان علی)

(منقول از اخبار منادی دہلی بابت ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء)

(۳) قادیانی دھمکی

مسلمانوں کی یہ بیداری غالباً قادیانیوں کو بہت شاق گزری کہ اس تلخ کلامی میں

بیساختہ ان کے جذبات ظاہر ہو گئے۔ ملک و مالک جن کے احسانات نا قابل فراموش ہیں ان کے واسطے بداندیشی کی نوبت آ گئی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان عموماً اور اسلامی ریاستیں خصوصاً سابقہ جماعت انبیاء اور ہمارے دشمنوں کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور بدفطرت دھوکہ باز ناحق کوش دشمن کی باتوں کی حقیقت معلوم کرنے کے بغیر باور نہ کریں اور نوٹ کر لیں کہ کسی معمولی ندی میں مصری طوفان کا لانا خداوند خدائے موسیٰ کے نزدیک آسان ہے۔ احمدی خدا کے فضل سے اب آریہ سماج اور کانگریس سے بڑھ کر زندہ ہیں۔ عدو ڈر جائے۔ عالمگیر شمالی میدانوں سے قریباً فارغ ہو چکا ہے۔ رکوتاہ اندیشی سے کام نہ لے (اشارے گرچہ بھونڈے ہیں۔ مگر صاف ہیں قادیانی ادبیت اور تہذیب کے آئینہ دار ہیں۔ للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۶۰ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)

فصل آٹھویں

ہندوستان میں قادیانی سیاست

(۱) خلوت

ایک مرتبہ صوبہ کے ایک بڑے افسر سے حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یوں تو آپ کسی کے پاس نہ جایا کرتے تھے لیکن انہیں اپنا مہمان سمجھ کر چلے گئے۔ ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے گا۔ ان افسر صاحب نے حضرت (مرزا) صاحب سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا میں اسے نہیں جانتا خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اس کے ممبر تھے۔ انہوں نے اس کے حالات عجیب پیرائے میں آپ کو بتائے۔ فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ سیاست میں دخل دیں صاحب بہادر نے کہا کہ مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بُری چیز نہیں ہے۔ بلکہ بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا بُری کیوں نہیں۔ ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب شاید آپ نے کانگریس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگریس کی طرح نہیں۔ کیونکہ جس کام کی جیسی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ویسا ہی اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ کانگریس کی بنیاد چونکہ خراب رکھی گئی تھی اس لئے وہ مضر ثابت ہوئی۔ لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ حضرت (مرزا) صاحب نے فرمایا آج آپ کا یہ خیال ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد لیگ بھی وہی کام کرے گی جو آج کانگریس کر رہی ہے۔

(تقریر محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان واقع ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابتہ جنوری ۱۹۲۰ء)

مجھے ایک کانگریسی لیڈر نے بتایا کہ ایک ہندوستانی جج اپنی تنخواہ کا بیشتر حصہ کانگریس کو بطور چندہ دیتا ہے .... میں نے اس امر کے متعلق ایک دفعہ دورانِ گفتگو میں سابق گورنر پنجاب سر جافری سے ذکر کیا کہ سرکاری ملازم اس طرح کی بددیانتی

کرتے ہیں۔ تو انہوں نے ایک جج کا نام لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ یہ تو نہیں اور کہا ہمیں بھی اس کے متعلق شکایات پہنچی ہیں۔ مگر چونکہ ہمارا طریقہ جاسوسی اور شکایت کرنے کا نہیں ہے۔ اس لئے میں نے نام تو نہ بتایا۔ مگر جس کا نام انہوں نے لیا وہ نہیں تھا۔ جس کا مجھ سے ذکر کیا گیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۱ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۲) تاکیدی ہدایات

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے (یہ مبالغہ ہے ۱۹۰۷ء کا یہ اعلان ہے اور ۱۹۳۰ء کی مردم شماری میں کل قادیانی آبادی ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ ۷۵ ہزار تخمینہ ہوئی۔ للمؤلف) نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً ۲۲ برس سے تقریری اور تحریری طور ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظلِ حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجے سے محفوظ ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان اپنی جماعت کے نام مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲۲ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳) مسلم لیگ

ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود (مہدی آخر الزماں علیہ السلام یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للمؤلف) کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور (مرزا صاحب) نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر

فرمائی تھی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے مسلمانوں کے حق میں سازگار وبابرکت ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع اور ضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں۔ جن کے نتائج نہ ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں نہ دین کا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔ اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد۳ نمبر۸۷ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۱۶ء)

(۴) سیاسیات

چونکہ ایک طرف تو سیاسیات ایک ایسی چیز ہے جو اور سب کچھ بھلا دیتی ہے حتیٰ کہ جان تک کی بھی ہوش نہیں رہنے دیتی۔ اور اپنی طرف ہی کھینچتی جاتی ہی اور دوسری طرف آج کل جو اسلام پر نازک وقت آیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا۔ اس لئے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لئے مل جائیں اور جس قدر بھی سپاہی اسلام کی حفاظت کے لئے مہیا ہوسکیں اتنے ہی کم ہیں۔ اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد۵ نمبر۸ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء)

(۵) بے تعلق

پس احمدی مبلغ اپنے امام پاک اس کے خلفائے صادق کی ہدایت کے ماتحت سیاسیات سے کلیتہً پرہیز کرے۔ اس سے اگر ہوسکے تو محض رضائے مولا کے لئے ایسے غلط خوردہ لوگوں کو وعظ کرے جو برائے نام مسلمان کہلا کر سیاسیات میں دخل دیتے یا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد صاحب قادیانی) کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اور قادیان سے حقیقی تعلق رکھنے والے احمدی کا فرض ہے کہ وہ سیاسیات سے بعینہٖ اس طرح بچے۔ جس طرح خدا کے مسیح نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا ہے ہم غیر مبایعین لوگوں (قادیانی جماعت لاہور) کے افعال وخیالات سے اسی طرح بری الذمہ ہیں جس طرح غیر احمدی مسلمانوں کے سیاسی گروہ کے سیاسی دستور العمل سے بے تعلق ہیں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد۲ نمبر۱۴۹ مورخہ ۶ جون ۱۹۱۵ء)

(۶) آگ کا انگارہ

سلف گورنمنٹ یا حکومت خود اختیاری کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہر کس وناکس اس کے حصول کے لئے تیار ہوجائے بلکہ کانٹوں کی مالا ہے جس کے گلے میں ڈالنے کے لئے خاص دل وگردہ اور قابلیت کی ضرورت ہے اور جب تک قابلیت پیدا نہ ہوجائے اس وقت تک اس کا مطالبہ کرنا اسی طرح کا ہے جس طرح ایک چھوٹا بچہ آگ کے انگارہ کو چمکتا ہوا دیکھ کر اس کے پکڑنے کی کوشش کرے۔ اس وقت جس طرح اس کے دانا اور عقلمند محافظ کا فرض ہے کہ اسے انگارہ نہ پکڑنے دے اسی طرح اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو حکمت سے تدبیر سے اور اگر وہ نہ ہی مانیں تو اثر حکومت سے باز رکھیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد۵ نمبر۸ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۸ء)

(۷) کانگرس کا مقابلہ

میں نے پھر بھی کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا اگر میں اس وقت الگ رہتا تو یقیناً ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کرجاتی اور یہ صرف میری ہی رہنمائی تھی جس کے نتیجے میں دوسری اقوام کو بھی حرارت ہوئی اور ان میں سے کئی کانگریس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگئیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلفیہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۷ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۱ء)

اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگریس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی۔ گزشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کرکے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کرسکتے ہیں سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں اعلیٰ مشورے بھی ہم نے دئے جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۹۱ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

"گورنمنٹ سے خفیہ ساز باز کی اگر عادت ہوگی تو جناب میاں صاحب (یعنی

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کو ہو گی جنہوں نے بقول خود گورنمنٹ کی خاطر کانگریس کے مٹانے پر قوم کا لاکھوں روپیہ صرف کر دیا۔ یہاں تک کہ میاں صاحب کے قول بموجب جس وقت گورنمنٹ کے افسر اپنے گھروں میں آرام کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی میاں صاحب کے مرید گورنمنٹ کا یہی خفیہ کام کیا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کے اکثر ممالک میں یہ قادیانی لوگ جاسوس سمجھے جانے لگے۔''

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۷ء)

(۸) کارنامے

ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں۔ کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سکریٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جنہیں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی ہے (یہ مجموعہ شائع ہوسکتا تو بہت دلچسپ ہوتا للمؤلف)۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا کیں۔ یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ ایک افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے (واقعی بڑے وزن دار ہیں اتنا وزن ہر کسی کے حصے میں نہیں آتا۔ للمؤلف)۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۸ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپے ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے۔ (بے شک)

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷، نمبر ۷۶ مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۰ء)

(۹) ملک دشمن

ہم نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ احرار کی تقریریں پڑھو۔ ان کو زیادہ غصہ اس بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں۔

وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں...... کانگریس سے ہمیشہ ہماری جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم غلام ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ ہم ہرگز غلام نہیں اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۴ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۰) قادیانی شکوہ

تمہاری (یعنی قادیانی) پچاس سالہ خدمات کا حکومت پر ایک بوجھ تھا اس پر بوجھ تھا کہ تم نے جنگ یورپ میں آدمیوں اور روپیوں سے مدد کی اس پر بوجھ تھا کہ تم نے رولٹ ایکٹ کی شورش کا مقابلہ کیا۔ اس پر بوجھ تھا۔ کہ تم نے ہجرت کی تحریک کا مقابلہ کیا۔ اور اس نے تم کو کوئی بدلہ نہیں دیا اس پر بوجھ تھا کہ ہم نے نان کو آپریشن کا مقابلہ مفت لٹریچر تقسیم کر کے اور جلسوں اور لیکچراروں کے ذریعہ کیا۔ اور حکومت اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہی۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے سول ڈس اوبیڈینس کا مقابلہ کیا۔ ریڈ شرٹ کا مقابلہ کیا۔ بنگال میں ٹیررزم کا مقابلہ کیا۔ اور اس نے (یعنی حکومت نے) کوئی قدر نہ کی (یوں تو ہر طرح سرکاری احسانات مسلم ہیں نہ معلوم کیا قدر دانی مطلوب تھی جس کا شکوہ ہے۔ للمؤلف)۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۴ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۱) وفاداری کا سودا

میں اس امر کے آثار دیکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی پھر ضرورت پیش آئے گی۔ میں یہ کسی الہام کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ زمانہ کے حالات دیکھ کر عقل کی بنا پر کہتا ہوں۔ میں نے کانگریس کی تحریک کو خوب غور سے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کانگریس ایک ایسی اسکیم تیار کر رہی ہے۔ جس سے گو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میدان سے ہٹ گئی مگر عنقریب وہ گورنمنٹ کو ایسی مشکلات میں ڈال دے گی جس کے لئے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر حکومت نے ہمیں سبق دے دیا ہے کہ سودا کئے بغیر تعلق

نہیں رکھنا چاہیے۔ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے۔سوائے اس صورت کے حکومت ہم پر جوظلم ہوا ہے اسے دور کردے تب ہمارے تعلقات بھی پہلے کی طرح ہوجائیں گے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری مدد سودا کرنے کے بعد ہوگی اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔ (لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حالات حاضرہ میں ناکارہ سمجھ کر کچھ پرستش نہیں ہوئی تو لاچار اب کانگریس اور مسلم لیگ میں شرکت کی درخواستیں پیش ہیں ادھر سے بھی بے التفاتی ہورہی ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۸ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۱۲) پیام وسلام

کانگریس اور مسلم لیگ میں شمولیت کے متعلق کئی ایک اصحاب نے پر زور تقریریں کیں۔آخر اس بارے میں حضور نے (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فیصلہ فرمایا کہ اس وقت یہ سوال جماعت میں ایک روپیہ پیدا کرنے کے لئے اٹھایا گیا ہے دوست اس پر غور کریں اور اگلی مجلس مشاورت میں پھر اسے پیش کیا جائے گا۔اس عرصہ میں کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے تحریری طور پر پوچھا جائے گا کہ کیا وہ احمدیوں کو (یعنی قادیانوں کو۔للمؤلف) اپنے ساتھ سیاسی معاملات میں شریک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان کی طرف سے جواب آنے اور غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

(قادیانی مجلس مشاورت کے اجلاس کی روداد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۶۱ مورخہ ۹ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۱۳) مسلم لیگ کا اعلان

مسلم لیگ تو اعلان کر چکی ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو للمؤلف) خدا تعالیٰ کا مامور اور راست باز مانے اسے وہ مسلمان نہیں سمجھتی اور نہ اپنے ساتھ سیاست میں اس وقت تک شامل کرنے کے لئے تیار ہے۔

جب تک وہ احمدی (یعنی قادیانی) ہونے سے انکار نہ کردے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۴۷ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۱۴) صدر کانگریس کا استقبال

۲۹ مئی (۱۹۳۶ء) کو جب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت کی طرف سے ان کا شاندار استقبال ہوا۔اخبار الفضل (قادیان) میں اس کی تفصیل بصد فخر نمایاں طریق پہ فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال کے عنوان سے شائع کی گئی۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء)

پنڈت جی (جواہر لال نہرو) کے استقبال میں قادیانی رضا کاروں کی شرکت پر طرح طرح کی خیال آرائیاں اور چہ میگوئیاں ہورہی ہیں زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ جناب خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد صاحب) کانگریس کے اشد ترین مخالف تھی اور قادیانی حضرات نے کانگریس کے مقابلہ میں حکومت کی امداد کی اور کار خاص کی خدمات انجام دیں۔آج وہ کانگریس کے ایک انتہا پسند اور اشتراکی خیالات رکھنے والے صدر کے استقبال میں حصہ لے رہے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ نمبر ۲۵ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۶ء)

(۱۵) قادیانیت کی سیاسی اہمیت

سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔کبھی ان کے ساتھ سودے معاہدے پیکٹ کئے جاتے ہیں۔کبھی لالچ دے کر ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے، کبھی ان کے مذہبی معاملات کو سیاسیات کا جزبنا کر پولیٹیکل اتحاد کی کوشش کی جاتی ہے مگر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو الگ قوم تصور کئے بیٹھے ہیں۔اور وہ دن رات عرب کے ہی گیت گاتے ہیں۔اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو عرب کا نام دے دیں۔

اس تاریکی میں اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان وطن کو

ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ اُشا کی جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ (یعنی قادیانی تحریک۔للمؤلف) جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا کہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلامزم کا خاتمہ کرسکتی ہے آؤ ہم احمدیہ تحریک کا قومی نگاہ سے مطالعہ کریں۔ پنجاب کی سرزمین میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اے مسلمانو! خدا نے قرآن میں جس نبی کے آنے کا ذکر کیا ہے وہ میں ہوں آؤ اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ میرے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ اگر نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں قیامت کے روز نہیں بخشے گا۔ اور تم دوزخی ہو جاؤ گے۔ میں مرزا صاحب کے اس اعلان کی صداقت یا بطالت پر بحث نہ کرتے ہوئے صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مرزائی مسلمان بننے سے مسلمان میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے ایک مرزائی مسلمان کا عقیدہ ہے کہ:

(۱) خدا سمے سمے پر لوگوں کی رہبری کے لئے ایک انسان پیدا کرتا ہے جو کہ اس وقت کا نبی ہوتا ہے۔

(۲) خدا نے عرب کے لوگوں میں ان کی اخلاقی گراوٹ کے زمانے میں حضرت محمد (ﷺ) کو نبی بنا کر بھیجا۔

(۳) حضرت محمد (ﷺ) کے بعد خدا کو ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس نے مرزا صاحب کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔ میرے قوم پرست بھائی سوال کریں گے کہ ان عقیدوں سے ہندوستانی قوم پرستی کا کیا تعلق ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام و کرشن، وید، گیتا اور رمائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد (ﷺ) میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی۔ اب وہ خلافت قادیان میں آجاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لئے روایتی مقامات مقدسہ رہ جاتے ہیں۔

کوئی بھی احمدی چاہے عرب ترکستان ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو وہ روحانی شکتی کے لئے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لئے پنیہ

بھومی (سرزمین نجات) ہے۔ اور اس میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے۔ ہر احمدی کے دل میں ہندوستان کے لئے پریم ہوگا کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے مرزا صاحب بھی ہندوستانی تھے اور جتنے خلیفے اس فرقہ کی رہبری کر رہے ہیں۔ وہ سب ہندوستانی ہیں۔

اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب مرزائی قرآن کو الہامی کتاب مانتے ہیں تو وہ اسلام سے الگ کیسے ہوئے۔

اس کا جواب ہے۔ سکھوں کی موجودہ ہندوؤں سے علیحدگی گروگرنتھ صاحب میں رام و کرشن، اندر، وشنو، سب ہندو دیوی دیوتاؤں کا درشن آتا ہے۔ مگر کیا سکھوں نے رام کرشن کی مورتیوں کا کھنڈن نہیں کیا۔ گوردواروں سے رامائن اور گیتا کا پاٹھ نہیں اٹھایا۔ کیا سکھ آپ ہندو کہلانے سے انکار نہیں کرتے۔ اسی طرح وہ زمانہ دور نہیں جب کہ احمدی برملا یہ کہیں گے کہ صاحب ہم محمدی مسلمان نہیں، ہم تو احمدی مسلمان ہیں۔ کوئی ان سے سوال کرے گا کیا تم حضرت محمد (ﷺ) کی نبوت کو مانتے ہو تو وہ جواب دیں گے کہ ہم حضرت محمد، عیسیٰ، رام، کرشن سب کو اپنے اپنے وقت کا نبی تصور کرتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ہندو، عیسائی یا محمدی ہوگئے۔

یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان احمدیہ تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت ہی عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہیں۔ خلافت تحریک میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا، کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات عام مسلمانوں کے لئے جو ہر وقت پان اسلامزم و پان عربی سنگھٹن کے خواب دیکھتے ہیں کتنی ہی مایوس کن ہو مگر ایک قوم پرست کے لئے باعث مسرت ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرو بی، بی ایس سی۔ ایم بی، بی ایس لاہور مندرجہ اخبار بندے ماترم مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء منقول از اخبار ایمان مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء)

''قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت (جواہر لال نہرو) صاحب نے ڈاکٹر محمد اقبال کے مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دئے جانے کے لئے لکھے تھے۔ اور نہایت عہدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر (محمد اقبال) صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے۔''

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۸۷ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء)

''میں خیال کرتا ہوں کہ قادیانیت کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا۔ جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدت کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس سے پنڈت جی (جواہر لال نہرو) اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بنا پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی وحدت کے امکانات کو بالخصوص ہندوستان میں پسند نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندوستان کے قوم پرست جن کی سیاسی تصوریت نے ان کے احساسِ حقائق کو مردہ کر دیا ہے اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے دل میں خود اعتمادی اور بیداری کا خیال پیدا ہوا ہے...... اسی طرح یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی مسلمانانِ ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانانِ ہند کے سیاسی وقار بڑھ جانے سے ان کا مقصد فوت ہو جائیگا کہ رسول عربی (فداہ امّی و ابی) کی دسترس سے قطع و برید کر کے ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں حیرت کی بات ہے کہ میری اس کوشش سے کہ مسلمانانِ ہند کو یہ جتادوں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس وقت جس نازک دور سے وہ گزر رہے ہیں۔ اس میں ان کی اندرونی یک جہتی کس قدر ضروری ہے۔ اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگیز قواء سے محترز رہنا لازمی ہے۔ جو اسلامی تحریکوں کی روپ میں ظاہر ہوتے ہیں پنڈت جی (جواہر لال نہرو) کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم کی تحریکوں سے ہمدردی فرمائیں۔

(ڈاکٹر سر محمد اقبال کا انگریزی مضمون اسلام اور احمدیت مندرجہ رسالہ اسلام لاہور جلد نمبر ۱۶ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء) ترجمہ بطور اقتباس۔

(۱۶) خلاصہ

مندرجہ بالا تصریحات سے مختصراً واضح ہو گیا کہ قادیانی تحریک کیا ہے۔ اسلامیات اور سیاسیات میں اس کی کیا حیثیت ہے۔ ملک وملت سے اسے کیا تعلق ہے۔ تفصیلات کا اشتیاق ہو تو وہ قادیانی مذہب'' (پنجم ایڈیشن) میں بکثرت اور بترتیب درج ہیں۔ قادیانی فرقہ نے اپنے جواب بشارت احمد'' میں جا بجا جو عذر و معذرت کی ہے بہت

کچھ اس کی اصلیت یکجا طور پر باب اول میں ظاہر ہوگئی۔ باب دوم میں مزید حقیقت کھل جائے گی۔ اور باب سوم سے موجودہ حالت کا اندازہ ہوگا۔

باب دوم

قادیانی عذرات

فصل نویں

قادیانی آویزش

قادیانی آویزش کس طرح شروع ہوئی اور بعد کو اس نے کیا شکل اختیار کی اس کی ضروری کیفیت ''قادیانی مذہب'' کی تمہید اول وتمہید دوم اور ضمیمہ اول وضمیمہ دوم میں درج ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۲ھ میں میلاد کے ایک بڑے جلسہ میں جو مسلمانان حیدر آباد کی طرف سے منعقد ہوا تھا بر بنائے فرمائش ہم نے ''ختم نبوت'' پر تقریر کی۔ اگرچہ کوئی فرقہ خصوصیت سے مخاطب نہ تھا تاہم قادیانی فرقہ میں کھلبلی پڑ گئی۔ چنانچہ جلد از جلد ان کی طرف سے ایک رسالہ شائع ہوا جس کا عنوان تھا ''ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی'' اس میں کافی تنقیص کے باوجود ان کو تقریر کے اثر کا اعتراف کرنا پڑا کہ ''مقرر کی اپنی وجدانی بے اصل تقریر اس قابل نہ تھی کہ ہم اس پر کچھ خامہ فرسائی کرتے لیکن اسلامی پبلک میں سے اکثر نے ہم سے سوالات کی بھر مار شروع کر دی جس کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوا کہ مختصراً کچھ عام فہم دلائل ختم نبوت کی حقیقت پر لکھ دیں'' اسی رسالہ کے آخر میں مندرجہ ذیل اعلان بھی درج کیا گیا:

> ''ہمارے ایک نمائندے نے جو جلسہ میلاد النبی متذکرہ میں شریک تھے۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی۔ لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علماء کرام سے رجوع کیا جائے۔ یہ جواب قابل غور ہے۔''
>
> (رسالہ ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی صفحہ نمبر ۸)

اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ہی قادیانی فرقہ کی طرف سے کئی جلسے بھی منعقد ہوئے نامور (قادیانی واعظ دور دور سے بلائے گئے خوب قادیانی رنگ کی تقریریں ہوئیں۔ ان جلسوں ہمارا اور ہماری تقریر کا خاص ذکر مذکور رہا۔ پھر چھ تبلیغی رسالے بھی قادیان سے منگا کر تقسیم کئے گئے غرض کہ خوب تلابیلی رہی۔

قادیانی فرقہ کی یہ غیر معمولی یورش اور سرگرمیاں دیکھ کر بالآخر مسلمانوں میں بھی توجہ اور حرکت پیدا ہوئی۔ بہت ممکن تھا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں میں فرقہ دار کشمکش چل پڑتی۔ لیکن بغرض انسداد ہم نے ضرورت وقت کے مدنظر جلد از جلد کتاب ''قادیانی مذہب'' کا پہلا ایڈیشن شائع کر دیا۔ اس علمی محاسبہ نے پبلک میں کافی اعتدال پیدا کر دیا چنانچہ مخالفت کے باوجود قادیانی فرقہ کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ''برنی صاحب نے نام نہاد علمی محاسبہ سے اور کچھ نہیں تو کم از کم اس قدر تو فائدہ ہو چکا ہے کہ بعض طبائع میں اس ذریعہ سے تحقیق حق کی خواہش پیدا ہو گئی ہے اور ہم بھی خدا سے یہ ہی چاہتے تھے کہ لوگوں میں احمدیت کے متعلق تحقیق کا شوق پیدا ہو۔ برنی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے ''خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما درآں باشد'' (تصدیق احمدیہ صفحہ ۴)

بریں ہم ''قادیانی مذہب'' کے جواب میں قادیانی فرقہ نے ایک رسالہ شائع کیا جس کا عنوان تھا ''الیاس برنی کا علمی محاسبہ'' یہ حیدرآباد میں بکثرت تقسیم ہوا۔ اس رسالہ کے تنقیح میں ہم نے بھی ایک رسالہ ''قادیانی جماعت'' کے عنوان سے شائع کر دیا کہ جو الزام دئے گئے اور مغالطے پیدا کئے گئے انکا ازالہ ہو جائے۔ یہ رسالہ بطور ضمیمہ اوّل ''قادیانی مذہب'' میں شامل ہے۔

اس کے بعد قادیانی فرقہ نے پھر ایک دوسرا رسالہ ''احمدی جماعت'' شائع کیا۔ اور حسب سابق اس کو بھی حیدرآباد میں خوب تقسیم کیا۔ مضامین اس کے بھی بہت غیر معتدل تھے مگر اس میں اور پہلے رسالہ میں ایک نمایاں فرق تھا وہ یہ کہ پہلے رسالہ کا لہجہ بہت جارحانہ تھا اور دوسرے کا لہجہ نہایت مظلومانہ۔ گویا پہلا رسالہ رجز تھا تو دوسرا نوحہ مگر الزام اور مغالطوں کی اس میں بھی کمی نہ تھی۔ اس رسالہ میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ:

''ہم نے پبلک کو برنی صاحب کے جواب کا وعدہ دیا تھا۔ اور انتظار کی درخواست کی تھی اب انشاءاللہ پہلا جواب جماعت احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے ان سطور کے ساتھ دو یا چار روز بعد پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند روز بعد قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک کتاب ''تصدیق احمدیت'' حیدرآباد میں تقسیم اور فروخت ہونے لگی یہ ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' کے پہلے ایڈیشن کا جواب ہے سید بشارت احمد صاحب جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی اور اس میں ہم کو قادیانی فرقہ کی طرف سے تحقیق مزید کی دعوت

دی گئی کہ:

''کیا ہم امید کریں کہ برنی صاحب خود یا تعلیم یافتہ پبلک کے زور دینے سے اس میدان میں آئیں گے۔ اس سے بڑھ کر ہم خرما و ہم ثواب اور کیا ہو سکتا ہے۔'' (تصدیق احمدیت صفحہ ۴)

قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن تالیف کرتے وقت قادیانی کتابیں ملنے میں رکاوٹ پیش آئی تو ہم نے اس شکایت کا کتاب کے ساتھ ہی اعلان کر دیا۔ اس کی بنا پر ''تصدیق احمدیت'' میں کتابوں کی بہم رسانی کا وعدہ کیا گیا بلکہ یہاں تک لکھا گیا کہ:

''آیندہ کے لئے بھی یہ صاف اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہیں نہ صرف قیمتاً بلکہ مفت یا مستعار بھی کتابیں ہمارے پاس سے طلب کر سکتے ہیں۔'' (تصدیق احمدیت صفحہ ۸)

مذکور بالا قادیانی رسالے ''احمدی جماعت'' اور قادیانی کتاب ''تصدیق احمدیت'' ان دونوں کی تنقیح یک جا ''قادیانی صاحب'' کے عنوان سے ہم نے ایک رسالہ میں شائع کر دی۔ جو بطور ضمیمہ دوم ''قادیانی مذہب'' کے آخر میں شامل ہے۔ اور جس کا متعلقہ حصہ نیز اس کتاب کی بارہویں فصل میں درج ہے۔

''قادیانی مذہب'' کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو اس کے بعد قادیانی فرقہ کی طرف سے بطور جواب ایک دوسری کتاب شائع ہوئی۔ جس کا نام تھا۔ ''ہمارا مذہب'' یہ گویا ''تصدیق احمدیت کا ترقی یافتہ ایڈیشن تھا۔ اس میں بھی بیشتر پہلے ایڈیشن کے حوالہ سے وہی اعتراضات وعذرات مزید تفصیل سے دوہرا لئے گئے اور دوسرا ایڈیشن برائے نام پیش نظر رکھا گیا۔ البتہ اس کی عبارت نسبتاً ''تصدیق احمدیت'' سے بہتر تھی بہرحال شمار میں ایک قادیانی جواب کا اضافہ ہو گیا اس کتاب کی تنقیح ''قادیانی'' کتاب کے عنوان سے بطور ضمیمہ سوم ''قادیانی مذہب'' میں شامل ہے اس سے پوری کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔

''قادیانی مذہب'' کا پہلا ایڈیشن چھوٹی تقطیع کے ۱۱۲ صفحات پر شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد جوں جوں قادیانی کتابیں بتدریج جمع ہوتی رہیں ''قادیانی مذہب'' کے جدید ایڈیشن اضافۂ مضامین کے ساتھ نکلتے رہے۔ حتیٰ کہ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ میں اس پانچواں ایڈیشن بڑی تقطیع کے ۱۲۰۰ بارہ سو صفحات پر شائع ہوا۔ اس میں بیس فصلوں کے تحت قادیانی کتب کے اقتباسات معہ حوالہ جات درج ہیں۔ اس طرح یہ ایڈیشن سوسوا سو قادیانی کتب

ورسائل پر حاوی ہے جن میں سے تقریباً نصف خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف ہیں۔ اور باقی دیگر قادیانی اکابر کی مستند تالیف ہیں۔ بیس فصلوں کے سوا شروع میں پانچ تمہیدیں اور آخر میں پانچ ضمیمے بھی شریک ہیں۔ اسی جامعیت اور استناد کی بدولت یہ کتاب (قادیانی مذہب) قادیانیت کی قاموس تسلیم کی گئی ہے۔

اس پانچواں ایڈیشن کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک کتاب بعنوان ''بشارت احمد'' شائع ہوئی ہے تقطیع بڑی حجم ۲۶۸ صفحات اس کے ساتھ ''تصدیق احمدیت'' بھی بطور ضمیمہ شامل ہے حجم ۱۶۸ صفحات۔ یہ وہی تصدیق احمدیت ہے جو ''قادیانی مذہب'' کے پہلے ایڈیشن کے جواب میں شائع ہوئی تھی۔ یہ دونوں قادیانی کتابیں سیّد بشارت احمد صاحب وکیل ہائی کورٹ امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہیں اور ان دونوں کتابوں کی تنقیح میں یہ کتاب ''قادیانی قول وفعل'' شائع کرنی پڑی۔ ورنہ کتاب ''قادیانی مذہب'' میں قادیانیت کے متعلق وافر معلومات بالترتیب جمع ہیں۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ ایک خلاصہ کی حیثیت سے یہ جدید کتاب بھی کار آمد ہوگی۔

فصل دسویں

قادیانی مذہب

اگرچہ تحقیق ترتیب متانت اور وضاحت کے اعتبار سے کتاب ''قادیانی مذہب'' اعلیٰ طبقوں میں ایک علمی کارنامہ تسلیم کی جاتی ہے۔ تاہم قادیانی فرقہ اس پر معترض ہے لیکن اس کے اعتراضات میں جیسی کچھ اصلیت اور اہمیت ہے ظاہر ہے۔ مثلاً ایک اعتراض یہ تھا جو بڑے شدومد سے پیش ہوا تھا اور جواب تک دوہرایا جاتا ہے کہ ''قادیانی مذہب'' کے پہلے ایڈیشن میں اقتباسات کے جو حوالے دیئے گئے ان میں کہیں کہیں صفحات غلط درج تھے گویا ہم نے اصل کتابیں نہیں دیکھیں، لیکن ہم نے تو خود ہی اس دشواری کا اعلان کر دیا تھا کہ پہلے ایڈیشن میں اصل کتابیں بہت کم میسر آسکیں۔ لامحالہ دوسری کتابوں سے مدد لینی پڑی اس پر بھی صفحات کی جو چند غلطیاں نکالی گئیں وہ اکثر کتابت کی غلطیاں تھیں اور لطف یہ کہ قادیانی معترضین جو اصل کتابیں دیکھنے کے دعوے دار تھے خود بھی انہوں نے تصحیح کے ضمن میں صفحوں کے غلط حوالے دیئے چنانچہ اس کی ضروری تفصیل ''تصدیق احمدیت'' کی تنقیح میں درج ہے یہ تنقیح بطور ضمیمہ دوم ''قادیانی مذہب'' میں شریک ہے اور اس کتاب میں بارہویں فصل میں بھی درج ہے۔ ایسے ہی اور بھی رکیک اعتراض ہیں مثلاً ایک قادیانی رسالہ جس کا نام ''ریویو آف ریلیجنز'' بنظر سہولت واختصار حوالہ میں صرف ''ریویو'' لکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ خود قادیانی کتب ورسائل میں ریویو کے نام اس رسالے کے حوالے موجود ہیں۔ لیکن ہم نے جو حوالہ میں ''ریویو'' لکھ دیا تھا تو اس کا بڑا مضحکہ اڑا کر گویا مختصر نام لکھا تو بہت بڑی فروگزاشت ہوگئی جس سے خود اقتباس غیر معتبر ہوگیا ''تصدیق احمدیت'' میں ایسے اعتراض اور ہماری تنقیح میں ان کے جواب دیکھنے کے بعد اندازہ ہوسکتا ہے کہ ناواقفوں کو متاثر کرنے کی خاطر کیسے خفیف اعتراض کس اہتمام اور مبالغہ سے پیش کئے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کسی طرح ناظرین کا خیال اصل واقعات سے ہٹ جائے اور بات ٹل جائے لیکن ایسی ترکیبیں خود عجز کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔

علیٰ ہذا ابتدا میں جب کہ ہم کو اصل کتابیں کم ملی تھیں۔ اور دوسری کتابوں سے اقتباسات نقل کرنے پڑے۔ بعض اقتباس بطور تلخیص دوسری کتابوں سے نقل ہو گئے لیکن بعد کو جب اصل کتابیں مطالعہ میں آئیں۔ تو اقتباسات کی تصدیق و توثیق کی گئی جہاں ضرورت تھی تصحیح و تکمیل کی گئی حوالہ جات کی صراحت کی گئی ابتدائی دور میں دو ایک اقتباسات ملخص درج ہو گئے تو قادیانی فرقہ نے ان کو خوب اچھالا کہ گویا ہم نے اپنی طرف سے بے بنیاد لکھ دیا۔ بہتان لگا دیا۔ چنانچہ اس کی خاص مثال یہ اقتباس ہے کہ ''اب حج کا مقام قادیان ہے'' اس تلخیص پر اعتراض کو بہت طول دیا گیا۔ بالآخر اس کتاب میں اس خلاصہ کی صراحت کر دی گئی جس سے واضح ہو گیا کہ قادیانی فرقہ قادیان کے تعلق سے حج کو کیا سمجھتا ہے اور قادیانی اکابر حج بیت اللہ کے پردہ میں کیا کچھ کرنا چاہتے ہیں۔

جب اصل کتابوں سے مقابلہ ہونے کے بعد اس قسم کے معدودے چند اقتباسات کی تصحیح و تکمیل ہو گئی۔ ملخصیات ترک ہو گئے۔ تو قادیانی معترضین نے اس پر یہ مضحکہ اڑانا چاہا کہ ہم نے خموشی سے تصحیح و تکمیل کر لی گویا نہ اس کا اخباروں میں اعلان کیا نہ قادیانی فرقہ کو رجسٹری شدہ نوٹس دیا۔ چنانچہ ''حج قادیان'' کی تلخیص جو پہلے (ایڈیشن) میں دوسری کتابوں سے نقل ہوئی تھی۔ قادیانی کتب سے مقابلہ کرنے کے بعد ترک کر دی گئی اور اس کے بجائے دوسرے ایڈیشنوں میں قادیانی کتب کے مفصل اقتباسات درج کئے گئے تو قادیانی معترضین کے نزدیک یہ ہماری بڑی پسپائی ہوئی جو بصیغہ راز عمل میں آئی۔ چنانچہ کتاب ''بشارت احمد'' میں لکھتے ہیں ''سبحان اللہ کیا متانت و سنجیدگی ہے اتنا بڑا مورچہ چھوڑ کر ہٹ گئے مگر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی جنگ عظیم میں باقاعدہ پسپائی کی رپوٹر کو تو خبر ہو جاتی تھی مگر اللہ رے وقار کہ یہاں رپوٹر ایجنسی بھی جناب برنی صاحب کی باقاعدہ پسپائی کا پتہ لگانے سے قاصر رہی۔'' (صفحہ نمبر ۴۷) لیکن کیا مضائقہ ہے بالآخر قادیانی فرقہ کو تو پسپائی کا پتہ چل گیا اور قادیانی فتح کے نقارے دنیا نے سن لئے تاہم اگر حسب معمول کچھ رقم دے کر رپوٹر سے یہ خبر شائع کرا دی جاتی تو یہ قادیانی فتح اور بھی زیادہ قادیانی فرقہ کی ہمت افزائی کا باعث ہوتی۔ لیکن قادیانی حج کے متعلق تلخیص کی جگہ قادیانی بیانات کی جو تفصیل درج ہوئی ہے۔ وہ ملاحظہ طلب ہے۔ کس درجے کدھر پسپائی ہوئی خود نظر آ جائے گی۔ آخر مغالطہ کب تک؟

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی مذہبی زندگی کے دور خود قادیانی فرقہ کو تسلیم ہیں

سنہ ۴۰-۱۸۳۹ء میں ولادت ہوئی سنہ ۶۴-۱۸۶۸ء سیالکوٹ کی کچہری میں محرر رہے۔ مختاری کا امتحان دیا فیل ہو گئے۔ ملازمت بھی ترک ہو گئی سنہ ۶۸-۱۸۸۴ء مذہب کی طرف خاص توجہ ہوئی۔ مطالعہ شروع ہوا۔ عیسائی اور آریوں سے مناظرے شروع ہوئے۔ براہین احمدیہ کے حصہ اول و دوم شائع ہوئے حتیٰ کہ سنہ ۱۸۸۴ء میں مرزا صاحب نے اپنے مجدد ہونے کا اشتہار شائع کر دیا۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں بیعت لینے کا بھی اعلان شائع کر دیا۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں مہدی معہود اور مسیح موعود ہونے کا اشتہار شائع کر دیا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں نبی ہونے کا اعلان شائع کر دیا۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں کرشن اوتار ہونے کا اعلان شائع کر دیا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں قادیان میں بہشتی مقبرہ قائم کرنے کا اعلان شائع کر دیا۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں بعارضہ ہیضہ وفات پائی۔

ان تفصیلات سے قطع نظر مرزا صاحب کی مذہبی زندگی کے تین دور نمایاں ہیں۔ پہلے دور میں وہ مولوی اور مناظر معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے دور میں وہ مہدی معہود اور مسیح موعود بن جاتے ہیں۔ اور تیسرے دور میں کھلم کھلا نبوت و رسالت کے مدعی نظر آتے ہیں۔ حتیٰ کہ بسبیل اوتار اپنے آپ کو کرشن بھی بتاتے ہیں۔ تاہم مرزا صاحب کے دعاوی کے سلسلہ میں ایک امر قابل وضاحت ہے وہ یہ کہ مرزا صاحب کی مذہبی زندگی میں گرچہ تینوں دور نمایاں ہیں تاہم مرزا صاحب کی تحریرات میں کسی دور کی پوری پابندی نہیں رہی بلکہ حسب ضرورت ایک دور میں دوسرے دور کی باتیں بھی قلم سے نکل جاتی ہیں حتیٰ کہ کہیں کہیں دور سوم میں دور اول کی باتیں نظر آتی ہیں اور ایسی باتیں بات بنانے میں قادیانی فرقہ کے بہت کام آتی ہیں بہرحال مرزا صاحب کے اقوال میں دور کی پابندی کا کامل لزوم نہیں ہے اور ہونا دشوار بھی تھا مختلف مواقع پیش آتے تھے اور بات مصلحت وقت کے مطابق کی جاتی تھی۔ اگرچہ اس سے کبھی تخالف بلکہ تضاد کی نوبت آ جاتی تھی تاہم دفع الوقتی ضرور ہو جاتی تھی بایں ہمہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر دور کی تحریرات کا عام رجحان بین طور پر وہی ہے جو اس کی خصوصیت ہے۔ اور اسی بناء پر قادیانی فرقہ کی قادیانی جماعت مرزا صاحب کی مذہبی زندگی میں قبل نبوت اور بعد نبوت دو دور قرار دیتی ہے اور جیسا کہ لاہوری جماعت کا دستور ہے مرزا صاحب کے طرز بیان کے مدنظر دو چار اختلافی اقوال پیش کرنے سے کسی دور کے عام اور بین رجحان کا بطلان نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے عذرات کی حیثیت مغالطہ سے زیادہ نہیں۔

ہم نے جو مرزا صاحب کی مذہبی زندگی کے دور واضح کئے تو اس سے وہ اندرونی باتیں بھی واضح ہو گئیں جن کو قادیانی فرقہ واضح کرنا شاید خلاف مصلحت سمجھتا ہے اور جس

سے قادیانی تحریک کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بڑے شدومد سے یہ اعتراض بار بار ہوتا رہا ہے کہ مرزا صاحب کے اقوال کی مضمون وار ترتیب میں ترتیب زمانی کی پوری پابندی نہیں کی گئی اول تو بڑی حد تک یہ اعتراض بے بنیاد ہے فی الجملہ ترتیب زمانی موجود ہے دوسرے جس قلیل حد تک درست ہو یہ اعتراض خود مرزا صاحب کے اصولِ بیان پر وار ہوتا ہے کہ مصلحت وقت مقدم رہتی تھی۔ دور کی پابندی کا چنداں لزوم نہ تھا۔ اس میں ترتیب کا کیا قصور ہے لیکن ہم پر قادیانی فرقہ کو اعتراض کرنے سے غرض خواہ وہ اعتراض ان ہی پر عود کرے۔

''قادیانی مذہب'' پر قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس میں جو اقتباسات درج ہیں وہ نامکمل ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ اس اعتراض کی تنقیح ایک تو یوں ہو سکتی ہے کہ قادیانی کتابیں اور رسالے موجود ہیں۔ ہماری کتاب میں اقتباسات بھی موجود ہیں۔ ناظرین مقابلہ کر کے اطمینان کر لیں یقین ہے کہ مقابلہ کے بعد وہ کمالِ تحقیق کی داد دیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خود قادیانی صاحبان خالی اعتراض کرنے کے بجائے اقتباسات مکمل کر کے شائع کر دیں جن سے غلط فہمی رفع ہو جائے۔ ناظرین خود فیصلہ کر لیں گے کہ اعتراض کس حد تک درست ہے اور کس درجہ بے اصل۔

جو قادیانی لٹریچر کو اور بالخصوص مرزا صاحب کی کتابوں کو بغور مطالعہ کریں گے۔ ان کو واضح ہو گا کہ الہام' التباس اور تاویل کے سوا بیان میں سلسلہ بہ سلسلہ اتنے پہلو داخل رہتے ہیں کہ مطلب دلنشیں ہو جائے۔ لیکن اگر بات گرفت میں آئے تو گریز کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے اور کسی عنوان پابندی عائد نہ ہونے پائے۔ چنانچہ مدتوں یہ ترکیب خوب چلی گنجائش بیان کی بدولت جس وقت جو صورت چاہی سمجھا دی بات بنا دی لامحالہ لوگ چکر میں پڑ گئے کہ کیا سمجھیں کیا نہ سمجھیں وسیع مطالعہ کے بعد عبور حاصل کر کے گوناگوں اقوال جو بجائے خود الجھن اور حیرانی پیدا کرتے تھے ان کو اپنے اپنے صحیح محل پر اس طرح ترتیب دینا کہ الجھی بات سلجھ جائے اور حیرانی کی بجائے فہم پیدا ہو نفسیاتی اعتبار سے یہ کام کس درجہ نازک اور دقیق ہے اس کا اندازہ وہی بخوبی کر سکتے ہیں جو ایسے علمی کاموں کا کچھ تجربہ رکھتے ہیں چنانچہ کتاب کی اس خصوصیت کی بڑے بڑوں نے داد دی۔

ایک اعتراض یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ ''قادیانی مذہب'' میں قادیانیت کی جو

تصویر پیش ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے اس کے تصفیہ کی بہتر صورت یہ ہے کہ قادیانی معترضین اسی طرح خود بھی مکمل اور معتبر اقتباسات کے ذریعے قادیانیت کی وہ تصویر پیش کر دیں جو ان کے نزدیک صحیح ہو ناظرین خود فیصلہ کر سکیں گے کہ قادیانی لٹریچر کے مدنظر کون تصویر صحیح ہے اور کون غلط کون اصلی ہے اور کون بناوٹی؟ عملی طور سے بخوبی ایسے اعتراضات کا تصفیہ ممکن ہے محض موثر الفاظ میں بے اصل اعتراضات کو بار بار دوہرانے سے اصلیت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سو سوا سو قادیانی کتابیں اور رسالے جو خود بانی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ان کے خلفاء ان کے صاحبزادگان اور اکابر فرقہ کی تصنیف و تالیف ہیں ان سب کو مطالعہ کر کے صدہا اقتباسات معہ حوالہ جات اس طرح یکجا ترتیب دینا کہ قادیانی تحریک کے کل پہلو خود قادیانی لٹریچر سے واضح ہو جائیں ایک ایسا علمی کام ہے جس کو ملک وملت نے ایک بے نظیر کارنامہ تسلیم کیا ہے اور سند کا معیار مانا ہے اگر قادیانی فرقہ کو اس تحقیق پر اعتراض ہے تو وہ بھی اس طریق پر اپنی تحقیق پیش کرے اور ناظرین کو فیصلہ کرنے کا موقع دے کہ کونسی تحقیق قادیانی لٹریچر کا صحیح مرقع ہے اور کس میں تصرف سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی بجائے اگر اپنی طرف سے اعتراضات یا تاویلات و عذرات پیش کئے جائیں تو ان کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

ابہام' التباس اور تاویلات کی طرح تمثیلات بھی قادیانی لٹریچر کی نمایاں خصوصیت ہیں۔ اور تمثیل بھی ایسی بے دریغ کہ کسی مماثلت کی ضرورت نہیں مثلاً بصورت ضرورت اگر دمشق کو قادیان قرار دیا جائے یا قادیان کی مسجد کو مسجد اقصیٰ مانا جائے تو قادیانی تمثیل میں اس کی بخوبی گنجائش ہے اس تمثیل گری کے فن میں قادیانی تحریک نے بہت فروغ پایا۔ چنانچہ اگر قادیانی تمثیلات کو یکجا کیا جائے تو دلچسپ اور سبق آموز مجموعہ ہو۔

اسی مجرب طریق پر ''قادیانی مذہب'' کو بدنام کتابوں کے مماثل قرار دیا گیا ہے مثلاً عیسائیوں کی کتاب ''امہات المومنین'' یا آریوں کی کتاب ''رنگیلا رسول''، لیکن یہاں بھی وہی واقعہ کا سوال ہے۔ کتابیں موجود ہیں مقابلہ کر کے دیکھ لیا جائے کہ تحقیق کے لحاظ سے استناد کے لحاظ سے جامعیت کے لحاظ سے اور متانت کے لحاظ سے ان میں کوئی بھی مماثلت ہے احسان جتانا مقصود نہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ قادیانی تحریک کے مفاخر مثلاً خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے فضائل و مقامات قادیانی خلفاء کے مراتب و درجات

قادیانی اکابر کے کمالات اور قادیانی فرقہ کے کارنامہ جات جو قادیانی لٹریچر کا سرمایۂ ناز مانے جاتے تھے وہ سب خصوصیت سے ''قادیانی مذہب'' میں جمع نظر آتے ہیں لیکن اگر حالات بدل جانے سے خود قادیانی فرقہ ان مفاخر سے گھبرائے اور شرمائے تو یہ دوسری بات ہے اس میں کتاب ''قادیانی مذہب'' کا قصور ہے۔ بہرحال جس قدر قادیانی مفاخر اس کتاب میں جمع ہیں کسی قادیانی کتاب میں یک جا نہیں مل سکتے اور جس تہذیب اور متانت سے اس کتاب میں کام لیا گیا ہے۔ اس کی نظیر قادیانی کتابوں میں بھی نہیں دکھائی جا سکتی۔ اس پر بھی اس کو ان کتابوں کے مماثل قرار دیا جاتا ہے۔ جو بالکل اس کے برعکس ہیں مثلاً کتاب ''امہات المومنین'' کو لیجئے اس کے متعلق خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ ''کتاب امہات المومنین'' کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔'' رہی دوسری کتاب ''رنگیلا رسول'' اس کی حالت اس سے بھی بدتر ہے پس ہماری تالیف ''قادیانی مذہب'' کو ایسی کتابوں کے مماثل قرار دینا کس درجہ بے اصل اور واقعہ کے برعکس ہے اس کا منشاء مغالطہ کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے لیکن آخر مغالطے کب تک؟

نبی اکرم ﷺ کی آڑ لے کر مرزا صاحب کس طرح اپنی شان بڑھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بات کو چکر دے کر نبی کریم ﷺ سے بڑھ جاتے ہیں۔ ''قادیانی مذہب'' میں اس کی مثالیں درج ہیں ''تصدیق احمدیت'' کے جواب میں بھی اس کی صراحت کی گئی۔ یہ جواب بطور ضمیمۂ دوم ''قادیانی مذہب'' میں شامل ہے اور نیز اس کتاب کی بارہویں فصل میں درج ہے۔ علی ہذا اولیاء کرام بلکہ انبیاء عظام کے مراتب گھٹانا اور اپنی فضیلت جتانا قادیانی تحریک کا خاص رجحان ہے۔ چنانچہ بہت سی مثالیں ''قادیانی مذہب'' میں پیش کی گئیں ہیں۔ مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ''ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' یا حضرت امام حسین علیہ السلام سے مقابلہ کر کے فرماتے ہیں۔

''کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است درگر یبانم''

بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مقابل مرزا صاحب ارشاد

فرماتے ہیں کہ میں ''وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا۔ کہ وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے'' چنانچہ ہم کو بفضلہ تعالیٰ حضرت خواجہ اعظم خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ سے جو نسبت عقیدت وبیعت حاصل ہے تو اسی قادیانی ذہنیت کے تحت کتاب بشارت احمد میں کنایۃً سلسلہ چشتیہ کی تضحیک کرتے ہوئے دھمکی کے انداز میں یہ بھی ایما کیا گیا ہے کہ کوئی عیسائی یا آریہ مسلمانوں کے خلاف کوئی دل آزار کتاب لکھے تو خوب ہو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مسلمانوں کے دینی معاملات میں ہمیشہ سے قادیانی فرقہ درگزر کے پیرائے میں عیسائی اور آریوں سے ہمدردی کرتا رہا ہے البتہ خود قادیانیت کے معاملات میں عیسائی اور آریوں سے خوب چلی ہے۔ جس کی نوبت عدالتوں میں مقدمات تک پہنچی۔ بہرحال مسلمانوں کی حد تک ذیل میں چند واقعات ملاحظہ ہوں:

(۱) قادیانی میموریل

بحضور نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب ''امہات المومنین'' نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آرمی مشین پریس گجران والے میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی .... چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم ﷺ کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سن کر رنج سے رک نہیں سکتا اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا کہ گورنمنٹ ایسی تحریک کی نسبت جس طرح مناسب چاہے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدابیر امن عمل میں لائے۔

مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب ''امہات المومنین'' کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھا دیں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو

شائع ہونے سے روک لے تااس طرح پر ہم فتح پالیں کیوں کہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے لئے عجز و درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے کچھ کر لے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آ کر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام کیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آنے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔

ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو مصنف (کتاب امہات المومنین) نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذے کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے۔ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

(الراقم مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ضلع گرداسپور مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۸ء تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۳۶ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) قادیانی پاسداریاں

''غرض ان تمام لوگوں نے بے قیدی وآزادی کی گنجائش پا کر افتراؤں کو انتہاؤں تک پہنچا دیا اور ناحق بے وجہ اہل اسلام کا دل دکھایا اور بہتوں نے اپنی اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی ﷺ پر بہتان لگائے یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کی اصل میں تھی اس سید المعصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی اور غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افتراء میں یہاں تک نوبت پہنچی۔ وہ جواب دیتے جو ان کی بداصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسرے گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیے تھا۔ ہم گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کہار ہے ہیں۔ یہ سب بردباریاں ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے۔ کیوں کہ ان کے احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے .... بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں

فدا ہے اور ہوگا ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعا گو ہیں۔''

(آریہ دھرم صفحہ ۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) قادیانی نصیحت

ہم کل مسلمانوں کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً نصیحت کرتے ہیں کہ انہیں اس حملہ پر جو آنحضرت ﷺ پر کیا گیا ہے۔ برافروختہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم جس نبی کے ماننے والے ہیں وہ خدا کا پیارا ہے اور جو شخص اس پر حملہ کرتا ہے وہ ہمارے جواب کا محتاج نہیں اسے جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر جواب دینے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۶۰ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۱۴ء)

علیٰ ہذا جب آریہ کتاب ''رنگیلے رسول'' کے اشتعال کے سلسلے میں ایک مسلمان نوجوان کے ہاتھ سے ایک سر برآوردہ آریہ کی جان گئی تو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اس پر حسب ذیل رائے زنی فرمائی:

''وہ خبیث الفطرت اور گندے لوگ جو انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ان کی قوم اگر اپنے اندر دینداری اور اخلاق رکھنے کی مدعی ہے تو اس کا فرض ہے ایسے افعال کی پورے زور کے ساتھ مذمت کرے اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار براءت کرے انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعے نہیں ہو سکتی وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے دین تباہ کرنا پڑے یہ سمجھنا کہ محمد ﷺ رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے.........

وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھوکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے میرے نزدیک تو اگر یہی شخص قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جائے اور اسے سمجھائے کہ دنیوی سزا تو اب تم کو ملے گی ہی لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے تمہیں چاہیے کہ خدا سے صلح کر لو اس کی خیرخواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۹

اپریل ۱۹۲۹ء)

رسول اللہ ﷺ کی حد تک قادیانی تحریک جس قدر تحمل اور درگزر کی تعلیم دیتی ہے معلوم ہوئی اور بظاہر اس تعلیم سے قادیانی فراخ دلی ظاہر کی جاتی ہے لیکن تعجب اور افسوس یہ کہ جب خود مرزا صاحب کی نوبت آتی ہے تو یہ تعلیم بالکل فراموش ہو جاتی ہے غیرت اور محبت سے قادیانی فرقہ کی طبیعت بے قابو ہو جاتی ہے۔ قانونی چارہ جوئی کی جاتی ہے جان لی جاتی ہے اور پھر ایسی کارروائی کی تعریف اور تائید کی جاتی ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ قادیانی قلوب کو رسول اللہ ﷺ سے کیا نسبت باقی رہ گیا ہے اور مرزا صاحب سے کس درجہ وابستگی ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

مثلاً قادیانی تاریخ میں مباہلہ کا واقعہ بہت سبق آموز ہے کہ خود قادیانی مریدوں نے خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب پر اور ان کے خاندان پر بقول خود نہایت گندے اور شرمناک الزامات لگائے اور ثبوت بھی پیش کرنا چاہے تو اول بذریعہ عدالت تحت دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری امتناعی احکام جاری کرائے گئے چنانچہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں کہ تم اڈیٹر اخبار مباہلہ آئندہ کسی اخبار یا پوسٹر میں امام جماعت احمدیہ کے چلن کے متعلق کوئی ریمارک نہ چھاپو نہ چھاپنے میں مدد دو۔ کوئی چھپا ہوا کاغذ چسپاں نہ کرو نہ تقسیم کرو۔ جس میں اس قسم کے ریمارک درج ہوں اور اس قسم کے جس قدر کاغذات تمہاری تحویل میں ہوں ان کو تلف کر دو۔''

لیکن عدالتی کارروائی پر معاملہ ختم نہیں ہوا اور ایک قادیانی قاضی محمد علی نے دوسرے قادیانی منشی عبدالکریم کے شبہ میں جو تحریک مباہلہ کا سرگروہ تھا اس کے ایک مسلمان مہمان حاجی محمد حسین کی جان لے لی عدالت تک مقدمہ گیا پھانسی ملی۔ خلیفہ صاحب قادیان نے مجرم کی ہر طرح ستائش کی اور اس کی غیرت ایمانی کی تعریف کی۔ چنانچہ مختصر کیفیت ملاحظہ ہو:

(۴) ایمانی عبرت

ہمارے بھائی قاضی محمد علی صاحب کا حق جو ہمارے ذمہ تھا۔ اور جو یہ تھا کہ قانونی پہلو سے ہم ان کے لئے کوشش کرتے خدا کا شکر ہے کہ ہم نے وہ ادا کیا جہاں تک قانون

اجازت دیتا تھا۔ انتہائی طور پر ادا کیا غالباً پریوں کونسل تک خلیفہ صاحب اپیل لے گئے (للمؤلف) باقی جو مقدر تھا وہ خدا کی مصلحت کے ماتحت پورا ہو یعنی پھانسی ملی (للمؤلف) اور خدا تعالیٰ اپنی مصلحتیں خوب جانتا ہے۔

میں اس کے متعلق چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جو قاضی صاحب مرحوم کی چند خوبیاں ہیں پہلی خوبی ان کی جو نمایاں طور پر ظاہر ہے اور جو دل پر گہرا اثر کرتی ہے وہ ان کی ایمانی فطرت ہے جو کچھ ان سے سرزد ہوا خواہ اس کے متعلق کیا رائے ظاہر کریں مگر یہ ضرور کہا جائے گا کہ اس کی محرک اعلیٰ درجہ کی ایمانی غیرت تھی مختلف قسم کے درجات لوگوں کے ہوتے ہیں بعض میں ایک حد تک غیرت ہوتی ہے۔ بعض میں نہیں ہوتی اور بعض میں زیادہ ہوتی ہے جیسا جیسا ایمان ہوا اسی درجے کی غیرت پیدا ہوتی ہے قاضی صاحب مرحوم کے حالات سے جو بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے جو اس فعل کی محرک ہوئی ان کے فعل پر ایسے لوگوں کو اعتراض کرنے کا حق نہیں جن میں غیرت نہیں پیدا ہوتی یا اگر پیدا ہوئی تو اس حد تک پیدا نہیں ہوئی جس حد تک قاضی صاحب مرحوم کے دل میں پیدا ہوئی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۸ نمبر ۱۴۱ مورخہ ۶ جون ۱۹۳۱ء)

(۵) محترم بھائی

ہمارے محترم بھائی قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کی پھانسی کے لئے ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی .... ۱۶ کی صبح کو ٹھیک چھ بجے آپ نے ہمیشہ کے لئے دنیا کو خیرباد کہہ دیا۔ چار اصحاب قادیان سے لاش لینے کے لئے گئے ہوئے تھے افسران جیل نے ساڑھے چھ بجے لاش ان کے حوالے کر دی اسی جگہ غسل دینے اور کفن پہنانے کے بعد سوا آٹھ بجے لاش روانہ ہوئی اور گیارہ بجے کے قریب قادیان احمدیہ چوک میں پہنچ گئی.....

......اس مقام پر تابوت لاری سے اتارا گیا اور چارپائی پر رکھ کر مقبرہ بہشتی کے قریب کے باغ لے جایا گیا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ (میاں محمود احمد صاحب) نے خود پھر کر صفیں درست کیں اور قریباً پانچ ہزار کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور لمبی دعا کی اس کے بعد لاش اٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ کے اس مکان میں

لے جائی گئی جس میں وصال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ جہاں آخری زیارت کی گئی تھی اس مقام پر لاش کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود احمد صاحب) نے بھی کندھا دیا اسی مکان میں ایک ایک کر کے تمام مجمع کو قاضی صاحب مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا اور پھر فوٹو لیا گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۳۱ء)

(۶) اعزاز اکرام

''غرض (قاضی محمد علی قادیانی) مرحوم کی موت ایک شاندار موت تھی اور جس استقامت اور اخلاص کا ثبوت اس نے مرتے دم تک دیا اس کی وجہ سے وہ اعزاز و اکرام حاصل ہوا جو کسی خوش قسمت کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ احباب دردِ دل کے ساتھ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے آغوش شفقت میں جگہ دے بلند سے بلند درجات عطا کرے اور بہترین یاد ہماری جماعت میں قائم رکھے۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۴ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۱ء)

غرض کہ یہ قادیانی اصول قرار پایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ یا اہل بیت کی شان میں خواہ کتنی ہی بے ادبی اور گستاخی کی جائے ضبط و تحمل سے کام لیا جائے اُف نہ کی جائے اور اگر کوئی غیرت ایمانی میں جان پر کھیل جائے تو اس کو اور اس کے ہمدردوں کو مجرم گردان کر مطعون کیا جائے۔ لیکن مرزا صاحب اور ان کے خاندان کے بارے میں یہ قادیانی اصول بالکل الٹ گیا اور قرار پایا کہ قانون چارہ جوئی کی جائے اور اگر جان بھی لی جائے تو اس کی تائید و تحسین کی جائے چنانچہ مندرجہ بالا واقعات کے سوا اس اصول کی مزید صراحت بطور نمونہ ذیل میں ملاحظہ ہو:

(۷) قادیانی عہد

جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں گمراہ بے دین قرار دیں لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو خدا کا سچا رسول اور نبی یقین کرتی ہے اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اولی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی

تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلے میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور آپ کی تقدیس کے لئے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۰ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۸) خون کا آخری قطرہ

سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لئے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہیے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اور سلسلہ (قادیانی) کی ہتک ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء)

حاصل کلام یہ کہ قادیانی مذہب کے متعلق قادیانی اعتراضات اور تمثیلات سراسر بے اصل ہیں ان سے صرف ناواقف دھوکا کھا سکتے ہیں یا متعصب اپنے کو دھوکا دے سکتے ہیں کتاب دیکھنے پر اعتراضات و تمثیلات کی ساری حقیقت کھل جاتی ہے رہی یہ دھمکی اور یہ اشارہ کہ عیسائی یا آریہ مسلمانوں کے خلاف کوئی کتاب لکھیں اس میں شک نہیں کہ قادیانی فرقہ ان فرقوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابل ہمدرد رہا ہے تاہم ان سے اس قسم کے تعاون کی توقع رکھنا فضول ہے کہ قادیانی ایما پر مسلمانوں کے خلاف کتاب لکھ کر قادیانی فرقہ کے ساتھ کسی ہمدردی کا ثبوت دیں البتہ چوں کہ قادیانی لٹریچر میں حضرت مسیح کی بہت عیب چینی کی گئی ہے اور کرشن جی کا اوتار بننے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ زیادتی عام طور پر معلوم ہو گئی ہے لہٰذا اگر عیسائی اور آریہ چاہیں تو ان امور میں ان سے حجت کر سکتے ہیں کوئی خاص وجہ نہیں کہ قادیانی ایما پر مسلمانوں سے الجھیں۔

فصل گیارہویں

بشارت احمد

(۱) قادیانی اعلان

"قادیانی مذہب" (ایڈیشن پنجم) کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے جو کتاب "بشارت احمد" شائع ہوئی ہے اس کی تعریف وتوصیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا قادیانی دل ودماغ کا شاہکار ہے اور قادیانی اکابر کو اس پر بہت بھروسہ ہے کہ بگڑی بات بنا دے گی اور قادیانی تحریک کے حق میں مسیحائی کا کام کرے گی۔ چنانچہ اعلانات ملاحظہ ہوں:

"ضروری تھا کہ ایسی کتاب شائع کی جائے جو برنی صاحب کے مغالطات اور ان کے پیدا کردہ وساوس کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک زبردست حربہ ہو اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا ایک عمدہ ذریعہ ہو۔ سوالحمدللہ جناب سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کی طرف سے ایسی کتاب "بشارت احمد" کے نام سے تصنیف ہوچکی ہے۔ جس کو نظارت تالیف واشاعت کی طرف سے جناب میر محمد اسحاق صاحب اور نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے ملاحظہ فرما کر اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ کتاب بہت ہی محنت سے لکھی گئی ہے اور شائع ہونے کے بعد انشاء اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے لئے ایک زبردست ذریعہ ثابت ہوگی۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۲۶ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۷ء)

"بشارت احمد" اس نئی اور جدید تصنیف میں حیدرآباد کے مشہور معاند سلسلہ پروفیسر الیاس برنی کی کتاب "قادیانی مذہب" کا مکمل مدلل اور مفصل جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ برنی صاحب کی کتاب غیر

احمدیوں میں متواتر تقسیم کی جارہی ہے اور احمدیت کے خلاف شبہات پیدا کئے جارہے ہیں اس لئے احمدیوں کو چاہیے کہ اس کا جواب "بشارت احمد" بھی خرید کر غیر احمدیوں میں بکثرت شائع کریں تاکہ ناواقفوں کو احمدیت کا صحیح رنگ روپ نظر آئے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۷۳ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۷ء)

بے شک ہماری کتاب "قادیانی مذہب" موجود ہے اور قادیانی جواب "بشارت احمد" بھی موجود ہے۔ ناظرین دونوں کا مقابلہ کرکے خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اصل کتاب سے جواب کیا نسبت ہے خود قادیانی لٹریچر کے مدنظر قادیانی تحریک کا اصلی اور مکمل نقشہ کیا ہے۔ ملک وملت کے مقابل اس کے منصوبے کیا تھے تدبیریں کیا تھیں کس طرح مدتوں الہام والتباس کے پردے پڑے رہے پردوں میں کام جاری رہا۔ پھر کس طرح یکایک وہ پردے اٹھے تو ہل چل مچی۔ سماں بدل گیا۔ کس کس طرح قادیانی فرقہ چاہتا ہے کہ تاویلات وعدزات کے سہارے پھر بات بنائے کہ بات رہ جائے لیکن ؎

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(۲) قادیانی جوابات

مختصر کیفیت یہ کہ کتاب "قادیانی مذہب" جس کے جواب میں کتاب "بشارت احمد" شائع ہوئی ہے حسب ذیل بیس فصلوں پر مشتمل ہے اور ان کے تحت ہزار سے زیادہ عنوانات درج ہیں:

(۱)	فصل پہلی	(مرزا صاحب) ذاتی حالات	۸۲ عنوانات
(۲)	فصل دوسری	نبوت کی تمہید	۱۸ عنوانات
(۳)	فصل تیسری	نبوت کی تحصیل	۲۴ عنوانات
(۴)	فصل چوتھی	نبوت کی تکمیل	۳۹ عنوانات
(۵)	فصل پانچویں	نبوت کی تفصیل	۸۹ عنوانات
(۶)	فصل چھٹی	انکشافات	۸۵ عنوانات
(۷)	فصل ساتویں	ارشادات	۳۸ عنوانات
(۸)	فصل آٹھویں	تعلقات	۳۱ عنوانات

مندرجہ بالا اجمالی فہرست مضامین سے اندازہ ہوگا کہ کتاب ''قادیانی مذہب'' قادیانی تحریک کے تمام پہلوؤں پر کس درجہ حاوی ہے اس کے سوا ابتدا میں پانچ تمہیدیں اور آخر میں پانچ ضمیمے شریک ہیں۔ ''قادیانی مذہب'' کی اشاعت کے بعد سے قادیانی فرقہ پر کیا گزری اور گزر رہی ہے اس کی مسلسل کیفیت تمہیدوں میں درج ہے قادیانی فرقہ کی طرف سے جو جوابات پیش ہوتے رہے ان کی تنقیح ضمیموں میں محفوظ ہے۔

''قادیانی مذہب'' کے جواب میں جو کتاب ''بشارت احمد'' شائع ہوئی ہے بہتر بلکہ ضرور ہے کہ ناظرین خود ہی دونوں کا مقابلہ کر کے تصفیہ کریں کہ اس جواب کو اصل کتاب سے کیا تعلق ہے اور اہم پہلوؤں پر کس درجے سکوت اختیار کیا گیا ہے خلاصہ یہ کہ باب سوم کے شروع میں فصل اوّل کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے جواب کی جو حیثیت ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ فصل دوم تا ہفتم کے متعلق تجویز ہوئی کہ ان کے جواب میں ''تصدیق احمدیت'' جو ''قادیانی مذہب'' کے سب سے پہلے مختصر ایڈیشن کے جواب میں شائع ہوئی تھی کافی ہے۔ فصل ہشتم کا جواب باب ششم میں دیا گیا ہے اور کیسا جواب دیا گیا ہے ناظرین اصل واقعات سے مقابلہ کر کے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فصل نو (۹) تا بارہ (۱۲) اور فصل چودہ (۱۴) ان پانچوں فصلوں کا جواب غیر ضروری قرار پایا۔ شاید جواب محال محسوس

ہوا ہو۔ بہرحال ان پر دو تین صفحے کا تبصرہ کافی سمجھا گیا وہ تبصرہ بھی قابل دید ہے فصل تیرہ کے جواب دینے کی البتہ کوشش کی گئی ہے اور یہ جواب قادیانی ذہنیت کا اچھا نمونہ ہے بعد کی تین فصلیں پندرہ (۱۵)، سولہ (۱۶)، سترہ (۱۷) یہ بھی ناقابل التفات قرار پائیں جواب کی نوبت نہ آئی پھر آخری تین فصل اٹھارہ (۱۸)، انیس (۱۹)، بیس (۲۰) پر تبصرہ کر دیا گیا بس یہ ہے کتاب کا جواب جس کی اتنی دھوم ہے چونکہ اکثر اہم پہلوؤں کا جواب نہیں بن پڑا اور نہ بن پڑ سکتا تھا۔ لامحالہ دوسری بحثوں کو طول دینا چاہا جو مرزا صاحب پر منطبق نہیں ہوتیں اور مغالطہ کے سوا جن کا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح مرزا صاحب کے احوال واقوال سے اور قادیانی فرقہ کے عقائد واعمال سے توجہ ہٹائی جائے کہ وہ تنقیح کی تاب نہیں لا سکتے لیکن اس نوبت پر ان ترکیبوں سے دفع الوقتی ممکن نہیں۔

(۳) دینی الفاظ

قرآن، حدیث، اسلام اور خاتم النبیین، قادیانی فرقہ تقریر وتحریر میں بے تکلف ان الفاظ سے کام لیتا ہے جس سے مسلمان دھوکہ کھاتے ہیں۔ ان امور میں قادیانی عقیدہ کیا ہے عمل کیا ہے اور مقصد کیا ہے ذیل میں مختصر کیفیت ملاحظہ ہو:

(الف) قرآن

آنچہ من بشنوم زوحی خدا ۔ بخدا پاک دانمش ز خطا
ہم چو قرآن منزہ اش دانم ۔ از خطاہا ہمین ست ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید ۔ از دہانِ خدائے پاک وحید
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را ۔ بر کلامی کہ شد براو القا
و آں یقین کلیم بر تورات ۔ واں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ۔ ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صفحہ ۲۸۷ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفۂ سوزاغلام احمد قادیانی صاحب)

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین نمبر۴ صفحہ ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۸۴ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

مرزا صاحب کی وحی اور الہامات قادیانی کتابوں میں درج ہیں ہم نے بھی "قادیانی مذہب" میں بقدر گنجائش ان کو پیش کیا ہے، بہت سبق آموز ہیں:

(ب) حدیث

جب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے الہامات کو قرآن کے مساوی قرار دیدیا تو پھر ان کے سامنے حدیث کی کیا حقیقت بتائی گئی چنانچہ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کردے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حدیثوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد مرزا صاحب کو اپنے کام میں بڑی

سہولت ہوگئی جو حدیث مفید مطلب نظر آئی قبول کرلی خواہ کتنی ہی ضعیف ہو اور جو خلاف مطلب نظر آئی رد کردی خواہ وہ کتنی ہی مستند ہو غرض کہ حدیث سراسر مرزا صاحب کی صوابدید کے تابع ہوگئی اس کی کوئی اپنی حیثیت باقی نہ رہی چنانچہ یہی قادیانی اصولی ہے۔

"وہ احادیث جن سے آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) دعویٰ ثابت ہوتا ہے............ یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں مگر خدا کے مامور (مرزا صاحب) نے جب اپنے دعوے کا صدق الہامات کے ذریعے پیشگوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کردیا تو پھر ہم نے آپ کو حکم وعدل مان لیا اور جس حدیث کو آپ نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور جسے آپ نے متشابہ قرار دیا اسے ہم نے حکم کے تابع کرلیا اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑنے کے قابل ہے وہ چھوڑدی۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

مرزا صاحب احادیث کے بارے میں اپنی کمزوری سے بخوبی واقف تھے اور یوں تو مباحثوں کے بڑے بڑے اشتہار نکلتے تھے۔ رسالے شائع ہوتے تھے لیکن اگر کسی عالم سے مقابلہ آن پڑتا تو حتیٰ الوسیع مباحثہ سے گریز کرتے تھے چنانچہ مشہور عالم مولانا مہر علی شاہ صاحب چشتی علیہ الرحمۃ کے مقابل یہی صورت پیش آئی ملاحظہ ہو:

"کیا میں نے اس کو (یعنی مہر علی شاہ صاحب کو) اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کرکے بیعت کرلوں (گویا منقولی بحث کئے بعد بیعت سے مفر نہ ہوتا............ للمؤلف) جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کرکے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقول بحث کروں جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت وانجیل وقرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرے کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بناء ہے

............اور جس حالت پر میں نے اشتہار دیدیا کہ آیندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف و نیک نیتی کا تقاضہ یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا۔“

”اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے مجھ سے ایسی بحث کی کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا۔“

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جب مرزا صاحب نے اپنے الہامات کو قرآن کے مساوی قرار دیدیا اور احادیث کو بالکل اپنی صوابدید کے تابع کر دیا تو حسب مرضی تاویلات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اگر تاویلات میں احادیث صحیحہ سے تخالف ہوا تو نبی کریم ﷺ سے لاعلمی یا کم علمی منسوب کرنے میں بھی دریغ نہیں ہوا البتہ طرز بیان ایسا اختیار کیا گیا کہ مطلب بھی نکل جائے اور معذرت کی بھی گنجائش رہے قادیانی طرز بیان کی یہ خصوصیت ہے اور اس خصوصیت سے مدتوں ناواقفوں کو بہلانے میں بہت مدد ملی چنانچہ ایک ایسی مثال کے متعلق کتاب ”بشارت احمد“ میں بہت موشگافی کی کوشش کی گئی ہے تاہم جو منشاء ہے ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو:

”اس بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باغ گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبیہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں (گویا خود مرزا صاحب کی تاویلات وہ جزئیات غیر معلومہ تھیں۔ جن کا مرزا صاحب کے نزدیک خود ان پر وقت ظہور انکشاف ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کا علم نہ تھا............ للمؤلف)۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۱/۲۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

عاقل را اشارہ کافی ست۔ چنانچہ اشارے نے اپنا کام کیا اور فوقیت کے خیالات اس کے مطابق پیدا ہونے لگے مثلاً ملاحظہ ہو:

”خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابھی ہماری عمر تیس سال ہی کی تھی کہ بال سفید ہونے شروع ہو گئے تھے اور میرا خیال ہے کہ پچپن سال کی عمر تک آپ کے سارے بال سفید ہو چکے ہوں گے اس کے مقابلے میں آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وفات کے وقت آپ کے صرف چند بال سفید تھے دراصل اس زمانے میں مطالعہ اور تصنیف کے مشاغل انسان کی دماغی طاقت پر بہت زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔“

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا............ اس زمانے میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے نبی کریم صلعم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔ ورنہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ (بعثت ثانی) ان کا پورا ظہور ہوا ہے اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کو موقع ملا اور ذہنی طاقتوں کی نشوونما ہو گئی۔“

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز خاں صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

قادیانیت کا یہ رجحان کہ کسی نہ کسی طرح بات کو چکر دے کر نبی کریم ﷺ پر مرزا صاحب کو فوقیت دیجائے خوب نمایاں ہو چکا ہے۔ چنانچہ ”قادیانی مذہب“ میں کافی مثالیں درج ہیں۔ نوبت یہ کہ خود قادیانی فرقہ میں لاہوری جماعت کو قادیانی جماعت سے شکایت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

”ہم نہ صرف یہ ثابت کرنے کا ذمہ لیتے ہیں کہ قادیانی جماعت تحریر و

تقریر میں حضرت رسول کریم کی ہتک کرتی رہتی ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ اس جماعت کے اعتقادات میں ہی توہین رسول ﷺ مضمر ہے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۷۳ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء)

کیا یہ "آنحضرت صلعم کی ہتک نہیں کہ حضرت مسیح موعود ذہنی ارتقاء میں نبی کریم صلعم سے بھی آگے بڑھ گئے" یا یہ کہ "محمد صلعم پھر قادیان میں اتر آئے اور اپنی شان میں آگے سے بڑھ کر ہیں۔" اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ یہ صریح ہتک ہے کہ نہیں؟ غلو کا بدترین مظاہرہ ہے کہ نہیں؟

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

(ج) اسلام

قرآن وحدیث کا قادیانی قلوب میں جو رتبہ ہے معلوم ہوا اب اسلام کو لیجئے کہ اس کا بھی قادیانی فرقہ تقریر وتحریر میں بہت اعلان کرتا رہتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اسلام کا نام ہو اور قادیانیت کا کام ہو۔ چنانچہ اسلام کے متعلق قادیانی تشریح ملاحظہ ہو:

"عبداللہ کوئیلم نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا بہت سے لوگ مسلمان ہوئے مسٹر ویب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ کی اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہیں اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا (قادیانیوں) کا اسلام اور ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۳۱ ستمبر ۱۹۱۴ء)

"کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اشاعت اسلام کے لئے اٹھے تھے ان کے

لئے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور .... آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) کبھی اس طرح نہیں کیا۔"

(خطبہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۷ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح موعود کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔

(منصب خلافت تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان صفحہ ۲۰)

قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک تو وہ خاص تبلیغ ہے جو سیاسی اغراض سے اسلامی ممالک میں کی جاتی ہے اور جس کی مختصر کیفیت باب اول میں پیش کی جا چکی ہے اور دوسری وہ عام تبلیغ ہے جو اسلام کے نام سے قادیانیت کے واسطے کی جاتی ہے۔ اور اس کا احسان مسلمانوں پر رکھا جاتا ہے جو اسی تبلیغ کی تحت خود بھی کافر شمار ہوتے ہیں۔ مسلمان ان کاروائیوں کو سمجھیں اور قادیانی حکمت عملی کی داد دیں کہ اتنی مدت مسلمانوں کو کس طرح چکر دیا۔ اور ان ہی کے خلاف ان سے مالی اور اخلاقی تائید حاصل کی۔

(د) خاتم النبیین

نبی کریم ﷺ کی ایک خاص شان قرآن کریم نے خاتم النبیین بیان فرمائی ہے مسلمانوں کو تو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہے چنانچہ خود مرزا صاحب بھی ابتدا میں پختگی سے اسی عقیدہ پر قائم تھے لیکن بعد کو جب خود ان کی نبوت کی تحریک شروع ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی اس شان اقدس پر قادیانی تحریک کے تحت طبع آزمائیاں شروع ہوئیں ان کی تفصیل "قادیانی مذہب" میں موجود ہے یہاں بھی مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہو:

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو

افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہی اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہیں وہ صحیح نہیں ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۹۰ مولفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہور)

"مجھے افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور باوجود اس کے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین بھی کہتے ہیں وہ خاتم یعنی مہر ہی کیا ہوئی جو کسی کاغذ پر نہ لگی اور اس نے کسی کاغذ کی تصدیق نہ کی اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین کیا ہوئے جب کسی انسان پر آپ کی نبوت کی مہر نہ لگی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا اگر آپ کی اُمت میں کوئی نبی نہیں ہے تو آپ خاتم النبیین بھی نہیں ہیں۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۵۱ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۵ء)

"وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہوگی ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جائے تو نعوذ باللہ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے اور اس میں تو نحوست ہے اور نبی کی ہتک شان ہوتی ہے ....اس طرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء منقولہ

از رسالہ ختم نبوت صفحہ ۶ مولفہ فخر الدین صاحب ملتانی قادیانی)

"ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے۔ (امتیاز یہی ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبی مان لیا جائے۔ للمؤلف) ....ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں، اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء منقول از حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۷۲ مولفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی کریم ﷺ کے تعلق سے ختم نبوت پر بہت کچھ اعتراض ہے لیکن تعجب ہے کہ خود اپنے حق میں ختم نبوت کے متمنی اور مدعی معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھ کو پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت وہ ہے جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تاہم جب مرزا صاحب نبی بنے تو ان کے امتی اپنا حصہ کیوں چھوڑنے لگے چنانچہ اسی قادیانی اصول کے تحت نبوت کا دروازہ جو مرزا صاحب اپنے بعد بنا کر دینا چاہتے تھے کھلے گا کھلا رہ گیا۔ چنانچہ مختصر تشریح ملاحظہ ہو:

خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خادموں میں پیدا ہوں گے

اور وہ ہمیشہ اسلام کے محافظ اور شائع ہی کرنے والے ہوں گے۔

(اخبار الفضل قادیان کا خاتم النبیین نمبر ۹۶ جلد ۱۵ بابت جون ۱۹۲۸ء)

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو میں اسے کہوں گا جھوٹا ہے کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔"

"انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے .... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔"

(انوار خلافت صفحہ ۶۵ تا ۶۲ مولفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

قادیانی فرقہ کی قادیانی جماعت نے جو صلائے عام دے کر نبوت کا دروازہ کھول دیا تو قادیانی فرقہ کی لاہوری جماعت اس کی تاب نہ لاسکی چنانچہ اس کی واویلا بہت دردآمیز ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں صاحب کا (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا) درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے جیسا کہ انہوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھ دیا ہے تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا نہیں اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہوں گے تو پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہوں گے آخر گزشتہ امتوں سے تم ناواقف نہیں ہو کہ کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ اور ایک خلاف ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آسکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں اور ہزار ہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان ونجات کے ٹھیکے دار بنے ہوئے ہوں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر بے ایمان قرار

دے رہے ہوں۔"

(رد تکفیر اہل قبلہ صفحہ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

قادیانی فرقہ میں دو جماعتیں بن گئی ہیں ایک قادیانی جماعت دوسری لاہوری جماعت۔ شروع میں کوئی جماعت نہ تھی اور سب قادنیوں کے عقائد ایک تھے لیکن بعد کو لاہوری جماعت اصل سے جدا ہوگئی۔ اور اس نے اپنے عقائد میں بقدر ضرورت ومصلحت ترمیم کر لی اور دونوں جماعتوں کے اکابر کون ہیں ان کے عقائد کیا ہیں اعمال کیا ہے "قادیانی مذہب" میں یہ پوری تفصیل موجود ہے۔ نیز یہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم پر قائم ہے اور لاہوری جماعت نے تعلق قائم رکھنے کے باوجود بنظر مصلحت گریز اختیار کیا۔ یہ امر بھی "قادیانی مذہب" میں واضح ہوگیا ہے۔ اور اس کا خلاصہ بطور ضمیمۂ چہارم اسی کتاب میں شامل ہے خلاصہ یہ کہ قادیانی جماعت تو مرزا صاحب کو کھلم کھلا نبی مانتی ہے اور ان کے منکر کو کافر قرار دیتی ہے لیکن لاہوری جماعت بھی مرزا صاحب کو مہدی معہود اور مسیح موعود تو برحق مانتی ہے اور اپنے واسطے ان کا اتباع لازم گردانتی ہے البتہ مرزا صاحب کے نبی رسول ہونے کی تاویل کرتی ہے اور مسلمانوں کو کافر مان کر ان سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔ اس جماعت کو قادیانی فرقہ کی تائید بہت کم حاصل ہے اس کا جو کچھ کام چلتا ہے۔ وہ بیشتر مسلمانوں کی تائید اور امداد سے چلتا ہے۔ تاہم یہ جماعت اپنے واسطے مرزا صاحب کا تعلق لابد سمجھتی ہے اور اسی تعلق کی بنا پر اپنے آپ کو احمدی کہتی ہے اس کا مسلک عقیدت پر نہیں بلکہ مصلحت پر مبنی ہے۔

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

بہر حال خاتم النبیین کی قادیانی تاویل جو خود مرزا صاحب کی تاویلات پر مبنی ہے لاہوری جماعت کو اس سے اتفاق نہیں معلوم ہوتا اور وہ اس مسئلہ میں مسلمانوں کی ہم خیال معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ختم نبوت ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس پر قرآن مجید اور حدیث شریف اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر مومنین وصالحین کا اتفاق ہو چکا ہے۔ مگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہونے کے باوجود بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو اجرائے نبوت کا قائل یا دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کا منکر ہے اس

فرقہ کو محمودیہ کہا جا سکتا ہے کیوں کہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) ہی اس کے بانی مبانی ہیں اور وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

(ختم نبوت اور اسلام مضمون مندرجہ پیغام صلح اخبار جماعت لاہور جلد ۲۲ نمبر ۲۰ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۳۴ء)

"دراصل میاں صاحب (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے عقیدۂ نبوت و تکفیر کی وجہ سے ہی احمدیت کی ترقی رُکی ہوئی ہے۔ عام لوگ زیادہ تحقیق نہیں کر سکتے جب وہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت کا بڑا حصہ جو کہ قادیان میں ہے اور خود ان کا بیٹا اس عقیدے کو مانتا ہے تو انہیں ایک زبردست ٹھوکر لگتی ہے (لاہوری جماعت کی مصلحت بینی ظاہر ہے۔ لیکن اب تو بخوبی تحقیق و ثابت ہو گیا کہ خود مرزا صاحب کی تعلیم کے بموجب عقیدۂ نبوت و تکفیر قادیانیت کا جزو لاینفک ہے۔ پس لاہوری جماعت کے واسطے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ یکسوئی لازم ہے خواہ قادیانی فرقہ میں شامل رہے اور قادیانی عقائد پر عمل کرے یا قادیانیت سے قطع تعلق کر کے مسلمانوں میں واپس آ جائے اب دورنگی کی گنجائش نہیں رہی للمؤلف)۔

(مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کا خطبہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۶ نمبر ۴ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۸ء)

بہرحال قادیانی جماعت جب خاتم النبیین کا ذکر واعلان کرتی ہے تو اس کا منشاء اجراء نبوت کا قادیانی عقیدہ ہوتا ہے اور مسلمان ختم نبوت کا اسلامی عقیدۂ سمجھ کر قادیانی تقریر وتحریر سے دھوکا کھاتے ہیں حتیٰ کہ لاہوری جماعت نے بھی اس کو قادیانی جماعت کی فریب کاری تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"گویا خاتم النبیین جب ایک محمودی (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مرید) کہتا ہے یا کسی اخبار یا اشتہار یا اعلان میں لکھا

ہے تو اس کا مفہوم اجرائے نبوت کا ہوتا ہے ختم نبوت کا نہیں ہوتا۔ اس لئے جب یہ قوم آنحضرت صلعم کے متعلق بڑے بڑے پوسٹر لگاتی اور آنحضرت صلعم کو ان میں خاتم النبیین لکھتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصد فقط پبلک کو دھوکا دینا ہوتا ہے کیونکہ پبلک تو خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا سمجھتی ہے اور یہ......... قوم اس سے مراد نبوت کو جاری کرنے والا لیتی ہے......... اس قوم سے کیا گلہ ہے جب ان کے خلیفہ آسمانی جناب محمود احمد صاحب سنا ہے بیعت کے وقت مرید سے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں تو گرفتار مرید اپنی سادگی سے سمجھتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے اور پیر صاحب کے دل میں ہنستے ہیں کہ احمق میں تجھ سے اجراء نبوت کے عقیدہ کا اقرار لے رہا ہوں اگر یہ کہو کہ نہیں مرید کو بیعت کے وقت خاتم النبیین کے محمودی مفہوم کا پتہ ہوتا ہے تو پھر اس کے یہ معنی ہوئے کہ اجراء نبوت کا عقیدۂ مدت محمودیہ کی فہرست ایمانیات میں اس قدر اہم ہے کہ بیعت کے وقت جناب میاں صاحب اپنے مرید سے اجراء نبوت کے عقیدہ کا عہد لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ نمبر ۳۴ مورخہ ۷ جون ۱۹۳۴ء)

(۴) قادیانی ذہنیت

مختصر طور پر واضح ہو گیا کہ قرآن حدیث، اسلام، خاتم النبیین۔ قادیانی فرقہ اپنی تقریر وتحریر میں جب یہ دینی الفاظ استعمال کرتا ہے تو اس کے ذہن میں ان کی کیا حیثیت اور مرتبت ہوتی ہے۔ کس طرح دین قادیانیت کے ماتحت سمجھا جاتا ہے اس بارے میں قادیانی ذہنیت کے چند نمونہ ملاحظہ ہوں:

"مولوی صاحب (یعنی) حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے

کہ اگر حضرت مسیح (غلام احمد قادیانی صاحب) صاحب شریعت نبی
ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے
انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا
ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہ ہی حق ہوگا .... خاکسار
عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا
یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو پھر اس کے کسی دعوے میں
چون وچرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۷۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

"اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم پر رسول کریم صلعم پر بھی اسی کے
ذریعے ایمان حاصل ہوا ہم قرآن کریم خدا کا کلام اس لئے یقین
کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ آپ کی (یعنی مرزا صاحب کی) نبوت
ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلعم کی نبوت پر اس لئے ایمان لاتے
ہیں۔ کہ اس سے آپ کی (یعنی مرزا صاحب کی) نبوت کا ثبوت ملتا
ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم کیوں حضرت مسیح موعود
(مرزا صاحب) کو نبی مانتے ہیں اور کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام
یقین کرتے ہیں وہ نہیں جانتا کہ قرآن کریم پر یقین ہمیں اس کے
کلام کی وجہ سے ہوا ہے اور محمد ﷺ کی نبوت پر یقین اس کی نبوت کی
وجہ سے ہوا ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۳ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء)

(۵) قادیانی ارتقاء

بخوبی واضح ہو گیا کہ قادیانیت میں مرزا صاحب کا کیا رتبہ ہے کیا مقام ہے اور مرزا صاحب کے تعلق سے قرآن کی حدیث کی اسلام کی اور رسول اللہ ﷺ کی کیا نوعیت اور کیا حیثیت ہے قادیانی تحریک میں کس ترکیب اور ترتیب سے دعووں کا سلسلہ بندھا کہ نوبت کہیں سے کہیں پہنچ گئی یہ تجربہ اس قدر سبق آموز ہے کہ اس کے مختلف پہلو تفصیل و

اجمال سے اپنے اپنے محل پر "قادیانی مذہب" میں اور نیز اس کتاب میں پیش ہو چکے ہیں تاہم چونکہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے تعلقات آگے چل کر بیان ہوں گے اس موقع پر قادیانی ارتقاء کا سرسری خاکہ پیش کرنا بے محل نہ ہوگا۔

شروع میں جب کہ مرزا صاحب دین کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت میں شمار فرماتے تھے۔ نزول مسیح جس مسئلہ پر قادیانیت کی عمارت کھڑی کی گئی اُس کے متعلق خود مرزا صاحب ابتداء میں فرماتے ہیں:

"اول تو جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے
جو ہماری ایمانیات کی کوئی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے رکن
ہو۔ بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو
حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانے تک یہ پیش گوئی
بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب
بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔"

(ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۱۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لیکن اسی زمانہ میں سرسید علیہ الرحمۃ نے وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑا اور تاریخی حیثیت سے اس کو نمایاں کیا تو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو یہ میدان وسیع اور امید افزا نظر آیا چنانچہ اول مثیل مسیح بننے پر اکتفا کیا لیکن روز بروز ادھر جولانی بڑھی یہاں تک کہ بالآخر مرزا صاحب نے اعلان کر ہی دیا کہ:

پھر تقریباً ۱۲ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور
غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شدومد سے براہین (احمدیہ) میں مسیح
موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کی رسمی عقیدہ پر جما
رہا جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل
حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات
شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح صفحہ ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس مسئلہ میں سرسید علیہ الرحمۃ کی اتباع تو بہر طور مسلم ہے البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ سرسید نے اس کو ایک تاریخی مسئلہ بنا کر چھوڑ دیا اور مرزا صاحب نے اس پر ایک مذہب

کی عمارت بنا کھڑی کی اور آج قادیانی فرقہ اسی عمارت میں مقیم ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

سب سے بڑا مسئلہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) سرسید کی تقلید میں بیان کیا ہے وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے سرسید نے اس کا اعلان کیا اور بعد میں مرزا صاحب نے اسی کو پیش کر دیا لیکن غور وفکر سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ سرسید نے جس رنگ اور جس طرز سے اس مسئلہ کا اقرار کیا ہے اس میں اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب نے) اس کو صاف کیا ہے اس میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔" (فرق ظاہر ہے۔ سرسید کی نظر میں وہ تاریخی مسئلہ تھا اور مرزا صاحب نے اس پر اپنا مذہب کھڑا کیا۔ للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء)

بہر حال جب اس مسئلہ کے سہارے سہارے بالآخر مرزا صاحب نبی اور رسول قرار پائے ان کے الہامات قرآن کے مساوی قرار پائے اور الہامات کے سامنے حدیثیں ہیچ ہو گئیں تو پھر قادیانی تحریک اپنے اصلی رنگ وروپ میں نمودار ہوئی۔ مسلمانوں سے دینی تعلقات منقطع ہوئے اس انقطاع کی مفصل اور مجمل کیفیت "قادیانی مذہب" میں اور اس کتاب میں پیش ہو چکی ہے یہاں صرف ایک قادیانی اقرار پر اکتفا کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلعم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

(۶) قادیانی صاحبان اور مسلمان

مندرجہ بالا اعتقادات ملاحظہ ہوں۔ اور پھر یہ جسارت دیکھئے کہ وقت پڑا تو کتاب "بشارت احمد" میں مسلمانوں کو کس قدر بھولے پن سے یقین دلایا جاتا ہے کہ قادیانی عقائد بالکل وہی ہیں جو فرقہ اہل سنت والجماعت کے ہیں صرف ایک عقیدہ میں ایک حد تک اختلاف ہے اور کچھ نہیں۔ پھر یہ کیا غلط ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور اگر قادیانی فرقہ سے سند پوچھئے تو ہم کو معلوم ہے تو .... مرزا صاحب کے قول کی سند موجود ہے یہی ہزار داستانی قادیانی لٹریچر کی وجہ خوبی ہے جو بے تکلف ہر طرح سخن سازی کی گنجائش مہیا کرتی ہے کہ حسب مصلحت جس وقت جو بات جس طرح چاہی بنا دی سمجھا دی، ناواقفیت کے سبب مدتوں مسلمان اسی سخن سازی کے چکر میں رہے لیکن اب جو زمانی اور نفسیاتی اعتبار سے قادیانی اقوال وافعال کا تجزیہ ہو گیا۔ تو وہ پہلی سی سہولت نہ رہی۔ بات پکڑ میں آنے لگی۔ بہر حال کسی زمانے میں خود مرزا صاحب نے بھی یہی فرمایا تھا البتہ بعد کو وہ اس قول سے ہٹ کر کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ یہ دوسری بات ہے۔ بہر حال "بشارت احمد" کے کے قول کی تائید میں ہماری طرف سے مرزا صاحب کی سند ملاحظہ ہو:

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآنی اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد صلعم پر ختم ہوئی اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔"

(اعلان مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۲۰ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب کی طرف سے ابتدا میں ایسے اقرار اور بعد میں کیسے کیسے دعوے اور انکار، اس پر قادیانی اقوال کا انتشار، کبھی قرار کبھی فرار سخن سازی پر کل دارومدار فاعتبروا

یا اولی الابصار۔

علی ہذا شاید اتحاد جتلانے کی غرض سے یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ قادیانی فرقہ فقہ حنفی پر عمل کرتا ہے وجہ ظاہر ہے کہ فقہ مدون کرنے کے لئے قابلیت کی ضرورت ہے اگر قادیانی فرقہ نے فقہ حنفی سے کام لیا تو اپنے حق میں خوب کیا انصافاً اس کو مسلمانوں کا شکر گزار ہونا چاہیے لیکن جہاں تک قادیانی عقیدہ کا تعلق ہے خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب تک قطعاً اس بات پر آمادہ تھے کہ اگر مرزا صاحب فرمائیں تو وہ قرآنی شریعت کو منسوخ سمجھیں۔ لیکن نئی شریعت کے واسطے کس کو حوصلہ ہوسکتا ہے قرآنی شریعت قائم رہی حتیٰ کہ قادیانی فرقہ فقہ حنفی کا محتاج ہے۔

مرزا صاحب کی نبوت ماننے نہ ماننے کی بناء پر قادیانی فرقہ نے جس شد و مد سے مسلمانان عالم کی تکفیر کی ہے اس کی تفصیل ''قادیانی مذہب'' میں اور اجمال اس کتاب میں درج ہے لیکن منہ چھپانے کی خاطر ''بشارت احمد'' میں مولویوں کی وہ تکفیر نمونۃً پیش کی گئی ہے جو اپنے اجتہادات کی بنا پر وہ آپس میں عائد کرتے رہتے ہیں اور جن کی قدر و قیمت معلوم ہے۔ لیکن کیا قادیانی فرقہ اپنی عائد کردہ تکفیر کو مولویوں کی معمولی تکفیر کے مماثل تسلیم کرتا ہے اگر کرتا ہے تو پھر بناء تکفیر کیا ہے اور مرزا صاحب کی نبوت کدھر؟ چنانچہ قادیانی فرقہ کی لاہوری جماعت نے بھی اس فرق کو تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

> ''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کسی مولوی کا زید یا بکر کو کافر کہنا اور بات ہے اور ملت محمودیہ (قادیانی جماعت) کا غیر احمدیوں کو کافر کہنا اور بات ہے مولوی کا تو اپنا ایک اجتہاد ہوتا ہے۔ جس کے ماتحت وہ کسی کو کافر ٹھہراتا ہے۔ سننے والا اُس کے فتوے کو مانے یا نہ مانے اسے اختیار ہے مگر ملت محمودیہ (قادیانی جماعت) جو غیر احمدی کو کافر بناتی ہے تو وہ اس لئے بناتی ہے کہ وہ شخص حضرت مرزا صاحب کی نبوت و رسالت پر ایمان نہیں لاتا اور بات بھی ٹھیک ہے اگر حضرت مرزا صاحب واقعی نبی و رسول ہیں تو ان پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔ جو شخص ان پر ایمان لائے وہ مسلمان ہے اور جو آپ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر خارج از اسلام ہے .... پس یہ ان کا بنیادی اور امتیازی عقیدہ

> ہے جسے وہ چھوڑ نہیں سکتے۔''

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۷ ۱۹۳ء)

اگرچہ گنجائش نہ سہی تاہم نمائشی اتحاد کے طور پر سیرت نبوی کے جلسے اور حج و زیارت بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں ان قادیانی مشاغل کی ماہیت بھی متعاقب واضح کی جائے گی۔

تبلیغ اسلام کا جو ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے مسلمانوں کی حد تک اس کی کیا نوعیت ہے؟ اسلامی ممالک میں اس کی کیا غرض ہے؟ اور غیر مسلموں میں اس کی کیا حقیقت ہے؟ یہ سب تفصیلات ''قادیانی مذہب'' میں موجود ہیں اور ضروری کیفیت اس کتاب میں بھی درج کردی گئی۔ وقت گزر چکا کہ اخبار اشتہارات کے زور سے اس قسم کا قادیانی پروپگنڈا چل سکے۔

فخریہ طور پر قادیانی فرقہ کی خوبیاں بھی جتلائی جاتی ہیں کہ اس میں تقویٰ تقدس ہے۔ اخلاق ہیں آداب ہیں تنظیم ہے ترقی ہے۔ لیکن ان دعوؤں کی بھی حقیقت کھل گئی اور اس درجہ کھل گئی کہ کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوتی تقریر میں تحریر میں اشتہار میں اخبار میں رسالے میں کتاب میں حتیٰ کہ عدالت کے فیصلوں میں افسوس ناک بلکہ شرمناک حالات اعلان پاچکے ہیں۔ بہتر تھا کہ اب یہ دعویٰ پیش نہ ہوتا تاہم چونکہ پیش ہو چکا بغرض تشریح اس کے متعلق مختصر کیفیت باب سوم میں پیش ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کا دل بہلانے اور لبھانے کی خاطر جو عذرات پیش کئے گئے ہیں ان کی حقیقت اس درجے ظاہر ہوچکی ہے کہ کسی مغالطہ کی گنجائش نہیں۔

(۷) سیرت کے جلسے

سیرت کے جلسے جن کی قادیانی فرقہ بہت تشہیر کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیتا ہے ان کی غرض و غایت ملاحظہ ہو:

> ''اس وقت میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض مقامات کے متعلق شکایت آئی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سیرت کے متعلق جلسوں کے انعقاد میں چونکہ غیر احمدیوں (یعنی مسلمانوں) سے کام لینا پڑا۔ اس لئے بعض لوگوں میں مداہنت پیدا ہوگئی ہے میں کسی کا نام نہیں لیتا مگر

ایسے لوگ خود اپنے نفس پر غور کر لیں۔ اگر اصلی چیز (یعنی قادیانیت کی تبلیغ) ہی مٹ جائے تو پھر ایسے جلسوں اور ان تقریروں کا کیا فائدہ۔ ایسے جلسوں کے لئے مسلمانوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ آؤ یہ متحدہ کام ہے تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ اگر وہ شامل ہوں تو بہتر ورنہ ان کی منتیں اور خوشامدیں نہ کرو اگر وہ رسول کریم ﷺ کی تعریف اور شان کے اظہار کے جلسوں میں شامل ہوں گے تو برکات حاصل کریں گے اور اس کا فائدہ خود انہیں پہنچے گا ہمارا ان کے شامل ہونے سے کوئی فائدہ نہیں لیکن یاد رکھو ان کی بیجا رضامندی کے لئے اپنا دین (قادیانیت) تباہ نہ کرو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہاری ہدایت میں کسی کے گمراہ ہونے کی وجہ سے فرق آتا ہے تو گمراہ ہونے والے کی پرواہ نہ کرو تم میں اگر کسی جگہ کوئی اکیلا ہی ہو اور اس کے ساتھ کوئی شامل نہ ہو تو وہ جنگل کے درختوں کے سامنے جا کر محمد ﷺ کی تعریف کرنا شروع کر دے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اپنی ذمہ داری سے بری سمجھا جائے گا اور اس کا نتیجہ بھی نکلے گا لیکن کسی صورت اور کسی حالت میں بھی مداہنت نہیں اختیار کرنی چاہیے بلکہ احمدیت کی تبلیغ کھلے بندوں کرنی چاہیے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۵۳ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۰ء)

"پھر ان جلسوں میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری حیدرآباد دکن کے صدر الصدور مولانا شروانی علماء فرنگی محل۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ انہیں ایسے جلسوں میں احمدیت کی تبلیغ کرنے کا کوئی احتمال نہ تھا (بحالت لاعلمی محض حسن ظن سے اکابر مسلمین کا ایسا تعاون ہی تو مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالتا رہا ہے۔ للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۷ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۸ء)

(۸) قادیانی حج

اسلامی تعلق کے ثبوت میں قادیانی فرقہ اپنا حج بھی جتلاتا ہے سو حج کے متعلق قادیانی قول وفعل ملاحظہ ہوں:

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

(دُرِّثمین صفحہ ۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیان فخرِ عجم ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷۶ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا وہ جلسۂ سالانہ شروع ہونے والا ہے۔ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت رکھی اور جس میں شامل ہونے کی یہاں تک تاکید کی کہ آپ نے فرمایا:

"لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلۂ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲ مصنفہ مرزا صاحب)

"جب یہ جلسہ اپنے ساتھ اس قسم کے فیوض رکھتا ہے کہ اس میں شمولیت نفلی حج سے بھی زیادہ ثواب کی انسان کو مستحق بنا دیتی ہے تو لازماً فوائد سے مستفیض ہونے کے لئے جماعت کے ہر فرد کے دل میں تڑپ ہونی چاہیے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷۶ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

"چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں حالاں کہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں ہی پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور

ظلی حج مقرر کیا۔ تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۶ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

"جان لو کہ کسی کو کوئی عمل بغیر میری شناخت اور میرے اور میری دلائل کی واقفیت کے فائدہ نہیں دیتا۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ عید کے بعد (قادیان سے) جانے کے خیال سے توبہ کرو اور کچھ مدت ہمارے پاس رہو اور وہ علم حاصل کرو جو خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم کو صحت ایمان کے بغیر حج کرنے میں کیا فائدہ ہوگا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موسومہ محمد قدسی مندرجہ نہج المصلی جلد اول صفحہ ۲۷۰ مولفہ محمد فضل صاحب قادیانی)

"جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک حج رہ جاتا ہے۔ کیوں کہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔"

(قادیانی جماعت کا عقیدہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

"بچپن سے میرا یہ خیالی ہے اور جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ اور دوسرے درجہ پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت پھیلا سکتا ہے وہاں سے ہر ملک کا جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کئے جائیں اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت (مرزا صاحب) کا نام پہنچ جائے جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۴ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ء)

"یہ اللہ کی طرف سے ذرائع ہیں۔ مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپیہ مکان کے لئے دیں گے۔ پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔"

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۵۰ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۰ء)

"مولانا میر محمد سعید صاحب ساکن حیدرآباد دکن نے (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے) ملاقات کی۔ مولانا کا عزم امسال حج بیت اللہ کا ہے اور اس سفر پر جانے سے پہلے آپ یہاں آئے ہیں سفر حج کے ذکر پر .... مولوی (میر محمد سعید) صاحب نے کہا کہ عرب کی سرزمین اب تک احمدیت سے خالی ہے شاید خدا تعالیٰ یہ کام مجھ سے کرائے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا میرا مدت سے خیال ہے کہ اگر عرب میں احمدیت پھیل جائے تو تمام اسلامی دنیا میں بہت جلد پھیل جائے گی۔"

مولانا (میر محمد سعید صاحب) نے نماز کے متعلق دریافت کیا کہ وہاں کس طور پر پڑھیں (میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا میں جب گیا تھا اپنے طور پر جماعت کرا کر مسجد حرام میں نماز پڑھتا تھا۔

مولانا نے عرض کیا کہ عرب میں تبلیغ کا کیا طریق ہونا چاہیے (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا ان سے بحث کا طریق تو مضر ہے۔ کیونکہ وہ لوگ حکومت کے زیادہ زیر اثر نہیں جلد اشتعال میں آجاتے ہیں اور جو جی چاہے کر گزرتے ہیں۔

مولانا نے عرض کیا میرا خود بھی خیال ہے ان کا استاد بن کر نہیں

شاگرد بن کر ان کو تبلیغ کی جائے۔

(میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا میں نے وہاں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چنداں اثر نہ تھا اب تو شاہ حجاز کے گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستانیوں سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی۔ مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی اس وقت تو وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر سکتے تھے۔ مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی۔ لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑا گیا کہ اس قسم کا کوئی شخص یہاں تھا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶۷ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۱ء)

"حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب قادری امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لے کر ۳۰ اپریل ۱۹۲۱ء کو بمبئی سے ہمایوں نامی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہوگئے۔

آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر ملک عرب میں تبلیغ کرنے کا ہے انشاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں بطفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر (میاں محمود احمد صاحب) سلمہٗ اللہ تعالیٰ یورپ وامریکہ میں جب کہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے ضرور تھا کہ وہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہان منور ہوگیا تھا دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اٹھے تاکہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پوری آب وتاب کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ:

مسلماں را مسلمان باز کردند"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء)

اب بخوبی واضح ہوگیا کہ حج میں قادیان کی حیثیت کیا ہے۔ اور قادیانی اکابر جو حج بیت اللہ کے سلسلے میں مکہ معظمہ یا زیارت روضۂ رسول اللہ کے سلسلے میں مدینہ منورہ تشریف لے جاتے ہیں اس کی غرض وغایت کیا ہوتی ہے یہی کوشش کہ حرمین شریفین اور حجاز کے مسلمانوں کو قادیانی بنائیں یا بقول ان کے (نعوذ باللہ) وہاں جو کافر آباد ہیں ان کو مسلمان بنائیں اور ہو سکے تو ان اسلامی مرکزوں کو قادیانی تبلیغ کا مرکز بنائیں اگرچہ کچھ نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے گا انشاء اللہ لیکن یہ منصوبے ضرور تھے اور ہیں۔ یہ ہے وہ حج جو قادیانی فرقہ اپنے اسلام کے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔

(۹) مرزا صاحب کے کمالات

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے علمی کمالات میں ان کی مشہور کتاب "براہین احمدیہ" پیش کی گئی ہے اور اس کی بہت کچھ تعریف نقل کی گئی ہے لیکن اول تو اس کتاب کا پورا خاکہ ہم نے "قادیانی مذہب" میں درج کر دیا ہے دوسرے خود کتاب موجود ہے ہم اگر تنقید کریں تو شاید قادیانی فرقہ کو ناگوار گزرے بہتر ہے کہ ناظرین خود دیکھ کر فیصلہ کریں کہ ایسی کتاب کیسے دماغ کا آئینہ ہے اور اس میں نفسیاتی اعتبار سے کیا امور سبق آموز ہیں اور آیا فی الحقیقت وہ اسی تعریف کی مستحق ہے جو مشتہر کی جاتی ہے معاملہ برعکس ہے۔

علی ہذا مرزا صاحب کی پیش گوئیاں بڑے شدومد سے پیش کی جاتی ہیں اور ان پر بہت کچھ حاشیہ آرائی ہوتی ہے ہم نے بھی اس شعبہ کے متعلق بہت کافی معلومات "قادیانی مذہب" میں یکجا کر دی ہیں۔ پیش گوئیوں کی کیا حقیقت ہے ان میں کس درجہ تعمیم ہے کس درجہ ابہام ہے کس درجے دورخی ہے۔ ایسی پیش گوئیوں کی کیا قدر وقیمت ہے۔ اور پھر وہ کس درجے پوری ہوئیں یہ سب امور غور طلب ہیں "قادیانی مذہب" میں ان کی تفصیل قابل دید ہے مرزا صاحب کی جو چند مشہور اور مؤکد پیشگوئیاں تھیں مثلاً پسر موعود آتھم کی موت، احمدی بیگم کی شادی۔ ان کا جو حشر ہوا معلوم ہے ان میں سے احمدی بیگم کی شادی کے متعلق جو تاویلات کتاب "بشارت احمدی" میں پیش کی گئی ہیں اور بالعموم قادیانی جوابات میں پیش کی جاتی ہیں وہ بہت دلچسپ ہیں۔ "قادیانی مذہب" میں واقعات سے ان تاویلات کا مقابلہ کیجئے تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ مرزا

صاحب کی چوتھی مشہور پیش گوئی جو پنڈت لیکھ رام کی موت سے متعلق تھی۔ البتہ وہ ضرور بشکل قتل ظہور میں آئی اس کے متعلق عدالت تک مقدمے چلے اور آج تک آریہ صاحبوں کو شبہ وشکایت ہے۔

خاص پیش گوئیوں کے سوا مرزا صاحب کی عام پیش گوئیاں بھی پیش کی جاتی ہیں مثلاً یہ کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے بارشیں ہوں گی لڑائیاں ہوں گی اور اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب نے ایسی پیش گوئیاں اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کی ہیں لیکن غالباً یہ یاد نہیں رہا کہ خود پیش گوئی کرنے سے قبل وہ ایسی پیش گوئیوں کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا فیصلہ دے چکے تھے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

"اس درماندہ انسان (مسیح) کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردے کو اپنا خدا بنا لیا کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ نہیں رہتا پس اس ناداں اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر ایسی باتوں کو پیشگوئی بھی قرار دیا جائے تو مرزا صاحب نے ابتداء میں تسلیم کیا تھا کہ نبوت کے واسطے مخصوص نہیں ہیں عام لوگ بھی ایسی پیش گوئیاں کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو:

"دنیا میں بجز انبیاء کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آویں گے وبا پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط پڑے گا ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی یہ ہوگا وہ ہوگا۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۴۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بایں ہمہ قادیانی فرقہ مرزا صاحب کی پیش گوئیوں پر وہ طومار باندھتا ہے حاشیہ آرائی کرتا ہے کہ مضحکہ معلوم ہوتا ہے۔

(۱۰) سید احمد اور غلام احمد

ایک حجت مرزا صاحب کے حق میں یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے زمانے میں وہ بڑے بڑے کام کئے جوان کے ہم عصر مسلمانوں میں سے کوئی نہ کر سکا لہٰذا ان کو اپنے حق میں مجدد بلکہ مہدی معہود مسیح موعود حتیٰ کہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرنے کی گنجائش تھی۔ خاص کر جبکہ کسی مسلمان نے ایسا دعویٰ نہیں کیا تو مرزا صاحب کا دعویٰ تسلیم کرنے میں مضائقہ نہیں بلکہ تسلیم کر لینا ہی قرین احتیاط ہے مرزا صاحب نے کیا بڑے بڑے کام کر دیئے دینی اخلاقی سیاسی اور معاشرتی اعتبار سے اس کی تفصیلات "قادیانی مذہب" میں موجود ہیں اور مختصر کیفیت اس کتاب میں بھی درج ہے۔ مرزا صاحب کے ہم عصر مسلمانوں کے کارنامے بھی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں مثلاً ہندوستان میں سرسید علیہ الرحمۃ کو لیجئے کہ ملک وملت کی خدمت میں عزم واستقامت ایثار اور اخلاص کی ایسی کامیاب نظیر قائم کی جس پر ہر بیدار قوم فخر کر سکتی ہے یوں تو سرسید کی کامیابی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ہی کیا کم ہے لیکن نظر غور سے دیکھئے تو مرحوم کی علی گڑھ تحریک ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں کارفرما ہے۔ سرسید کے کارناموں سے انکار کرنا آفتاب کی روشنی سے آنکھ چرانا ہے بریں ہم قادیانی تنگ دلی میں کسی اعتراف کی گنجائش نہیں چنانچہ قادیانی نقطہ نظر سے سرسید احمد اور مرزا غلام احمد کی کارگزاری ملاحظہ ہو اور کارگزاری پر تنقید ملاحظہ ہو کس درجے حقیقت کے برعکس ہے۔

"اگر فرض کے طور پر یہ مان لیں کہ سرسید نے اسلام کی خدمت کی ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اس نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا کیونکہ اس کی تمام کوشش اور سعی جو اس نے اپنے خیال میں اسلام کے متعلق کی وہ اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہوگئی اس کو فروغ دینے والا آگے کوئی پیدا نہ ہوا۔ لیکن حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو دیکھو آپ کی جماعت دن بدن زور شور سے اس کام کو چلا رہی ہے جوان کا آقا اپنے ہاتھ سے چلا گیا تھا۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد۳ نمبر ۱۱۹ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۶ء)

لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ علمی لحاظ سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنی تحقیق مثلاً مسئلہ وفات مسیح میں کس حد تک سر سید علیہ الرحمۃ کی رہین منت ہیں چنانچہ دبی زبان سے قادیانیوں کو بھی اعتراف ہے کہ کچھ لوگ اس راز سے واقف ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو:

''ایسے لوگ بھی بستے ہیں جن کا خیال کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے اگر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ان کی صداقت ثابت ہو سکے جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان سے بہت پہلے سر سید وہی کچھ کر گئے ہیں اس لئے مرزا صاحب کے دعوے کو قبول کرنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے اور ہم کیوں کریں۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء)

معلوم ہوتا ہے کہ سر سید علیہ الرحمۃ کے بعض احباب بھی ابتداء میں مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اعانت اور ہمت افزائی کرتے تھے مثلاً سر سید کے خاص دوست مولوی چراغ علی صاحب مرحوم کو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

''آپ کا افتخار نامہ محبت آمود عز ورود لایا اگرچہ مجھ کو پہلے سے بہ نیت الزام خصم اجتماع براہین قطعیہ واثبات نبوت وحقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی مگر جناب کا ارشاد موجب گرم جوشی و باعث اشتعال شعلہ حمیت اسلام ہوا اور موجب تقویت وتوسیع حوصلہ خیال کیا گیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی اور دینوی تہہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دلی گرمی کا اظہار فرمائے تو بلا شائبہ ریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہیے جزاء کم اللہ نعم الجزاء۔

ماسوا اس کے اگر اب تک کوئی دلائل مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت فرمائیں۔''

(سیرۃ المصنفین مولفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا)

حاصل کلام یہ کہ شرافت میں اخلاق میں علمیت میں دینی حمیت میں قومی خدمت میں سر سید علیہ الرحمۃ جیسی ممتاز شخصیت ہندوستان میں مرزا صاحب کے ہم عصر تھی اور دونوں کی کارگزاریاں ملک وملت کے متعلق آنکھوں کے سامنے موجود ہیں اہل انصاف فیصلہ کر

سکتے ہیں کس کا کیا کام ہے اور کیا مقام۔

(۱۱) سیّد جمال الدین افغانی

اگر ہندوستان سے بڑھ کر تمام عالم اسلام پر نظر ڈالئے تو سید جمال الدین افغانی علیہ الرحمۃ کی اسلامی شخصیت سب پر چھائی ہوئی نظر آتی ہے عام جمود کے بعد عالم اسلام میں ملک ملک جو آج بیداری اور حرکت پائی جاتی ہے اس کی ابتداء اسی مجاہد دین وملت کی اولوالعزمی میں نظر آتی ہے۔ نہ صرف چودھویں صدی میں بلکہ اسلام کی چودہ صدی میں بلکہ اسلام کی چودہ صدی میں دین وملت کی خدمت وحمایت کے اعتبار سے سید جمال افغانی علیہ الرحمۃ کی شخصیت بہت اعلیٰ قرار پاتی ہے اسلامی ممالک کے متعلق مرزا صاحب کے جو منصوبے تھے سب کو معلوم ہو گئے سید صاحب کے منصوبے بالکل ان کے برعکس تھے ان کی سعی یہ تھی اور اس سعی میں انہوں نے جان لڑا دی کہ اسلامی ممالک مغربی اثرات سے آزادی حاصل کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں از سر نو ترقی حاصل کریں اور چونکہ ان کے دل میں دین واخلاص تھا اللہ تعالیٰ نے ان کی سعی مشکور فرمائی چنانچہ قلیل مدت میں اسلامی ممالک میں جو بیداری پھیلی اور آزادی حاصل ہوئی اس کی کسے توقع تھی اور روز افزوں ترقی کا سلسلہ جاری ہے بحول اللہ تعالیٰ۔

غرض یہ قادیانی نظریہ بے اصل بلکہ خلاف واقعہ ہے کہ مرزا صاحب کے زمانے میں کوئی مسلمان خادم دین وملت نہ تھا سر سید کے ساتھ تو بخل برتا لیکن سید جمال الدین افغانی کی اسلامی شخصیت تو قادیانی اکابر کو بھی دبی زبان سے ماننی ہی پڑی اگرچہ اس کا منشاء مصری مسلمانوں کی بکی ہے۔ چنانچہ خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان فرماتے ہیں کہ:

''جمال الدین افغانی نے مصر میں ایک روح پیدا کی اور جس کے ساتھ مذہبی رنگ بھی تھا لیکن وہ اس ملک کا باشندہ نہیں تھا بلکہ اس ملک میں جا ٹھہرا تھا قدرت سے افغانی کا لفظ اس کے ساتھ رہ گیا وہ دراصل وہاں کا باشندہ نہیں تھا بلکہ افغانستان سے وہاں جا بسا تھا اگر افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ قائم نہ رہ گیا ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اسے مصری سمجھتے مگر مصریوں کی قسمت سے افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ باقی رہ گیا ساری تحریکیں جو کبھی کبھی اس ملک میں

اُٹھتی رہی ہیں وہ جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں مفتی عبدہ اس کا شاگرد تھا اس کے بعد اس نے ان کو قائم کیا اور اس لحاظ سے کہ ساری تحریکیں جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سب ہی ہندوستان ہی سے گئی ہیں اور مصر سے نہیں اٹھیں۔ غرض ان تحریکوں کے موجد جمال الدین افغانی کا مولد یہی ملک ہے اور اگر اس کی تحریکوں کی وجہ سے ہی کسی ملک کو گہوارۂ علوم وفنون کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان تحریکوں کی بناء پر مصر کو گہوارہ علوم وفنون کہا جائے کیونکہ یہ سب تحریکیں مصر کے کسی آدمی کی طرف سے پیدا نہیں کی گئیں بلکہ ایک دوسرے ملک کے باشندے نے ان کو پیدا کیا پس اگر انہی تحریکوں سے اسے گہوارہ علوم وفنون کہنا ہے تو کیوں نہ افغانستان کو گہوارہ علوم وفنون کہا جائے کہ جہاں کا جمال الدین افغانی رہنے والے تھا۔''

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۱۰۸ مورخہ ۷ مئی ۱۹۲۶ء)

سید جمال الدین افغانی علیہ الرحمۃ کی زندگی تاریخ اسلام کے دور جدید کا ایک باب معلوم ہوتی ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان جو موجودہ اسلامی سیاسیات سمجھنا چاہیں ان کو سید صاحب کی زندگی کا مطالعہ ضروری ہے ایک مختصر اور مستند سوانح عمری مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی نے شائع کی ہے جو ادبی تاریخی اور سیاسی لحاظ سے قابل دید ہے ملک کے مشہور انشاء پرداز ماہر سیاسیات قاضی عبدالغفار صاحب مراد آبادی اس کے مؤلف ہیں قاضی صاحب نے اسلامی ممالک اور نیز یورپ میں سفر کر کے سید صاحب کی زندگی کے حالات اور واقعات بہت تحقیق سے جمع کیے ہیں مفصل سوانح عمری بھی بہت کچھ تالیف ہو چکی ہے خدا کرے جلد طبع ہو کر شائع ہو جائے کہ مسلمانوں کے واسطے وہ ایک بہترین یادگار ہو گی خلاصہ یہ کہ اگر مرزا صاحب کی زندگی سے سید صاحب کی زندگی کا مقابلہ کیجئے تو اغراض و مقاصد میں بُعد المشرقین اور رفعت وعظمت میں زمین وآسمان کا فرق نظر آتا ہے پھر بھی یہ کہنا کہ مرزا صاحب کا زمانہ مسلمان اکابر سے خالی تھا کس درجہ عجیب اور نادرست ہے۔

جہاں تک دعوؤں کا تعلق ہے مسلمانوں میں کیسے کیسے مدعی پیدا ہوئے مہدویت

کے اور نبوت کے۔ انہوں نے کیا کیا اہتمام کیے اور بالآخر کیا انجام دیکھے تاریخ اسلام میں ایسے مدعیوں کی سرگذشت بھی بہت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ چنانچہ اسی سال اس باب میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے ''ائمہ تلبیس'' جو دینی اور تاریخی لحاظ سے قابل دید ہے تحقیق اور جامعیت کے لحاظ سے بلا مبالغہ اسلامی لٹریچر میں بے نظیر ہے مولوی ابو القاسم صاحب رفیق دلاوری اس کے مؤلف ہیں کتاب بڑی تقطیع کے ۵۳۵ صفحات پر شائع ہوئی ہے دارا لتصنیف لاہور سے نیز تاج کمپنی لاہور سے ملتی ہے۔ اگر کتاب ''قادیانی مذہب'' کے ساتھ یہ کتاب ''ائمہ تلبیس'' بھی مطالعہ کی جائے تو قادیانی تحریک کی اصلیت اور حیثیت بہت واضح ہو جاتی ہے۔

(۱۲) پرانی رائیں

کتاب ''بشارت احمد'' میں بعض اسلامی اخبار ورسائل کی اور بعض مسلمان اکابر کی رائیں پیش کی گئی ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ مدتوں مسلمان حسن ظن اور اعتماد کی بناء پر قادیانی تحریک کی تعریف اور تائید کرتے رہے لیکن تا بکے آخر کو حقیقت کھل گئی تو مسلمان حیران رہ گئے۔ قادیانی تعلیم قادیانی کتابوں میں موجود ہے اور قادیانی اعمال دنیا پر ظاہر ہو چکے ہیں چنانچہ قادیانی عقائد اور اعمال کی مفصل یادداشت خود قادیانی بیان کے مطابق ''قادیانی مذہب'' میں یکجا موجود ہے۔ حال کھلنے کے بعد اخبار اور رسائل کی رائیں موجود ہیں مسلم اکابر اور مسلم اداروں کی رائیں موجود ہیں۔ حتیٰ کہ سرکاری عدالتوں کے تازہ فیصلے موجود ہیں۔ ایسی صورت میں پرانی رائیں اپنے موافق پیش کرنا قادیانی فرقے کے حق میں مخالف پہلو اختیار کرتا ہے کہ مسلمانوں کا حسن ظن بے بنیاد نکلا اور بالآخر نتیجہ برعکس برآمد ہوا۔

(۱۳) متفرقات

جیسے کوئی ہیبت زدہ سوتے ہوئے ڈر کر چیخ اُٹھتا ہے۔ کتاب ''بشارت احمد'' میں خود ہی ہمارے واسطے لکھا گیا کہ ''قادیان فتح شد'' اور بے ساختہ قلم سے نکل گیا۔

''ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند''

لیکن شاید بعد کو ہوش آیا کہ کیا لکھ دیا تو فکر ہوئی کہ ''مرداں'' کی تشریح

کیجئے۔ کوئی پہلو نکالئے جہاں تک کہ قادیانی مفہوم کا تعلق ہے ''خصی'' اور ''خوجہ'' یہ دوصفات تو کسی نہ کسی معنی میں قادیانی اکابر نے قادیانی مردوں کے واسطے مخصوص کر دی ہیں۔ چنانچہ ''قادیانی مذہب'' میں ان کی تشریح موجود ہے۔ مزید برآں ''بشارت احمد'' کے مؤلف نے ایک قادیانی عمل لکھا ہے جس کے ذریعہ شائد ان کے ہاں مرد اپنی صورت مثالی منکشف کرتے ہیں۔ بندروں کی طرف اشارہ ہے۔ مرزا صاحب بھی کشف میں اپنے ساتھ بندر دیکھتے تھے۔ لیکن بعض صورتیں تو کشف کی بھی محتاج نہیں رہتیں۔ یوں ہی صاف نظر آتی ہیں۔ شک ہو تو آئینہ سے تصدیق کرائی جاسکتی ہے۔ رہا مرد کا اسلامی مفہوم سو وہ سب کو معلوم ہے۔

جو لوگ اشتہارات سے پیسہ کماتے ہیں۔ یا کم از کم شہرت چاہتے ہیں۔ وہ اشتہارات میں انعامات کا اعلان بھی کرتے رہتے ہیں۔ خاص کر ہندوستانی دوافروشوں میں آج کل یہ طریق زیادہ رائج ہے۔ ''تصدیق احمدیت'' میں بھی چند انعامات درج ہیں ''بشارت احمد'' میں بھی ان کا حوالہ موجود ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ خود مرزا صاحب کی طرف سے بھی انعامات کے ایسے اعلان ہوتے رہتے تھے۔ چنانچہ ان کی پہلی ہی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں انعام کا اعلان درج ہوا لیکن عمل الٹا ہوا۔ یعنی کثرت سے چندہ وصول ہوا۔ اور جب چندے کی بات پوری نہ ہوئی تو خوب تُو تُو مَیں مَیں ہوئی۔ حتیٰ کہ معترضین نے گالیاں کھائیں۔ اور چندے کا قصہ اب تک جاری ہے۔ اعلان ہوتا رہتا ہے کہ جس کو اعتراض ہو اپنا چندہ واپس لے لے اور بحالت استطاعت چندہ کی واپسی کیا بڑی بات ہے۔ لیکن لوگ تو قول کی پابندی چاہتے تھے چندہ واپس لے کر کیا کرتے۔ اب تک انعامات کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اس ذریعے چندہ ملنے کی اب توقع نہیں ہے رہی معلومات کی فرمائش سو ''قادیانی مذہب'' میں خود قادیانی لٹریچر سے اس قدر معلومات جمع کر دی گئیں کہ دنیا نے اس کو قادیانیت کا قاموس مان لیا۔

قادیانی صاحبان کو شکایت ہے کہ وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں مگر لوگ ان کی چیخ و پکار اَن سنی کر دیتے ہیں۔ ان کی بات نہیں سنتے۔ مگر شاید وہ دن یاد نہیں جب کہ وہ نہایت وقار و متانت سے بات کہتے تھے۔ اور لوگ بڑی توجہ بلکہ ادب سے سنتے تھے۔ مگر اس کو کیا کیجئے کہ بات کھل کر بگڑ گئی اب لاکھ بنائے۔ ڈھول بجائے کہ ؎

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

بناوٹی بات کا بالآخر یہی انجام ہوتا ہے۔

ایک یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ قادیانی فرقہ اسلام پر جان دینے والی جماعت ہے۔ لیکن پچاس سالہ کارنامہ دیکھئے یا تو اسلامی ممالک کو ضرر پہنچانے میں قادیانی مجاہدین کی جانیں گئیں جیسے کہ افغانستان میں یا آپس کی اندرونی پیچیدگیوں میں جانیں گئیں مباہلہ کا واقعہ قتل یا فخر الدین ملتانی کا قتل تو عدالت تک پہنچا۔ لیکن ایسے اور واقعات بھی بیان کئے جاتے ہیں جو راز کے راز میں رہ گئے۔ خدا جانے غلط یا صحیح۔ رہا دین و ایمان کے واسطے جان دینا۔ قادیانیت کی حد تک تو وہ بے شک لازم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اسلام کے معاملہ میں جو قادیانی تعلیم ہے۔ اس کی تشریح جابجا مثالوں سے ہو چکی ہے مختصراً یہاں بھی درج ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۴۹ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیان)

اس تعلیم کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ کسی ترکیب سے خود رسول اللہ کے پردے میں رسول اللہ سے دل توڑ کر مرزا صاحب سے دل جوڑا جاتا ہے:

''اس ذات بابرکات (محمد ﷺ) سے بھی تو تعلق پیدا کیجئے جو اپنے پہلے زمانے والی تلوار اور نیزوں کو بند کر کے ایک زرق برق والی جمالی پوشاک زیب تن کر کے آپ ہی کے ملک (ہندوستان) میں تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ تشریف لایا ہے۔ (مراد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۵۱ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۶ء)

اعتراضات کے سلسلہ میں مرزا صاحب کے مقابل جس بیباکی سے نبی کریم ﷺ کو اور دیگر انبیاء کو پیش کیا جاتا ہے اور مرزا صاحب کے ساتھ لپیٹا جاتا ہے۔ یہ قدیم قادیانی گُر ہے خود مرزا صاحب فرماتے ہیں:

> میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف شرق اور غرب کے جمع ہو جائیں۔ تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراضات میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مثلاً مرزا صاحب کی صحت کو لیجئے نوعمری میں دق اور سل کا مرض ہو چکا تھا۔ بعد کو ذیابیطس کی شکایت تھی۔ پیشاب بکثرت آتا تھا۔ ضعف معدے کی شکایت تھی۔ اکثر دست آتے تھے۔ قوت مردمی بھی کالعدم ہو چکی تھی۔ لیکن بقول خود بعد کو بحال ہوگئی۔ دردسر اور دوران سر کی شکایت رہتی تھی۔ کبھی تشنج قلب بھی ہوتا تھا۔ ہسٹریا کے دوڑے بھی پڑتے تھے۔ بردِ اطراف ہو جاتا تھا۔ اس کی کیفیت یہ بیان کی گئی ہے کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔ اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت بدن نہیں سہارا جاتا تھا۔ ایسی حالت میں گرم پانی سے کام لیا جاتا تھا اور ٹانگیں باندھ دی جاتی تھیں۔ مرزا صاحب کے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر صاحب تو باقاعدہ مرگی کے مریض ہوگئے تھے۔ اور اسی مرض میں ان کا انتقال ہوا۔ خرابی صحت کی یہ سب کیفیت خود مرزا صاحب نے اور ان کے اہل بیت نے لکھی ہے اور متواتر لکھی ہے۔ لیکن نبوت کی تمثیل ملاحظہ ہو۔ مرزا صاحب پر جو بے ہوشی کے دوڑے پڑے تھے۔ تو ان کی مثال میں وہ روحانی استغراق پیش کیا جاتا ہے۔ جو نزول وحی کے وقت نبی کریم ﷺ کو حاصل ہوتا تھا۔ اور نیز کافروں کا وہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو وحی کیا ہوتی تھی۔ گویا بے ہوشی کا دورہ ہوتا تھا یہ وہ تمثیل گری ہے جس کے ذریعے مرزا صاحب کے خصوصیات نبیوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب پر اعتراض کیجئے تو انبیاء بھی زد میں آتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ان کو اعصابی مرض تھا۔ اور اسی طرف سے اس کی تشریح یوں کی گئی ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی

باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔ مگر مرزا صاحب خود بھی طبیب تھے، مفرحات، مقویات، موتی، مشک، عنبر، مجرب یونانی دوائیں ہمیشہ استعمال میں رکھتے تھے۔ انگریزی مقوی دوائیں بھی استعمال میں رکھتے تھے۔ مثلاً کوکا کولا، مچھلی کے تیل کا مرکب، ایسٹن سیرپ، کونین، فولاد وغیرہ۔ بعض مصلحتوں سے سنکھیا کے مرکبات بھی استعمال ہوتے تھے۔ مرزا صاحب دواؤں کے اس درجے عادی تھے کہ خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو۔ آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے تھے اور ایک ہی وقت کئی کئی دوائیں کھاتے تھے کہ نہ معلوم کس سے فائدہ ہو۔

اب ایک قادیانی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ خرابی صحت کی بدولت مرزا صاحب کے بال جلد سفید ہو گئے لیکن سب کو معلوم ہے کہ آخر عمر تک نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک بہت کم سفید ہوئے تھے۔ خوبی صحت کی فوقیت بھی قادیانی دلوں میں کھٹکی تو یہ توجیہ کی گئی۔ کہ مرزا صاحب نے رسول اللہ کے مقابل دماغی کام زیادہ کیا اس لئے بال سفید ہو گئے غرض کے کہ ہر طرح رسول اللہ کے ساتھ تقابل قائم ہے۔

(۱۴) سکرات

''قادیانی مذہب'' کی فصل اول میں مرزا صاحب کے ذاتی حالات درج ہیں اور مستند قادیانی بیانات کے مطابق درج ہیں۔ کتاب ''بشارت احمد'' کے باب سوم میں فصل اول کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے جواب کی جو حیثیت ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ خصوصیت سے ''ٹانک وائن'' پر خامہ فرسائی ہوئی ہے اس بارے میں خود قادیانی بیانات درج ذیل ہیں بحث کی ضرورت نہیں ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

> ''محبی اخویم، حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
>
> اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے باقی خریت ہے والسلام۔''
>
> ''مرزا غلام احمد عفی عنہٗ''

(خطوط امام بنام غلام صفحہ ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

''حضور (مرزا صاحب) علیہ السلام نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ کردی جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دوکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین تیرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے حضور ان کو تاکید فرمادیں حقیقۃً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا اس پر حضور اقدس (مرزا صاحب) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دوکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لادیں ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔''

(اخبار الحکم قادیان جلد ۳۹ نمبر ۲۵ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

بابو شاہ دین صاحب مرحوم جب سخت بیمار ہوئے۔ اور علالت تشویش ناک ہوگئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) نے ڈاکٹر رشید الدین صاحب مرحوم کو جو ان کے معالج تھے لکھا:

''اگر ایسا وقت میں قائمی قوت کے لئے تھوڑی تھوڑی برانڈی دی جائے تو کیا مضائقہ ہے یہ دوا قادیاں میں مل سکتی ہے (چھوٹے قصبے میں بڑی سہولت ہے۔ للمؤلف) شاید اللہ تعالیٰ نے اسی کے ذریعے فضل کرے۔'' (برانڈی کے ذریعہ فضل تو خاص فضل ہو گا۔ للمؤلف)

(مکتوبات بنام ڈاکٹر رشید الدین صاحب صفحہ ۱۲ منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۲۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر

لیتے تو خلاف شریعت نہ تھا چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا ہرج ہو گیا آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالت کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے راتوں کو عبادت کرتے تے۔ بڑھاپا بھی تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آگئی۔''

(از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی جماعت لاہوری مندرجۂ اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۵ء وجلد ۲۳ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

شاید خیال کا اثر ہو خواب میں بھی مرزا صاحب کو لہ وائن نظر آئی چنانچہ فرماتے ہیں:

''۵ مئی ۱۹۰۶ء رویا۔ ایک شخص نے ایک دوائی کولہ وائن کی بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے۔ اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ مگر جس شخص نے دی وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات صفحہ ۵۲ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

افیون کا استعمال

ٹانک وائن کیا بلا ہے اور کولہ وائن کیا دوا برانڈی کے کیا فوائد ہیں جو چاہے تحقیق کرسکتا ہے۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ کم از کم علاج معالجہ میں کچھ نہ کچھ مسکرات کا استعمال رہتا تھا۔ چنانچہ افیون کا بھی خصوصیت سے ذکر ملتا ہے افیون میں اور جو کچھ بھی مضرتیں یا فوائد

ہوں اس کے استعمال سے قوت متخیلہ بہت بڑھ جاتی ہے جو چیزیں سراسر بے اصل ہوں افیون کے نشہ میں واقعات نظر آنے لگتے ہیں۔ گفتگو کا ذوق بھی بڑھ جاتا ہے بہر حال افیون بھی استعمال کی خاص چیز معلوم ہوتی ہے مثلاً ملاحظہ ہو:

"مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطیس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطیس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطیس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔"

(نسیم دعوت صفحہ ۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دواء نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔

ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا.........

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دواء خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین

صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۶ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کے متعلق کہتے تھے انہیں اردو بھی نہیں آتی اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے مولوی نور الدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے آپ فرمایا کرتے میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا وہ حقہ لے کر بیٹھا رہتا تھا کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے کئی لوگ اس بات کے مدعی تھے کہ آپ کوئی سال پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔"

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۶ نمبر ۶۲ مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۹ء)

"مجھے بچپن سے بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔ مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس پر حضرت (مرزا) صاحب نے فرمایا خدا نے چھڑا دی ہے تو اب نہ دو۔"

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ منہاج الطالبین صفحہ ۴۷ مصنفہ میاں صاحب)

"۲۸ جون بروز جمعہ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مجھے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب کو ساتھ لے کر خواجہ (کمال الدین) صاحب کی عیادت کے لئے

تشریف لے گئے۔

خواجہ صاحب نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا جو علاج کراتے ہیں اور جو عارضے رہے ہیں سب کا ذکر ہوتا رہا۔خواجہ صاحب افیون بھی آج کل کھاتے ہیں ایک رتی سے شروع کی تھی ابھی یہ خیال ہے کہ چھ ماہ اور کھائیں تا کہ اعصاب مضبوط ہو جائیں۔''

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نوشتہ عبدالرحیم درد صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ جولائی ۱۹۲۹ء نمبر ۲ جلد ۱۷)

(۱۵) وفات

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنی تحریرات میں ہیضے کو قہر الٰہی کا ایک نشان قرار دیتے تھے جو سرکشوں پر بطور عذاب نازل ہوتا ہے چنانچہ بعض مسلمانوں سے مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب سے جو ان کے مقابلے ہوئے تو بھی مرزا صاحب نے یہی بددعا کی کہ جو کاذب ہو اس پر ہیضے وغیرہ کی شکل میں موت نازل ہو اور آج تک قادیانی فرقہ کا ہیضے کے متعلق یہی عقیدہ ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

''محمد عاشق نائب صدر مجلس احرار قصور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام (مرزا صاحب) کی شان میں بے حد بدزبانی کیا کرتا تھا۔ ۲۹ جولائی کو ہیضہ سے نہایت عبرتناک موت مرگیا قصور کے دوسرے احرار کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۳۰ مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۶ء)

خدا کی قدرت کہ اسی مرض ہیضہ میں خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے انتقال کیا تھا اور ہیضہ بھی ایسا تیز کہ اچھے خاصے تھے تصنیف و تالیف میں مشغول تھے شام کو سیر و تفریح کر کے آئے رات کو بیوی صاحبہ کے ساتھ کھانا کھایا یکا یک دست اور قے شروع ہوئے ہزار علاج کیا گھنٹوں میں خاتمہ ہو گیا۔ مقام عبرت ہے۔

قادیانی صاحبان اس واقعہ سے دل میں تو شرماتے ہیں۔لیکن زبان سے جھٹلاتے ہیں کہ مرزا صاحب گویا اسہال کے مرض میں فوت ہوئے ہیضہ سے فوت نہیں ہوئے چنانچہ ہم نے قادیان مذہب کے پہلے ایڈیشن میں سیدھی بات لکھ دی تھی کہ مرزا

صاحب ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے لیکن قادیانی فرقہ اس پر بہت چراغ پا ہوا کہ گویا مرزا صاحب ہیضے سے فوت ہوئے تو سارا مطلب فوت ہو گیا چنانچہ پہلی کتاب ''تصدیق احمدیت'' (مصنفہ لسید بشارت احمد صاحب قادیانی) میں یہ تنبیہہ کی گئی کہ ''حضور (مرزا صاحب) کے وصال کا باعث ہیضہ قرار دینا صریح جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے۔'' دوسری کتاب ''ہمارا مذہب'' (مصنفہ علی محمد صاحب قادیانی) شائع ہوئی تو الزام دیا گیا کہ ''جناب محقق برنی صاحب بالقابہ نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی وفات کے متعلق لکھا ہے کہ ہیضہ سے واقع ہوئی مگر یہ منجملہ آپ کے افتراؤں کے ایک نہایت ہی ناپاک افتراء ہے۔'' (شاید ناپاکی ہیضہ سے پیدا ہوئی۔للمؤلف)۔

چونکہ قادیانی فرقہ بوجوہ معلومہ ہیضہ کے نام سے بہت چڑتا تھا ''قادیانی مذہب'' کے بعد کے اڈیشنوں میں ہم نے اس کی صراحت لکھ دی کہ مرزا صاحب دست اور قے کے مرض میں فوت ہوئے لیکن مثل مشہور جوئندہ یابندہ حقیقت کھلنی تھی بالآخر خود مرزا صاحب کے قول سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ ان کو مرض ہیضہ لاحق ہوا تھا جو باعث وفات ہوا اور مرزا صاحب بھی کون جو قادیانی اعتراف کے بموجب خاندانی طبیب تھے اور علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے چنانچہ یوں تو خود قادیانی چشم دید بیانات کے بموجب ہیضہ کے تمام علامات اور آثار موجود تھے تاہم اس بارے میں مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب صاحب کی عینی شہادت نے بالکل ہی ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب ہیضہ میں فوت ہوئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی فرقہ نے لاچار ہو کر ہیضہ کے واقعہ کو تسلیم کر لیا اور خدانخواستہ مرزا صاحب کے آخری قول کو جھٹلانے کی جرأت نہ کی غالباً یہی سبب ہو گا کہ کتاب ''بشارت احمد'' میں ''قادیانی مذہب'' کی فصل اول کا خصوصیت سے جواب دیتے ہوئے وفات اور ہیضہ کے معاملہ میں سکوت اختیار کیا تاہم چونکہ ''تصدیق احمدیت''، ''بشارت احمد'' میں شامل ہے اس اعتراض کا جواب جو ابھی تک باقی تھا ادا کرنا ضرور ہوا۔

مرزا صاحب کی وفات کے متعلق چشم دید بیانات ذیل میں ملاحظہ ہوں اور ناظرین خود فیصلہ کریں کہ موت کس طرح واقع ہوئی۔

''خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ

پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۷ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

''خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ میں نہ جا سکتے تھے اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف

تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔ اللہ یہ کیا ہونے لگا'' تو آپ نے کہا یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا ہاں۔''

(سیرۃ المہدی صفحہ ۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

''ابتداء میں جب کہیں حضرت (مرزا) صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے جس سفر میں کہ سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا انا اللہ و انا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔''

''حضرت (مرزا صاحب) جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا صاحب) کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے'' اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خسر میر ناصر نواب صاحب قادیانی کے خودنوشتہ حالات مندرجہ حیات ناصر صفحہ ۱۴ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی صاحب)

(۱۶) عبرت

مرزا صاحب کے آخر وقت کے متعلق مسلمانوں میں اس سے بھی بڑھ کر روایتیں سنی جاتی ہیں۔ لیکن وہ خواہ کتنی ہی معتبر مانی جائیں ہم نے ان کو سند نہیں گردانا اور صرف ان ہی بیانات پر اکتفا کیا جو خود مرزا صاحب کے خاندان کی طرف سے چشم دید شائع ہوئے۔

حقیقت پر کسی طرح اور کہاں تک پردہ ڈالا جا سکتا ہے جو قادیانی اکابر بتقاضائے مصلحت ہیضہ کے مرض سے انکار کرتے تھے وہ بھی اپنے مشاہدہ میں ہیضہ کے مسلمہ آثار و علامات تسلیم کرتے تھے چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب قادیانی نے اپنا مشاہدہ لکھا ہے کہ:

’’وصال سے دو تین گھنٹے قبل حضور (مرزا صاحب) بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معالج تھے۔ کاغذ قلم دوات منگوا کر حضور نے لکھا خشکی بہت ہے بات نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے جو پڑھے نہ گئے۔‘‘ (ہیضہ کی خشکی تو مشہور و معلوم ہے۔ تمام خون کا پانی نچڑ کر دستوں میں نکل جاتا ہے اس عمل کو انگریزی طب میں ڈی ہائیڈریشن کہتے ہیں۔ للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۷۴ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

خود مرزا صاحب کی وفات تو یوں واقع ہوئی۔ اس کے سوا قادیانی اکابر اور مخلصین جو مرزا صاحب کے بڑے بڑے صحابہ شمار ہوتے تھے۔ بالخصوص مولوی عبدالکریم صاحب اور حکیم نورالدین صاحب وغیرہ۔ یہ بھی جن امراض میں اور جن حالات میں فوت ہوئے وہ خالی از عبرت نہیں تھے۔ چنانچہ تفصیلی کیفیت قادیانی مذہب میں موجود ہے۔

قادیانی فرقہ کا یہ قدیم مسلک ہے کہ کوئی مسلمان جوان کی آنکھ میں کھٹکتا ہو۔ اگر اس کو کوئی معمولی حادثہ بھی پیش آ جائے تو اس کو بڑھا چڑھا کر مشتہر کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں کہ گویا ان کو آسمانی نصرت حاصل ہوئی چنانچہ اس ذہنیت کا اکثر مظاہرہ ہوتا رہتا ہے جو بالعموم مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ قادیانی فرقہ جو مسلمانوں کو عبرت دلانے کے واسطے ہر وقت مضطرب رہتا ہے کبھی تو انصاف سے دل میں سوچے کہ خود اس کو عبرت حاصل کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے اور کس درجہ عبرت آموز واقعات اس کو پیش آ چکے ہیں اور پیش آ رہے ہیں ورنہ ؎

ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہو گی

(۱۷) خلاصہ

تازہ قادیانی جواب ’’بشارت احمد‘‘ اس کی نوعیت اور حیثیت مندرجہ بالا تنقیح سے بخوبی واضح ہوگی۔ مزید برآں ’’قادیانی مذہب‘‘ اور ’’بشارت احمد‘‘ دونوں کتابیں موجود ہیں۔ ناظرین خود بھی دونوں کتابوں کا مطالعہ کریں اور انصاف فرمائیں کہ ’’قادیانی مذہب‘‘ میں تحقیق کی کیا کیفیت ہے اور بشارت احمد میں عذرات وتاویلات اور اعتراضات کی کیا نوعیت ہے۔ آیا ان کا ماحصل مغالطوں کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے اور انکشاف حقیقت کے بعد مغالطوں کی اب کیا گنجائش ہے۔

رہا ’’بشارت احمد‘‘ کا ضمیمہ ’’تصدیق احمدیت‘‘ جو قادیانی مذہب کے سب سے پہلے مختصر ایڈیشن کا پرانا جواب ہے اس کے متعلق تنقیح آئندہ بارھویں فصل میں درج ہے۔ اور وہ تنقیح بھی اس سے کم سبق آموز نہیں ہے۔

فصل بارہوں

تصدیق احمدیت

"قادیانی مذہب" کے پہلے ایڈیشن کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک کتاب "تصدیق احمدیت" شائع ہوئی تھی۔ اورالسید بشارت احمد صاحب وکیل سیکرٹری احمدیہ جماعت حیدر آباد دکن کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ کتاب بطور ضمیمہ جدید قادیانی کتاب "بشارت احمد" میں شامل ہے۔ اس کتاب کی تنقیح بطور ضمیمہ دوم بعنوان "قادیانی صاحب" قادیانی مذہب میں شریک ہے۔ اس کا متعلقہ حصہ ذیل میں درج ہے۔

(۱) گالیوں کی شکایت

جناب مرزا صاحب کی تحریرات دیکھئے تو خود بھی دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں دوسروں سے جو گالیاں سنتے ہیں ان کو اپنی تحریرات میں نقل کرتے ہیں اور لطف یہ کہ اکثر شرط لگا کر خود بھی اپنے آپ کو گالیاں دے لیتے ہیں کہ اگر یوں ہو تو میں ایسا۔ یوں نہ ہو تو میں ویسا۔ ان تحریرات کے اقتباسات میں اکثر تینوں قسم کی گالیاں آجاتی ہیں تو قادیانی صاحبان بگڑتے ہیں اور گالیوں کی فہرستیں بنا کر تہمت لگاتے ہیں کہ فلاں صاحب نے اتنی۔ حالانکہ ان کا قصور نقل کے سوا کچھ بھی نہیں اور دنیا جانتی ہے کہ "نقل کفر کفر نباشد" اور یہی بدرجہ مجبوری کرہاً نقل کرنا پڑتا ہے کہ اخلاق وتہذیب کا صحیح اندازہ ہو جائے۔

قادیانی صاحبان بلکہ خود جناب مرزا صاحب کی جوابی کتابوں سے مقابلہ کیجئے تو "تصدیق احمدیت" نسبتاً غنیمت ہے۔ بدزبانی معمول سے کم ہے۔ برایں ہم بدنداتی اس جماعت کی سرشت میں داخل ہے۔ اس کے بغیر اچھے اچھوں کا دل نہیں بھرتا۔ ملاحظہ ہو:

"جناب برنی صاحب نے .... بذریعہ ایک دوسرے رسالہ موسومہ "قادیانی جماعت" کے اپنے موجودہ رسالہ "قادیانی مذہب" سے زیادہ تیز مواد باقی رہنے کی دھمکی دی ہے گویا بنگلوری ٹریکٹ نے

حضرت کے لئے منجّ کا کام کیا۔ بہتر ہے، ہم بھی منتظر رہیں گے کہ برنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کر لیں تا کہ معقول تبرید کا انتظام کیا جائے۔" (تصدیق احمدیت)

کس مواد کے وعدہ پر قادیانی صاحبان کس مواد کے انتظار میں مبتلا ہو گئے۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اس ضرورت کے واسطے ان کو اپنے مرکز کی طرف رجوع کرنا چاہیے آئندہ اس بارے میں مفصل ہدایت درج ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بدزبانی اور دل آزادی قادیانی صاحبان کی طبیعت ثانی بن گئی ہے۔ دوسروں کا تو ذکر کیا آپس میں بھی کچھ کسر اٹھا نہیں رکھتے اور اس پر دلیری کہ دوسروں کو الزام دیتے ہیں۔ دوسروں کی شکایت کرتے ہیں خود قادیانی اکابر کی تہذیب قابل ملاحظہ ہو:

"خود جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔"

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ مندرجہ پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۴ء)

(۲) تیز مواد

(قادیانی کتاب) "تصدیق احمدیت" کو لیجئے۔ شروع دیباچہ ہی میں صفحہ نمبر ۴ پر سکریٹری صاحب فرماتے ہیں:

"گویا بنگلوری ٹریکٹ نے حضرت کے لئے منجّ کا کام کیا بہتر ہے۔ ہم بھی منتظر رہیں گے کہ برنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کر لیں تا کہ معقول تبرید کا انتظام کیا جائے۔"

اگر سکریٹری صاحب اور ان کے رفیقوں کو جناب مرزا صاحب کی مصاحبت کا شرف نصیب ہوتا تو یہ اپنے اس شعبے کی خدمات سے بہت ثواب کماتے۔ جناب مرزا صاحب کو اس شعبے سے فطرتاً بہت سابقہ پڑتا تھا بلکہ شب و روز کا یہ خاص مشغلہ تھا۔ چنانچہ

خود فرماتے ہیں:

''باوجودیکہ مجھے اسہال بیماری ہے اور ہر روز کئی دست آتے ہیں۔مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔''

(کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۹ مجموعہ ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں .... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سوسو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

''دوسری مرض ذیابیطس تقریباً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے ....اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عالم سے رخصت ہوتے وقت بھی یہ شعبہ خصوصیت سے مصروف کار تھا۔چنانچہ جناب مرزا صاحب کے انتقال کی تفصیل میں صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اپنی والدہ صاحبہ کا چشم دید بیان تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا ....لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے .... اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوئے ....اور حالت دگرگوں ہوگئی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

جناب مرزا صاحب کے انتقال کا جو اعلان شائع ہوا۔اس میں بھی یہ اسہالی خصوصیت بطور یادگار درج کی گئی چنانچہ یوں شروع ہوتا ہے۔

''برادران جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے حضرت امامنا

حضرت مولانا مسیح موعود مہدی معہود مرزا صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی حضور کو یہ بیماری بہ سبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی ....اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی۔لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو ....پھر اسی بیماری کا دورہ شروع ہوگیا ....اور قریباً گیارہ بجے ایک دست آنے پر طبیعت کمزور ہوگئی ....دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہوگئی ....ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہوگیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت نازک ہوگئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔مگر پھر نبض واپس نہ آئی۔''

(ضمیمہ اخبار الحکم قادیان غیر معمولی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

بہرحال منج کی ضرورت نہ تھی البتہ اگر سکریٹری صاحب انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کچھ تبرید کا مستقل انتظام کردیتے تو کیسا کارِ ثواب تھا۔مگر یہ خدمت قسمت میں نہ تھی تو آج ادھر اُدھر توقع لگاتے ہیں انتظار کی زحمت اٹھاتے ہیں۔

(۳) ذریۃ البغایا

یوں تو جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں گالیاں کچھ کمیاب نہیں۔جا بجا موجود ہیں۔لیکن اکثر گالیاں انفرادی ہیں یا مولوی جماعت کے نام کی ہیں۔ان کا جواب بھی مل چکا ہے اس لئے قادیانی صاحبان کو ان کی چنداں فکر نہیں بلکہ الٹا ان کی صحت اور ان کے جواز پر اصرار ہے۔البتہ عادت کی رو میں بعض مقامات پر گالی اس طرح بھی قلم سے نکل گئی کہ اس کی زد بالعموم تمام مسلمانوں پر پڑے اس گالی کی البتہ قادیانی صاحبان کو از حد فکر ہے کہ کہیں مسلمانوں کے دل میں بیٹھ گئی تو بڑی مشکل ہوگی اس لئے وہ بڑی کوشش میں ہیں کہ اول تو یہ گالی گالی نہ رہے حالانکہ مرزا صاحب کی دوسری گالیوں سے قادیانی صاحبان کو ذرا بھی انکار

نہیں دوسرے یہ کہ اگر گالی نہ ٹل سکے تو کم از کم مسلمان اس کے مخاطب نہ سمجھے جائیں بلکہ دوسروں کو جا لگے کہ کچھ نہ کچھ تو ذمہ داری ٹلے۔

قول بالکل صاف ہے اس میں کسی موشگافی کی کیا ضرورت اور گنجائش ہے۔

ملاحظہ ہو:

تلك كتب ينظر ايها كل مسلم بعين المحبة و المودة و ينتفع من معارف فهاو يقبلنى و يصدق دعوتى الّا ذرية البغايا الذين ختم اللّٰه على قلوبهم فهم لا يقبلون.

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے مصارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میری دعوت کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار رنڈیوں (زنا کاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

قادیانی صاحبان نے اپنی متعدد کتب اور نیز تصدیق احمدیت صفحہ ۱۳۳۔۱۳۵ میں کھینچ تان کر کے اس کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ یہاں ذریۃ البغایا کے مخاطب مسلمان نہیں بلکہ ہندو اور عیسائی ہیں۔ گویا الّا کے استثناء سے مسلمان مستثنیٰ ہیں۔ تو پھر اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ گویا جس قدر مسلمان ہیں سب نے مرزا صاحب کو قبول کیا اور ان کی دعوت کی تصدیق کی ان کی کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھایا۔ گویا پکے قادیانی بن گئے۔ البتہ ہندوؤں اور عیسائیوں نے مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا۔ گالی سے بچا کر یہ تو مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ بیک قلم سب کو قادیانی بنا دیا۔ نعوذ باللہ۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ بے بنیاد تاویلات کا یہی انجام ہوتا ہے۔ عبارت صاف ہے اور قادیانی صاحبان کی تاویل بھی موجود ہے۔ لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ذریۃ البغایا سے مرزا صاحب کی مراد کون ہیں۔

اب رہی دوسری بحث کو ذریۃ البغایا کے کیا معنی ہیں۔ قادیانی صاحبان کی تحقیق ہے کہ اس کے معنی ہیں "ہدایت سے دور لوگ" تاج العروس کا حوالہ دیا ہے ممکن ہے کسی عبارت کی کتر بیونت سے یہ معنی پیدا کئے گئے ہوں لیکن بغایا کے معنی اس درجہ معروف و مسلّم ہیں کہ اس میں سخن سازی کے سوا اختلاف کی گنجائش نہیں تاہم قادیانی صاحبان نے من

مانے معنی لکھ دیئے۔ ذیل میں بغایا کے اصل معنی ملاحظہ ہوں۔

عربی لغات میں لسان العرب کا جو رتبہ ہے اہل علم پر بخوبی روشن ہے۔ مشہور امام لغت ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے۔

البغايا الاماء لا نهن كن يفجرؤن.

بغایا باندیوں کو کہتے ہیں کیونکہ بدچلنی ان کا شیوہ تھا۔

پھر ابن خالویہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

ثم كثر فى كلامهمُ حتٰى عموا به الفواجرا ماء كن اوحرائر.

پھر کثرت استعمال سے بالآخر اس کا طلاق بالعموم فاجرات یعنی بدچلن عورتوں پر ہونے لگا خواہ باندیاں خواہ آزاد۔

اس سے بھی بڑھ کر علامہ راغب اصفہانی کی مشہور لغت مفردات القرآن ملاحظہ ہو۔

بغت المراء ة بغاءً اذ افجرت و ذلك لتجاوزها الى ما ليس لها قال عزوجل و لاتكر هو افتياتكم علےٰ البغاء.

بغت المراءۃ بغا اس وقت بولتے ہیں جب عورت بدچلن ہو جائے اور یہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس حد سے جو اس حد سے جو اس کے لئے ہے نکل جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ باندیاں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

اب قرآن مجید میں اس لفظ کے دیگر محل ملاحظہ ہوں۔ اردو میں سب سے اول مستند ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ملاحظہ ہو۔

قالت انى يكون لى غلام و لم يمسسنى بشر ولم اك بغيا (سورہ مریم رکوع ۲) يا اخت هارون ما كان ابوك امرء سوء وما كانت امك بغيا. (سورہ مریم رکوع ۲)

(مریم) بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔

اس کے سوا ملاحظہ ہو قرآن مجید مترجم ”مترجمہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب“ (قادیانی) شاہ صاحب قادیان میں مفتی اعظم بھی ہیں اور جناب مرزا صاحب کے خاص صحابی بھی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات قرآنی کا ترجمہ شاہ صاحب یوں فرماتے ہیں۔

آیت اوّل:

”میں نے کہا میرا لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار تھی۔“

آیت دوم:

”او ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ برا مرد تھا اور نہ ہی تیری والدہ فاحشہ تھی۔“

خدا کی قدرت کہ مرزا صاحب نے بھی حسب عادت بغیۃ کی گالی دوسرے موقع پر اپنے ایک حریف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو دی اور خود ہی اس کا ترجمہ بھی لکھ دیا۔ شاید قادیانی صاحبان کی اب تک اس پر نظر نہیں پڑی یا اس کو مصلحتاً نظر انداز کر دیا گیا کہ دوسروں کو کیا علم ہوگا۔ بہر حال ملاحظہ ہو:

رقصت کر قص بغیۃ فی المجالس.
تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔

(حجۃ الاسلام صفحہ ۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے سوا ملاحظہ ہو:

۱۔ ویتز وجون البغایا.
و در نکاح خود می آرند زنان بازاری را۔ صفحہ ۸۶

۲۔ فلاشك ان البغايا قد فربن بلدتنا.
پس ہیچ شک نیست کہ زنان فاحشہ ملک ما را خراب کردہ اند۔ صفحہ ۸۷

۳۔ ان البغايا حزب نجس فی الحقيقة.
زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند۔ صفحہ ۸۹

۴۔ ان نساء داران کن بغایا فیکون رجا لها دیوثین رجالین.
اگر در خانہ زنان آں فاسقہ باشند پس مردان آں خانہ دیوث و دجال می باشند۔ صفحہ ۹۰ (لجۃ النور مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اذیتنی خبثا فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا بن بغایا
مرا بخبائث خود ایذا دہی پس من صادق نیم اگر تو اے نسل بدکاران بذلت نمیری

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

و اعلم ان کل هو من ولد الحلال ولیس من ذریة البغایا فیفعل امراً من امرین.
اور جاننا چاہیے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کے نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا۔“

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۱۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب کی گالیوں کی بحث قادیانی مذہب کی نویں فصل میں بھی درج ہے۔ قابل دید ہے۔

(۴) غلط حوالے

قادیانی صاحبان نے غلط حوالوں کی بھی بہت دھوم مچائی۔ یہ ان صاحبان کا پرانا داؤ ہے۔ چند غلطیاں کتابت کی یا طبع زاد کتاب بھر میں سے ڈھونڈھ نکالیں اور بانس پر چڑھا دیں۔ گویا ایسی چند غلطیوں سے تمام کتاب غلط ہوگئی۔ قادیانی صاحبان کو فراغت ہوگئی لیکن آج کل یہ ترکیبیں نہیں چلتیں۔ لوگ ان کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ غلطیاں نکالنے میں کس درجہ غلط بیانی شریک کی جاتی ہے۔ مثلاً چند نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱) ”تیسرا اور چوتھا حوالہ حمامۃ البشری صفحہ ۷۹ کا ہے لیکن ہمیں حمامۃ البشری مطبوعہ ۱۹۰۳ء میں یہ عبارت کہیں نہیں ملی۔“

(تصدیق احمدیت صفحہ ۴۶)

گویا محولہ بالا عبارت ہم نے اپنی طرف سے یونہی حوالہ دے کر شریک کر دی۔ یہ

عبارت حسب حوالہ حمامۃ البشریٰ میں پہلے ایڈیشن کے صفحہ ۷۹ پر موجود ہے اور نیز اسی صفحہ ۷۹ کے حوالہ سے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۹۶ پر درج ہے لیکن اس پر قادیانی صاحبان کو نظر نہ آئے تو اس کا کیا علاج ہے۔ غلط بیانی کی بھی حد ہونی چاہیے۔

> (۲) حضرت اقدس مسیح موعود کی کتابوں کے حوالے سے پہلا حوالہ الوصیہ کے صفحہ ۱۰ کا ہے۔ صفحہ کا حوالہ غلط ہے۔ بلکہ یہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے صفحہ ۱۳ پر موجود ہے۔
>
> (تصدیق احمدیت صفحہ ۷۸)

بہر حال مقصود یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح غلطی ثابت ہو اور واقعہ کیا ہی محولہ بالا عبارت طبع اول کے صفحہ گیارہ پر درج ہے البتہ کاتب نے اس کو صفحہ ۱۰ بنا دیا ہے۔ چنانچہ تازہ ترین ۱۹۳۳ء کے نویں ایڈیشن میں بھی یہ عبارت اسی صفحہ کے حوالے سے صفحہ نو پر درج ہے لیکن قادیانی صاحبان کا اعلان ہے کہ یہ عبارت صفحہ ۱۳ پر درج ہے حالانکہ صفحہ ۱۳ پر اس کا ذکر بھی نہیں نہ پہلے ایڈیشن میں نہ آخری ایڈیشن میں یہ غلط بیانیاں ہیں جو قادیانی صاحبان کا ہتھیار ہیں۔

> (۳) یہ دونوں ایک ہی کتاب کے حوالے ہیں لیکن اس مقام پر کتاب کا نام کشتی نوح علیہ السلام لکھا ہے اور صفحہ بارہ کا حوالہ دیا ہے اور تتمہ میں کتاب کا نام تقویۃ الایمان اور صفحہ سولہ کا حوالہ دیا ہے۔ تقویۃ الایمان اور کشتی نوح ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں اور دونوں جگہ کے اقتباسات ایک ہی عبارت سے لئے گئے ہیں جو صفحہ سولہ مذکور پر حسب ذیل ہے۔ (تصدیق احمدیت صفحہ ۱۹۰)

جب قادیانی صاحبان کو تسلیم ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں اگر دونوں نام ایک ایک حوالے میں لکھ دیئے تو کیا بُرا کیا۔ اگر صرف ایک ہی نام دونوں حوالوں میں لکھ دیا جاتا تو پھر دوسرے قادیانی اعتراض کا کیا جواب تھا کہ دوسرا نام کیوں ترک کیا گیا شاید اس کا علم نہ ہوگا۔ رہا صفحہ بارہ کا اعتراض اگر صفحہ سولہ کو صفحہ بارہ پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا علاج ذرا اپنے صفحہ بارہ سے ملا دیکھیں کہ صفحہ بارہ چھپا ہے یا صفحہ سولہ ایسی ترکیبوں سے کیا کام بن سکتا ہے۔

> (۴) چوتھا حوالہ سراج منیر صفحہ ۳۵۲ کا ہے مگر سراج منیر میں اتنے

> صفحات ہی نہیں کل ۸۸ صفحات پر ہندسے ہیں اور باقی کے صفحات پر حروف ابجد از ج تا ن درج ہیں اس طرح جملہ سو صفحات کی کتاب ہے لیکن وہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے کتاب مذکور کے صفحہ تین پر ملتی ہے۔'' (تصدیق احمدیت صفحہ ۶۲)

بظاہر کیسی بڑی غلطی پکڑی ہے کہ حوالے میں کئی سو صفحوں کا فرق نکل آیا۔ لیکن واقعہ کیا ہے جو اقتباس اول لیا گیا وہ سراج منیر کے صفحہ ۲، ۳ پر درج ہے۔ چنانچہ یہی حوالہ لکھا گیا کہ صفحہ ۲، ۳۔ کاتب نے وہ کوہ بنا دیا۔ اس طرح اصلی حوالہ صفحہ ۲، ۳ کتابت میں صفحہ ۳۵۲ جیسا بن گیا۔ لیکن مسودہ کی نظر ثانی میں سابقہ اقتباس مختصر کر دیا گیا صفحہ دو کی عبارت ترک ہو گئی۔ البتہ حوالہ میں صفحہ نمبر ۲ کا اندراج سہواً رہ گیا۔ تاہم بقیہ اقتباس صفحہ ۳ پر موجود ہے جو قادیانی صاحبان کو بھی تسلیم ہے۔ کتابت کی معمولی سہو پر بات کہاں سے کہاں پہنچا دی۔

غرض کہ قادیانی صاحبان نے اس قسم کی چند غلطیاں جا و بیجا جواب میں دھرا کر اپنے نزدیک بڑا کام کیا۔ یہ کتاب تو نہایت ناموافق حالات میں تیار ہوئی جو کتابیں پورے سامان واطمینان سے تیار ہوتی ہیں ان میں بھی غلط نامے شریک کرنے پڑتے ہیں قادیانی صاحبان کو تو اپنے جوابوں کی صحت پر بڑا ناز ہے۔ ملاحظہ ہو۔ تصدیق احمدیت کے صفحہ ۷۸ پر کیسے دعوے سے لکھتے ہیں کہ ''برنی صاحب نے الوصیہ میں جس عبارت کا حوالہ صفحہ دس پر دیا ہے وہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت صفحہ ۱۳ پر درج ہے۔'' حالاں کہ صفحہ ۱۳ پر اس عبارت کا پتہ بھی نہیں حوالہ وہی صحیح ہے جو تم نے لکھا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل اوپر درج ہے۔ قادیانی صاحبان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کے اعتراضات اور غلط بیانات سے علمی طبقوں میں خود ان ہی کا اعتبار گھٹ رہا ہے کہ اصل مباحث کو چھوڑ کر فضولیات کو طول دیتے ہیں خفیف باتوں کی آڑ لیتے ہیں۔

غلط حوالوں کی طرح اور بھی ملتے جلتے اعتراض کئے ہیں مثلاً ''تصدیق احمدیت'' کے صفحہ ۲۱۸ پر یہ کہ ''اسمع وَلدی'' ''سن بیٹا'' مرزا صاحب کا یہ کوئی الہام نہیں ہے۔ اور ترجمہ گویا ہم نے درج کر دیا۔ قادیانی صاحبان کے نزدیک نہ ہوگا۔ لیکن ''البشریٰ'' جو جناب مرزا صاحب کے الہامات کا سب سے جامع اور معتبر مجموعہ ہے اس میں نہ صرف یہ الہام بلکہ اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے چاہیں تو ملاحظہ فرمالیں۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹ اگر ترجمہ نہ ہوتا تو بھی شک کی گنجائش تھی کہ شاید سہو کتابت ہو بلکہ جس دوسری کتاب کے

حوالے سے اس الہام کو قادیانی صاحبان نے بدل کر ''اسمع داری'' لکھا ہے وہاں ترجمہ نہیں ہے کتابت کی خامی یا سنگ سازی کی خرابی سے ''ولدی'' بنجانا کچھ عجب نہیں۔ ''ولدی'' میں اس لئے کلام نہیں ہوسکتا کہ اس کی تائید میں اسی رنگ کے اور الہام بھی موجود ہیں جن سے قادیانی صاحبان بھی کسی طرح انکار نہیں کر سکتے مثلاً ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ مرزا صاحب کی خاص تصنیف ہے اس میں الہام معہ ترجمہ درج ہے۔ انت منی بمنزلۃ ولدی تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہیں۔'' اور مرزا صاحب کے مدارج بہت ترقی پذیر تھے ''بمنزلہ ولدی'' سے بڑھ کر ٹھیٹھ ''ولدی'' ہوگئے تو کیا تعجب ہے۔

ان غلطیوں سے اندازہ ہو سکے گا کہ قادیانی صاحبان جو دوسروں کی غلطیوں کا بڑے شدومد سے اعلان کرتے ہیں۔ ان میں کسی قدر غلط بینی ہوتی ہے اور کس قدر غلط بیانی۔

(۵) کتر بیونت

جناب مرزا صاحب کی کتابیں علمی نظر سے دیکھئے تو مباحث میں ابہام اور التباس کی کثرت ہے۔ طول کلام و تکرار بیان نے اور پیچیدگی بڑھا دی ہے۔ نتیجہ یہ ہے بحیثیت مجموعی قادیانی لٹریچر ایک بھول بھلیاں بن گیا اسی وقت کے مدنظر جناب مرزا صاحب اور ان کے خلفاء اور صحابہ کی اور تابعین کی کتابوں کا بغور مطالعہ کر کے اور ان ہی کے اقوال کو اقتباسات کی شکل میں یکجا ترتیب دے کر ان کے اعتقادات و اجتہادات ان کے اصول و مسائل کو علمی محاسبہ کے طور پر ''قادیانی مذہب'' کے نام سے شائع کر دیا۔

علمی طبقوں میں تو اس تالیف کی بہت قدر ہوئی اور ہو رہی ہے لیکن قادیانی صاحبان بہت بیزار ہیں۔ وجہ ظاہر ہے۔ لوگوں کو بطور خود قادیانی تحریک پر غور فکر کرنے کا موقع مل گیا۔ اور یہ طریق قادیانی صاحبان کے اغراض کے منافی ہے۔ اصل کتابوں کا مطالعہ تو کون کرتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ مصالح وقتی کے تحت وہ جس طرح اپنے اخبارات و رسائل اور جدید تالیفات میں مذہب پیش کریں لوگ بلا تحقیق اس کو اسی طرح مان لیں تو اسی میں کامیابی ہے۔

چنانچہ ناخوش ہو کر غلط حوالوں کی طرح کتر بیونت کا بھی قادیانی صاحبان نے الزام دیا ہے مدافعت اور معذرت کا یہ بھی ایک عام طریق ہے کہ اقتباس نامکمل ہیں، ناقص ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اول جامع مباحث قرار دیئے۔ ہر بحث کے ذیلی عنوانات قرار

دیئے۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ اقتباسات درج کئے اور پھر سب کو مناسب ترتیب دے کر یکجا پیش کیا۔ یہی تالیف کا علمی طریق ہے۔ تعلق کی حد تک پورے پورے اقتباسات پیش کئے گئے کئی کئی اقتباسات جمع کئے گئے تا کہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔ بخوبی تصدیق و توثیق ہو جائے اس پر بھی قادیانی صاحبان کتر بیونت کا الزام دیتے ہیں۔ شاید وہ چاہتے ہیں کہ بلا امتیاز غیر متعلق لمبی لمبی عبارتیں بھر دی جاتیں۔ چنانچہ انہوں نے تصدیق احمدیت میں ایسا ہی کیا بھی ہے تا کہ خلط مبحث برقرار رہے اور کوئی صحیح نتیجہ نہ نکلے۔

قادیانی لٹریچر بالخصوص مرزا صاحب کی تصانیف میں چونکہ ابہام والتباس اور انتشار بہت زیادہ ہے اس لئے جو کوئی مضمون وار اقتباسات انتخاب کر کے نکالے اس کو کتر بیونت کا الزام دینا کچھ دشوار نہیں ہے لیکن نظر انصاف سے دیکھئے تو کتر بیونت جس فن کا نام ہے اس میں خود جناب مرزا صاحب اور ان کی اُمت نے جس درجہ کمال دکھایا ہے اسلامی لٹریچر میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ قرآن میں، حدیث میں تفسیر میں۔ اکابر امت کی تصانیف میں کسی خوبی اور کس بیباکی سے کتر بیونت کی گئی تب کہیں اس مذہب کی صورت پیدا ہو سکی۔ یہ ایک مستقل بحث ہے جو انشاءاللہ آئندہ ایک جداگانہ کتاب کی شکل میں پیش ہوگی۔ اس سے واضح ہوگا کہ قادیانی تحریک اس درجہ کتر بیونت کی رہین منت ہے کہ اگر اس کا نام ہی کتر بیونت رکھ دیا جائے تو اسم بامسمیٰ ہو جائے۔ خود قادیانی جماعت کے دونوں فرقے قادیانی اور لاہوری آپس میں ایک دوسرے کو فن کا ماہر قرار دیتے ہیں۔

(۶) قادیانی غلط بیانی

خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصانیف سے اور خود قادیانی اکابر کی تصدیق و توثیق سے ذیل میں چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں ہر صاحب انصاف فیصلہ کر سکتا ہے کہ علمی معاملات میں قادیانی اخلاق کا کیا معیار ہے بڑی سے بڑی بے دیانتی اپنے حق میں جائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کی بے دیانتی پر گرفت کرے اس کو مورد الزام سمجھتے ہیں۔

اور قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو کہ کس طرح مرزا صاحب نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب میں اس درجہ تصرف کیا کہ لفظ محدث کے بجائے اپنی طرف سے لفظ نبی لکھ دیا۔ جب اس تحریف

کا پتہ چلا اور گرفت ہوئی تو قادیانی صاحبان نے کیا خوب جواب دیا۔ وھو ھذا:

''جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔'' (خط مطابق اصل کھینچا گیا۔للمؤلف)۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

''چونکہ قادیانی جماعت یہ مانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) واقعی نبی اللہ ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ حقیقۃ الوحی کے صفحات (۳۹۰۔۳۹۱) کو خصوصیت سے پیش کرتے ہیں اس لئے ان سے یہ مطالبہ بارہا ہو چکا ہے کہ وہ مجدد صاحب کا حوالہ مکتوبات میں سے دکھائیں جہاں مجدد صاحب نے کثرت مکالمہ ومخاطبہ کو جس میں پیش گوئیاں بکثرت ہوں نبوت قرار دیا ہو ایسے ملہم ومتکلم کو نبی اللہ لکھا ہے مگر وہ آج تک بھی مطالبہ کو پورا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔''

میں نے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد (قادیانی) سے بھی یہ سوال کیا تھا ان کا جواب سب سے عجیب تھا اور وہ یہ تھا کہ مجدد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہے مگر حضرت مسیح موعود نے خدا سے علم پا کر محدث کے بجائے نبی لکھ دیا ہے اور یوں مکتوبات کی غلطی کو درست کر دیا اور کہا کہ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو آنحضرت صلعم سے علم پا کر درست کر دیتے ہیں۔

مگر ہر عقلمند اس جواب سے اندازہ کر سکتا ہے کہ قادیانی علماء اصل مطالبہ کا جواب دینے سے کہاں تک عاجز ہیں۔ اور پھر یہ کس قدر معقول جواب ہے اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ کسی عبارت میں پہلے تو تحریف کر لی اور بعد میں جب پکڑے گئے تو کہہ دیا کہ خدا سے علم پا کر ہم نے تو اصلاح کر دی ہے۔ شاید یہود کے علماء بھی یہی کام

کرتے ہوں گے۔ مگر قرآن مجید نے تو ان کے متعلق **یحرفون الکلم عن مواضعہ** کا فتویٰ ہی دیا ہے۔

(لاہوری جماعت کے مولوی عمر الدین صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور نمبر ۳ جلد ۲۴ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

اولیاء اللہ کے کلام میں تصرف کرنا تو مرزا صاحب کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی یہ رسول اللہ ﷺ کے کلام میں بھی ان کو کچھ خوف وتامل نہ تھا۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادت القرآن میں صحیح بخاری کی طرف یہ حدیث منسوب کی ہے کہ ایام مہدی کے لئے آسمان سے ندا آئے گی۔ **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی** اس پر ماسٹر (محمد ادریس صاحب) مذکور لکھتے ہیں۔ ''کیا کوئی قادیانی اس حدیث کو صحیح بخاری میں دکھا سکتا ہے'' پھر لکھا ہے۔ ''ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے چہرے سے اس جھوٹ کو نہیں مٹا سکتا۔ اگر ہمت ہے تو میدان میں آئے اور اپنے گروہ کے چہرے سے اس جھوٹ کے دھبہ کو مٹائیے۔''

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۲ء نمبر ۱۰۰ جلد ۱۹ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) فرماتے ہیں:

''صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ:

ھذا خلیفۃ اللہ المھدی۔

(شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱ مصنفہ مرزا صاحب)

ہر معمولی سمجھ کا انسان اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ روانی قلم میں اگر کسی سے کوئی غلط حوالہ لکھا جائے تو وہ سبقت قلم کہلائے گا نہ کہ لکھنے والے کا جھوٹ۔ لیکن مولوی صاحب ہیں کہ عناد و بے جا مخاصمت کی وجہ سے اسے بھی جھوٹ ہی قرار دیتے ہیں .... اس سے ہر منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا شہادت القرآن صفحہ ۴۱ پر حدیث

مہدی کا حوالہ دینا آپ کا ایک محض سبقت قلم ہے جو کہ ایک کثیر التصانیف زودنویس شخص سے سرزد ہونا بعید نہیں لیکن ایک مولوی فاضل (مولوی ثناء اللہ صاحب) کا حوالہ کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا قابل حیرت واستعجاب ضرور ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

ایک طرف تو مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی اور رسول ہیں (خدانخواستہ) قرآن دنیا سے اُٹھ چکا تھا اور وہ اس کو دوبارہ دنیا میں واپس لائے اور دوسری طرف کم علمی اور کم توجہی کی یہ حالت کہ جس آیت کو جس طرح چاہا توڑ مروڑ کر لکھ دیا۔ نہ خوف نہ توجہ کہ آیات غلط نہ ہو جائیں۔ جب آیات کی عبارت تک غلط ہو تو معنی معلوم۔ یوں تو مرزا صاحب نے بہت سی آیات قرآنی کی عبارت میں تصرف کیا ہے۔ بطور نمونہ ذیل میں چند آیات مع توجیہ ملاحظہ ہوں:

"منجملہ ان اعتراضات کے ایک یہ اعتراض ہے جو بغرض جواب ہمارے پاس آیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیات تو تغیر وتبدل کر کے غلط لکھا ہے پھر حسب ذیل آیات پیش کی ہیں۔"

(۱) جنگ مقدس (مصنفہ مرزا صاحب) مطبوعہ بار دوم صفحہ ۶۷ ان **یجاهدوا فی سبیل اللّٰہ باموالهم و انفسهم**۔ (سورہ توبہ رکوع ۶)

(۲) ازالہ وہام (مصنفہ مرزا صاحب) بار اول صفحہ ۳۷۷، ۶۰۹ و **منکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا لعلم بعد علم شیئاً**۔ (سورہ حج پارہ ۱۷)

(۳) ازالہ اوہام بار اول صفحہ ۶۷۵ و **جعلنا منهم القردة و الخنازیر**۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۰۰ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء)

"(مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب نے آئینہ کمالات اسلام میں یہ آیت لکھی ہے۔

یایها الذین امنوا ان تتقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقانا و یجعل

لکم نوراً تمشون به۔"

ہمیں اس قسم کی باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے ہر ایک وہ شخص جو کتابت اور طباعت سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہے جانتا ہے کہ تحریروں میں کس قدر غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں لیکن ہمارے مخالفین جو اس قسم کی باتوں کو لے کر ہم پر اعتراض کرتے ہیں ان کے جواب میں ہمیں بھی بولنا پڑتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ جس امر کو وہ نہایت بددیانتی کے ساتھ ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں اس کے وہ خود بھی مرتکب ہوتے ہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۹۹ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۲۱ء)

رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب کے دو (۲) دو (۲) تین (۳) تین (۳) ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گذر چکا ہے پھر اب تک کیوں ان کی تصحیح نہیں کی گئی؟ سو اس کا جواب میں یہی دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سہو کاتب سے یا خود حضور سے بعض دیگر آیات سے تشابہ کے باعث غلط لکھی گئیں اور اس میں تین راز ہیں۔

(۱) تا غیر احمدی علماء کے عقول کا جائزہ لیا جائے کہ وہ سہو کاتب یا مؤلف سے سہواً غلطی ہو جاتی ہے اس کو عمداً تحریف قرار دے کر اپنے ہاتھوں تعلیم یافتہ طبقہ میں اپنی علمی پردہ دری کرتے ہیں۔

(۲) یہ کہ تا غیر احمدی علماء اچھی طرح جان لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں اور ان میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں ہوا بلکہ من وعن شائع کی جاتی ہیں۔

(۳) ابتداء سے خدا تعالیٰ کی حکمت نے یہی چاہا کہ حضور کی کتابوں میں بعض ایسی غلطیاں رہ جائیں تاکہ ہمیشہ کے لئے آپ کے اتباع کے پاس برہان یقینی رہے کہ آپ ایک بشر تھے اور سہو ونسیان جو

لازمہ بشریت ہے آپ اس سے خالی نہ تھے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء نمبر ۱۰۳ جلد ۱۹)

جبکہ خود مرزا صاحب کی تصنیفات میں ایسی صریح تحریفات موجود ہیں۔ اور قادیانی صاحبان ان کو نا قابل گرفت سمجھتے ہیں تو پھر گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیے کہ دوسروں کی کتابوں میں معمولی غلطیاں ڈھونڈ کر الزام دینا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب دبی زبان سے غلطیوں کے متعلق اپنے حق میں جو معذرت لکھ گئے ہیں۔ قادیانی صاحب اس کو فراموش نہ کرتے تو بے جا الزام دے کر رخصت نہ اٹھاتے۔ ملاحظہ ہو۔ عاقل را اشارہ کافی ست۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔''

''میری کتابوں میں سہو کتابت یا مجھ سے بحالت تغافل بعض معمولی غلطیاں ہوگئی ہیں۔'' (انجام آتھم صفحہ ۲۴۱ ترجمہ از عربی ملخصا)۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء نمبر ۱۰۳ جلد ۱۹)

(۷) ترتیب پر اعتراض

قادیانی صاحبان نے اپنے جوابات میں یا تو کم فہمی سے یا عمداً ایک اور غلط فہمی پیدا کرنی چاہی ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے اقتباسات کی ترتیب میں کتابوں کی صفحاتی ترتیب یا کتابوں کی زمانی ترتیب کی پابندی لازم نہیں رکھی مثلاً یہ کہ بعض اقتباسات جو کتابوں سے لئے گئے وہ ہم نے اپنی تالیف میں محل مناسب کے لحاظ سے بعد میں رکھے اور بعض جو کتابوں کے آخر سے لئے گئے وہ ہماری تالیف کے شروع میں اپنے محل پر درج ہوئے۔ علی ھذا جو کتابیں پہلے شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنے مضمون کے لحاظ سے ہماری تالیف کے آخر میں آئے جو آخر میں شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنی نوعیت کے سبب تالیف کے شروع میں بیٹھ گئے۔ لیکن یہ تو تالیف کی خصوصیت اور خوبی ہے کہ جو مباحث بیسیوں کتابوں میں بلا کسی معنوی اور زمانی ترتیب کے متفرق اور منتشر تھے ان کو مضمون وار ترتیب دے کر ایک علمی شکل میں یکجا کر دیا کہ پورا خاکہ پیش نظر ہو جائے دراصل قادیانی صاحبان کی یہی دلی خواہش ہے کہ ان کے مباحث میں اصلی ابہام والتباس اور انتشار برقرار رہے۔ اسی میں ان کی جیت ہے کہ مذہب کی پردہ داری اور قول وفعل میں

آزادی رہے۔ اس تالیف نے ترتیب کی مدد سے راہ نکال کر رازداری اور آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ قادیانی صاحبان اس ترتیب سے جس قدر بیزار ہوں معذور ہیں۔

(۸) جواب دہی کے قادیانی اصول

قادیانی صاحبان نے ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' کے متعلق جس حد تک جواب دہی کی ذمہ داری لی ہے اس کے اصول قابل ملاحظہ ہیں۔

(ا) ''حضرت اقدس اور آپ کے خلفاء کے سوا دیگر اقوال نا قابل توجہ ہیں۔'' (تصدیق احمدیت صفحہ ۷۷)

گویا جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول و میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے سوا باقی دوسرے قادیانی صاحبان کی کتابیں نا قابل توجہ ہیں۔ ان کی سند نہیں۔ اس لئے جواب دہی کی ضرورت نہیں خاص قانونی نکتہ ہے چنانچہ اس اصول کی مزید صراحت بھی کر دی گئی ہے ملاحظہ ہو:

''لیکن یہ بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تتمہ کتاب صفحہ ۷۹ پر جو مزید حوالہ جات برنی صاحب نے دیئے ہیں وہ نہ تو حضرت مرزا صاحب کی کتب کے نہ آپ کے خلفاء کی کسی کتاب کے ہیں اس لئے ان پر توجہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ بحث نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متبعین ان کو کیا کہتے ہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں اس لئے تتمہ کے حوالہ جات مطلقاً نا قابل توجہ ہیں۔'' (تصدیق احمدیت صفحہ ۷۷)

اس شرح کے آخر میں ضمناً اور کنایۃً دونوں خلیفہ صاحبان بھی بحث سے خارج ہو گئے۔ صرف مرزا صاحب کی حد تک جواب دہی باقی رہ گئی۔ یہ ضمنی کنایہ آگے چل کر خود بھی ایک اصول کی صورت میں واضح ہو گیا ہے۔ فی الحال اصول اول زیر بحث ہے۔

ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' کے تتمہ صفحہ ۷۹ پر جو مزید حوالہ جات درج ہیں اور قادیانی صاحبان کے نزدیک مطلقاً نا قابل توجہ ہیں معلوم ہے وہ حوالے کس کے ہیں۔ قادیانی صاحبان تو کیوں اس کو ظاہر کرنے لگے وہ حوالے جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے صاحبزادے میاں بشیر احمد صاحب ایم۔اے کے ہیں۔ مگر چونکہ وہ نہ خود مرزا

صاحب ہیں اور مرزا صاحب کے کوئی خلیفہ لہٰذا ازروئے قانون قادیان ان کے حوالہ جات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں یہ سچ ہے کہ وہ خلیفہ نہیں اور قادیانی ضابطہ میں ان کا قول قابل توجہ نہیں لیکن انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔ اول تو صاحبزادے دوسرے ایم۔اے آج کل کی تعلیم کچھ ہنسی کھیل نہیں۔ اس کی تصدیق تو خود خلیفہ صاحب بھی فرما سکتے ہیں۔

"جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی ایسا جو بہت فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی وگرنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں۔ وہ ہوں...... اور واقعی یہ امر واقعہ ہے ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا میری صحت کمزور تھی اور اطباء نے کہا تھا اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے وگرنہ اسے سل ہو جائیگی۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۱ نمبر ۱۳۸ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء)

بہرحال جناب مرزا صاحب کے ایک صاحبزادے کے اقوال کی تائید کرنا اور محض قانونی عذر پر دوسرے صاحبزادے کے اقوال "مطلقاً" ناقابل توجہ قرار دینا سراسر انصاف کے خلاف ہے البتہ جواب دہی نہ ہو سکے تو یہ دوسری بات ہے۔

خیر مرزا صاحب کے ساتھ خلفاء کو شریک کر لیا یہ بھی غنیمت تھا لیکن جیسا کہ پہلے اصول کی شرح میں ضمنی اشارہ کیا گیا تھا۔ دوسرے اصول کے تحت خلفاء کے حوالہ جات بھی ناقابل توجہ قرار دیئے گئے۔ صرف مرزا صاحب کا ذمہ باقی رہ گیا۔ کیسی بااصول کتر بیونت ہے۔ قانونی دماغ ان اصولوں سے خوب واقف ہیں۔ مقدمات کی جواب دہی میں ان سے بہت پناہ ملتی ہے۔ بہرحال دوسرا اصول بھی ملاحظہ ہو:

"(۲) جناب برنی صاحب نے اپنی کتاب کے تتمہ صفحہ ۹۰ میں اسی عنوان کے تحت کلمۃ الفضل اور حقیقۃ النبوۃ کے چند حوالے مزید دیئے ہیں ان میں کوئی حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا نہیں حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے بس یہی حوالے تھے اور ہمارے لئے ضروری نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے علاوہ بقیہ تمام احمد لٹریچر کے حوالہ جات پر کوئی بحث کریں۔"

(تصدیق احمدیت صفحہ ۱۳۱)

اصول واقعی بہت خوب ہے اس میں بڑی عافیت ہے۔ لیکن صاحبزادوں کا معاملہ ہے دبی زبان سے اقرار کرنا پڑا کہ کلمۃ الفصل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کے قلم سے ہے اور حقیقۃ النبوۃ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تصنیف ہے لامحالہ اصول دوم کے خلاف حقیقۃ النبوۃ کی برائے گفتن تائید بھی کرنی پڑی مثلاً یہ کہ حقیقۃ النبوۃ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے حضرت رسول مقبول ﷺ کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے نہ کچھ اور............ (گویا جواب ہو گیا)۔

لیکن سب سے بہتر تیسرا اصول ہے کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات پر بھی بحث کو غیر ضروری سمجھا جائے خاص کر جہاں معاملہ نازک ہو جائے اس اصول کے بعد جواب دہی بہت سہل اور معقول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۴:

"(۳) اس کے بعد فصل چہارم میں برنی صاحب نے مرزا صاحب کے ارشادات کے اقتباسات دیئے ہیں جن پر ہم کوئی بحث ضروری نہیں سمجھتے ہیں ہم نے کافی طور پر برنی صاحب کی خیانت اور تحریف کو فصل اول تا سوم کی تنقید میں ثابت کر دیا ہے۔ اب اس فصل کے ذیلی عنوانات جو کچھ زیادہ تر اہمیت نہیں رکھتے ان پر تنقید غیر ضروری اور موجب طوالت ہوگی۔ اس لئے ان تمام حوالہ جات سے جو اس فصل کے عنوان نمبر ۱ کے تحت حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے دیئے ہیں کوئی قابلِ اعتراض بات پیدا نہیں ہوتی زیادہ سے زیادہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ آپ اپنے تئیں رسول مقبول ﷺ کا بروز ظاہر کرتے ہیں گویا ظہور خود ذات پاک آنحضرت صلعم ہی کا ہے" (اور قادیانی صاحبان کے نزدیک یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور اس کا کوئی جواب بھی نہیں۔ للمؤلف) حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہم فصل دوم عنوان نمبر ۵ کی تنقید میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں۔" حالانکہ فصل دوم میں نمبر ۵ کا عنوان ہے۔ "تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت" اور فصل چہارم میں نمبر ۱ کا عنوان ہے۔ "حلول اور اتحاد کی حقیقت" ان دونوں مباحث میں کیا ربط ہو سکتا

ہے۔اس کے سوا فصل دوم کے عنوان نمبر ۵ کی تنقید میں اس امر کا ذکر تک نہیں تاہم پیچھا چھڑانے کیلئے لکھ دینے میں کیا مضائقہ ہے۔اصل مقامات کا کون مقابلہ کرتا ہے۔اسی طرح کام چلتا ہے۔للمؤلف)۔

بہر حال تینوں اصول قابل داد ہیں۔اول تو یہ کہ صرف مرزا صاحب اور خلفاء صاحبان کے حوالہ جات کا جوابات دیں گے۔دیگر قادیانی تصانیف قابل توجہ نہیں۔دوم یہ کہ صرف مرزا صاحب کے حوالہ جات کا جواب دیں گے خلفاء کی کتابیں بھی قابل توجہ نہیں۔سوم یہ کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات کا بھی جواب ضروری نہیں۔اس میں بھی طوالت کا خوف ہے۔اور پھر ہمارے نزدیک کوئی بات قابل اعتراض نہیں جس کے جواب کی ضرورت ہو دوسروں کو اعتراض ہوتو ہوا کرے ہم پر کیا ذمہ ہے۔

یہ تین زرّیں اصول ہیں جن سے حسب مواقع جواب دہی میں کام لیا گیا ہے۔قانون میں بھی امور متعلقہ اور غیر متعلقہ کی بحث بہت نازک مانی جاتی ہے اور ہوشیار وکلاء اس سے بہت کام نکالتے ہیں۔

ان اصولوں کے ہوتے ہوئے اگر کسی قادیانی صاحب کی کتاب کا باریک حوالہ پیش کیجئے تو اس کو گالی سنوایئے۔مثلاً ملاحظہ ہو:

''الہامی حمل کے عنوان میں قاضی یار محمد (صاحب قادیانی) کے ایک رسالہ اسلامی قربانی کا حوالہ ہے جو ہم پر قابل پابندی نہیں۔وہ ایک مجنوں شخص تھا جو چاہے لکھ دے اس کی کوئی اصلیت نہیں۔'' (اللہ رے عتاب۔للمؤلف)۔(تصدیق احمدیت صفحہ۱۷۳)

جب اچھے اچھے قادیانی صاحبان کی کتابیں جن میں جناب مرزا صاحب ہی کے مذہب کی تائید اور تشریح پیش کی گئی ہے ''مطلقاً ناقابل توجہ'' ہوں تو قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب سید بشارت احمد صاحب کی یہ کتاب ''تصدیق احمدیت'' کس نظر سے دیکھی جائے۔جو حیثیت ہے ظاہر ہے اگر یہ کہا جائے کہ اس کتاب کی تالیف میں چند بہتر دماغ بھی شریک ہیں لیکن اظہار مناسب نہیں تو کم از کم اپنے نام کے ساتھ وغیرہ لکھنا ضرور تھا کہ دیانت کا کچھ تو حق ادا ہو جاتا اور لوگوں کو بھی اعتبار رہتا۔

بہر حال جواب دہی کے یہ خاص اصول ہیں ان کے علاوہ جو مزید تاویلات کی

جاتی ہیں اور ان کی جو نوعیت ہوتی ہے ان کے چند نمونے خود تصدیق احمدیت میں درج ہیں ناظرین خود ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

(۹) قادیانی تحریک کی ترکیب

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے مدارج اور اپنی فضیلت کے جو دعوے کئے ہیں اور اپنی شان کو جس حد تک بڑھایا ہے اس کے متعلق کافی اقتباسات قادیانی مذہب میں درج ہیں۔یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔لیکن مرزا صاحب نے ایک بڑی دور اندیشی کی وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کی شان مبارک کو اپنی شان کے واسطے اس طرح پردہ بنایا کہ اس کی آڑ میں جہاں تک جی چاہے بڑھیں۔کوئی روک ٹوک نہ کر سکے بلکہ نبی کریم ﷺ کی شان مبارک کی تعظیم میں لوگ مرزا صاحب کی ملحقہ شان کو بھی لامحالہ تسلیم کرلیں۔متبعین نے بھی یہی طرز اختیار کیا چنانچہ کثیر مثالوں میں سے ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو:

احمدِ ماشد چرا فخر الرسل   زانکہ دارد مقتدائے مصطفےٰ
گشت غالب برہمہ ادیان زال   بود دردستش لوائے مصطفےٰ
غیرت اے مردم مسیح ناصری   جانشین گردد بجائے مصطفےٰ
زابن مریم بہ غلامِ احمد ست   رہبر اُمت برائے مصطفےٰ

(نظم قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی پشاوری مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۸جون ۱۹۳۵ء)

اس کے سوا جداگانہ طور پر بھی نبی کریم ﷺ کے حضور، نظم اور نثر میں کافی عقیدت اور نیاز کا اظہار کر دیا ہے چنانچہ قادیانی صاحبان اس کلام سے خوب کام لیتے ہیں۔جہاں مرزا صاحب کے بیجا دعوؤں پر کسی نے گرفت کی فوراً جواب میں کوئی نعت سنا دی یا کوئی عقیدت نامہ پڑھ دیا کہ جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی ایسی محبت ہو۔ایسا ادب ہو اس کے دعوؤں پر اعتراض کرنا کہاں تک قرین انصاف ہو سکتا ہے۔واقعی کیسا معقول عذر ہے کچھ ایسا فتویٰ معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر شراب میں زمزم شریف ملا دیا جائے یا شراب کی بوتلوں کے ساتھ زمزم شریف کے شیشے بھی رکھ دیئے جائیں تو پھر شراب پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

علی ہذا اہل بیت اطہار اور بالخصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں تھوڑی سی مدح اور ہمدردی لکھ دی اس کے بعد جس قدر بھی گستاخی کی جائے بجا ہے۔ بے ادبی کی جائے روا ہے عذر یہ کہ شیعوں کا جواب ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دبی زبان میں اعتراف کر لیا اس کے بعد یہودیوں کے پردے میں جو چاہا سو کہا۔ حضرت مریم علیہا السلام تک کو نہ چھوڑا۔ عذر یہ کہ پادریوں کا جواب ہے اور نظر غور سے دیکھئے تو اپنی فضیلت کا حساب ہے اور کچھ نہیں۔

اگر مرزا صاحب کو حد پر رد کئے اور غلطیوں پر ٹوکئے تو پھر انبیاء کی بھی خیر نہیں بیدریغ سب پر ہاتھ صاف ہوتا ہے۔ زبان بندی کی آسان ترکیب ہے۔

(۱) اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رو سے ان کو اسلام سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اگر ان کے دل میں تقوائے ہوتی تو ایسا اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

سب سے بڑا دعویٰ اشاعت اسلام کا ہے۔ دین میں جو تفرقہ اور فساد پیدا کیا جا رہا ہے ظاہر ہے۔ لیکن شکایت کیجئے۔ تو یہی جواب ملتا ہے کہ اشاعت اسلام کون کر رہا ہے اشاعت کا ماحصل دیکھئے تو یہی کہ اسلام میں شدید اختلاف نمودار ہو۔ مسلمانوں میں فساد پھیلے اور اس کے معاوضہ میں کچھ دور افتادہ نومسلموں کی فہرستیں شائع ہو جائیں جن کے دین وایمان سے وہ خود ہی خوب واقف ہیں۔

غرضکہ خوش عقیدگی کی رشوت دے کر یا بے ادبی کی دھمکی دے کر مسلمانوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ یا تو مروتاً ہاں میں ہاں ملا دیں یا سکوت اختیار کریں تاکہ قادیانی تحریک کی تبلیغ بلا روک ٹوک جاری رہے۔

(۱۰) اُمت محمدی پر فضیلت

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب جب قادیانی صاحبان کے نزدیک مسیح موعود اور مہدی معہود بن گئے تو گویا اُمت محمدی میں سب سے افضل ہو گئے۔ کھلی منطق ہے:

" جیسا کہ ہم اور ظاہر کر چکے کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں سب سے افضل ہوں گے اس لئے ہم کو ان دونوں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) رضوان اللہ علیہما کے مرتبہ اور ان پر مسیح موعود کی فضیلت کی نسبت لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" "حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل سنت و الجماعت کے خطبات جمعہ میں علانیہ اس عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے کہ افضل البشر بعد الانبیا بالتحقیق تو جب مسیح موعود مہدی معہود ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں گے تو ظاہر ہے کہ بقیہ تمامی اُمت سے بھی افضل ہوں گے اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ ہے اور اس کی وجہ سے کوئی ہتک ان حضرات اہل بیت کی نہیں ہوتی تو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی فضیلت تو بدرجہ اولیٰ قابل تسلیم ہے۔ اور نا قابل اعتراض ہے اور جب ان تمام حضرات پر فضیلت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی عقیدتاً مسلم ہو گئی تو دیگر اولیاء اُمت اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہم کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔" (تصدیق احمدیت صفحہ ۱۴۴)

(۱۱) حضرت آدم پر فضیلت

جناب مرزا صاحب نے حسب عادت منجملہ دیگر انبیاء کے حضرت آدم پر بھی اپنی فضیلت ظاہر کی ہے۔ غنیمت ہے کہ قادیانی صاحبان اس کو ایک سنگین الزام سمجھتے ہیں مگر مرزا صاحب کو اس الزام سے بری قرار دیتے ہیں۔ ان کی تاویل ہے کہ جو اقتباس کتاب

"قادیانی مذہب" میں درج ہے اس سے مرزا صاحب کی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اظہر ہے لیکن آخر وکالت بھی تو کوئی چیز ہے بہر حال مضائقہ نہیں۔ دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو۔ شاید اس کا مطلب عقل میں آجائے۔ تاہم مرزا صاحب کے حق میں سنگین الزام تسلیم کرنا قادیانی صاحبان کے واسطے سخت دشوار ہے۔

"آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے۔" (ترجمہ)

"آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح امم اس لئے آیا کہ ان کو دار فنا کی طرف واپس لوٹائے اور ان میں سے اختلاف ومخاصمت، تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انہیں اتحاد ومحویت نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے اور مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ہو بالآخر میں اشارۃ کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ کائنات کے آخر ہونے کی علامت ہے۔"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ (مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) بروز کی تشریح

جناب مرزا صاحب نے بروز سے جو مطلب نکالا ہے قادیانی صاحبان نے تصدیق احمدیت میں یا تو کم علمی یا مصلحت سے اسے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں تاویل کی گنجائش نہیں، ہماری کتاب قادیانی مذہب میں صاف صریح اقتباسات موجود ہیں۔ ذیل میں ہم مزید تشریح خود قادیانی صاحبان اور جناب مرزا صاحب کی طرف سے پیش کرتے ہیں:

"بعض دوستوں نے بروز کے معنی صرف ادنیٰ مشابہت کے سمجھے ہیں چونکہ اس خیال سے حضرت مسیح موعود کی اصلی شان دنیا پر ظاہر نہیں ہوتی حالاں کہ اسی شان فہمی پر آپ کے ماننے نہ ماننے کا مسئلہ موقوف ہے۔ اس لئے میں آپ ہی کی تحریروں سے دکھانا چاہتا ہوں کہ آپ کن معنوں میں بروز سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ و

السلام ہونے کے مدعی تھے۔

..........اس مسئلہ کو حضور نے خطبہ الہامیہ میں خوب واضح کیا ہے جو لفظ بہ لفظ یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ برادرانِ طریقت کے اطمینان قلب کا موجب ہو اور دوسروں پر اپنے مسیح کی شان واضح کرسکیں:

..........اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا اور پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا۔ خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کیلئے اور اپنے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں (غلام احمد قادیانی) وہی مظہر ہوں پس ایمان لاؤ اور کافروں میں سے مت ہو..........

پس اگر تو عقل مند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے..........

بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اس تشریح نے کالشمس فی النہار ظاہر کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت آنحضرت ﷺ کی بعثت ہے اور صرف فنافی الرسول کا درجہ مراد نہیں جو اولیائے محمدیہ میں سے بہتوں کو نصیب ہوا اور نہ مثیل کا جس میں تھوڑی سی مشابہت بھی کافی ہوتی ہے۔ بلکہ یہاں تو معاملہ ہی جدا ہے۔" (تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۸ نمبر ۱۲ ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء)

قادیانی صاحبان اکثر دوسروں کو یاد دلاتے ہیں مرنا ہے۔ خدا کو منہ دکھانا ہے۔ کبھی

کبھی تاویل کرتے وقت خود بھی اگر عاقبت کو یاد کرلیں تو شاید ان کے حق میں بہتر ہو۔

(۱۳) مرزا صاحب کی نبوت

قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کی نبوت کی جو ضرورت بیان فرمائی ہے اس کے مدنظر وہ اپنی مصلحت سے مجبور معلوم ہوتے ہیں۔ اگر نبوت سے دست برداری دیتے ہیں تو مسیحیت بھی جاتی ہے اور بقول قادیانی صاحبان اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پائے تو سارا قصہ ہی تمام ہو جائے۔" اس لئے مسیحیت منوانے کے واسطے نبوت کا دعویٰ لابد ہو گیا چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا مدعی ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہے۔ اگر حضرات مرزا صاحب کہیں کہہ دیتے کہ میں نبی نہیں ہوں تو ان کا دعویٰ مسیح موعود اس طرح با آسانی رد کیا جا سکتا تھا کہ ہم کسی ایسے مسیح کے منتظر نہیں کئے گئے جو نبی نہ ہو۔ اس لئے اصل بحث طلب دعویٰ حضرت کا دعویٰ مسیحیت ہے اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پا جائے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔" (تصدیق احمدیت صفحہ ۳۹)

اب نبوت کی تشریح ملاحظہ ہو:

"اس لئے احمدیوں میں سے کوئی شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اُمت محمدیہ میں سے الگ ہو کر کوئی ایسے نبی تھے جو براہ راست خدا سے ہدایت پا کر اپنا علیحدہ مذہب اور شریعت لے کر آتا ہے۔" (تصدیق احمدیت)

"میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔"

(القول الفصل صفحہ ۳۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ کی چادر اور دوسرے کو پہنائی گئی اور وہ خود ہی

آئے ہیں۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

"اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت اخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی) مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز صفحہ ۱۵۸ نمبر ۴ جلد ۱۴۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی منقول از اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

(۱۴) حمل کی بحث

جناب مرزا صاحب کے حمل کا ماجرا بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن قادیانی صاحبان کا بیان ہے کہ تصوف میں یہ بھی ایک مقام ہے چنانچہ اسی رعایت سے ہم نے بھی عنوان الہامی حمل رکھا ہے۔ خالی حمل میں مغالطہ کا اندیشہ تھا۔ بہر حال قادیانی تصوف کے نکات ملاحظہ ہوں:

"اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدائے تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا ہے۔"

(اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام............
مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قادیانی صاحبان مرزا صاحب کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب کو مجنون بتاتے ہیں۔ نزلہ برعضوِ ضعیف می ریزد۔ قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کے حمل کی ایک نظم بھی درج کی ہے اور فرمائش کی ہے کہ جس کو ذوق تصوف سے سنے اور سر دھنے۔ یہ تصوف ان ہی صاحبان کو مبارک ہو۔ انہیں اختیار ہے۔ سر دُھنیں یا ٹپکیں۔

(۱۵) حضرت مسیح کی شان

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے۔ اشتہار بازی ہوئی۔ گالی گلوچ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی۔ مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سب سے زیادہ مشہور عبداللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اول مرزا صاحب نے اس سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کہ اتنے عرصے کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مرجائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود وہ پیشگوئی کی تاریخ پر نہ مرا۔ بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا چنانچہ ایک چشم دید یادگار مولوی رحیم بخش صاحب قادیانی ایم' اے نے اپنے والد صاحب (مرزا صاحب کے ایک صحابی یعنی ماسٹر صاحب قادر بخش قادیانی) کے حالات میں لکھی ہے جو ذیل میں پیش کرتے ہیں بہت سبق آموز ہے:

"۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش) صاحب قادیان میں تھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت (مرزا صاحب) اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مرجائے گا مگر جب سورج غروب ہو گیا تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش

صاحب) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاش اور انشراح صدر پیدا ہوگیا۔ اور ایمان تازہ ہوگیا (ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جا کر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے ایک گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے۔ لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقعہ میں یہ مرگیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں۔ آج نہیں تو کل مرجائے گا۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۲۵ نمبر ۳۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء)

بعد کو اس پیشین گوئی پر بڑا ہنگامہ مچا۔ لوگوں نے مرزا صاحب کو بہت چھیڑا اور خوب گالیاں کھائیں۔

دوسری غلط پیشین گوئیوں کی طرح اس کی تاویل کو بھی بہت کچھ طول دیا گیا اور سخن پروری کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ بہرحال ان قصوں میں لامحالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں لپیٹ میں آ گئے۔ عیسائیوں کی طرف سے دل جلا ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے خوب دل کا بخار نکالا اور دل کو یوں سمجھا لیا کہ عیسائیوں کے مسیح اور مریم کو برا کہتا ہوں اور عیسائیوں سے بدزبانی کا بدلہ لیتا ہوں اس روداد کو جاننے کے بعد سمجھ میں آسکے گا کہ یہودیوں کے پردے میں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں اس درجہ گستاخی کیوں اختیار کی۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

"ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتح گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے پھر اپنی پہلی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا خط لکھا ہے۔ جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لے کر ذکر بھی درمیان میں لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ سو ہم اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالۂ ضیاء الحق اور رسالۂ انجام آتھم میں دے چکے ہیں.......... یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ

خدا ہے اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیشگوئی کے برابر در ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔''

''عیسائیوں نے بہت سے آپ (حضرت عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا............ ممکن ہے اپنے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شبکور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے............ اس تالاب سے آپ کے معجزات کو پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ تھا اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ اور نہ تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔''

'' آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دئے۔ اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے؟''

'' بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کوئی غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳ تا ۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب تک تو یہ عذر تھا کہ ہم عیسائیوں کے یسوع کو برا کہتے ہیں۔ اب اسلام کے عیسیٰ پر کیا عنایت ہوتی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

'' اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بجز اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر پر لکھ دیا ہے۔''

'' غرض قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو رفع نہیں کر سکتے صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں۔ مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ کتاب نزول المسیح صفحہ ۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مندرجہ بالا اقتباسات پڑھنے سے واضح ہوگا کہ در پردہ مرزا صاحب کو اپنی پیش گوئیوں بالخصوص آتھم والی پیش گوئی کے غلط ہونے کی خفت ہے۔ لوگوں کے طعن و تشنیع کا ملال ہے اور وہ کس طرح باتوں باتوں میں عیساں کے دل جلانے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنا غصہ نکالتے ہیں۔

مگر مرزا صاحب کی ستم ظریفی کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

'' اور مفسد مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا

ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم نے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا؟ اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی؟ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔''

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اللہ رے بیباکی کیسے طنز آمیز کنایات ہیں کہ ایمان لرز جائے لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک سب بجا ہے اور درست ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ قادیانی اخلاق میں بہت وسعت ہے۔ لیکن مرزا صاحب بات کو اس حد تک بڑھاتے ہیں ان کو دلی منشاء سمجھنے میں کسی شک کی گنجائش نہ رہے استغفر اللہ۔

''پانچواں قرینہ ان کے یعنی افغانیوں کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔''

(ایام الصلح صفحہ ۶۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

''بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کرادیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کرادیا۔ تا کہ خدا کے مقدس گھر پر لعنتہ چینیاں نہ ہوں کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام یسوع رکھا گیا۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی

بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔''

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ حاشیہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا قادیانی صاحبان سے توقع ہو سکتی ہے کہ مطلب سمجھیں اور استغفار کریں۔

(۱۶) کنوئیں میں چنے

مرزا قادیانی صاحب کو پیش گوئی کا بڑا دعوی تھا اور اس کو اپنی نبوت کا بڑا کمال سمجھتے تھے معرکہ کی پیش گوئیوں میں آتھم کی پیش گوئی بھی بہت مشہور ہے چنانچہ اس کا مختصر ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس پیش گوئی کی خاطر مرزا صاحب نے کیا کیا کوششیں کیں۔ ذیل کے ایک واقعہ سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اسی سے مرزا صاحب کی ذہنیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یوں بھی ایک لطیفہ ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے فرمائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔ (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جائینگے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر

جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی
آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر
پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۵۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیان)

(۱۷) حقِ ایجاد

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور کی بحث پر قادیانی صاحبان نے ہم کو مسیحی پادریوں سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ وہ واقف ہیں کہ دو دور کی بحث خود ان کے خلیفۂ قادیان میاں محمود احمد صاحب کی ایجاد ہے۔ خلیفہ صاحب اسی ایجاد پر جناب مرزا صاحب کی نبوت کی بنیاد جماتے ہیں۔ اپنے مذہب کی ساری عمارت بناتے ہیں جس کو دیکھ کر غیر تو غیر خود مآل اندیش قادیانی بہت واویلا مچاتے ہیں کہ ہائے میاں صاحب کیا غضب ڈھاتے ہیں۔

بہر حال مسیحی پادریوں سے مشابہت کا جو کمال ہے وہ خود خلیفہ صاحب کا حصہ ہے اور کوئی اس میں کیونکر شریک ہو سکتا ہے۔ اول تو دو دور کا حق ایجاد ان ہی کو حاصل ہے۔ دوم خود ان کے والد صاحب مسیح موعود تھے اور پہلے مسیح سے افضل تھے لہٰذا افضل مسیح کا بیٹا اور خلیفہ تو بڑے بڑے مسیحی پادریوں سے بڑھ کر ہوا چہ جائیکہ قادیانی صاحبان اپنے بے توفیقی سے ان کو مسیحی پادریوں کے برابر مشابہ ماننے میں بخل کریں۔

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی خاص تحقیق ہے۔ اگرچہ لاہوری جماعت کا تو اب بھی اس دورنگی سے انکار ہے۔ ملاحظہ ہو:

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے پس .... یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے (مرزا صاحب) نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلطی ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۸) قادیانی لام

"تصدیق احمدیت" کے بعض حصے اپنی یبوست اور سخن سازی کے لحاظ سے سراسر قانونی جواب دعویٰ معلوم ہوتے ہیں جن میں حق ناحق سے بڑھ کر مقدمہ کی ہار جیت کا جذبہ غالب ہے وکالت میں پختہ کاری کا حق ادا کیا گیا ہے۔ باقی حصے مضمون نگاری کے ادنے نمونے ہیں تاہم کہیں کہیں انشا پردازی کی کوشش نظر آتی ہے چنانچہ ایک جگہ ہم پر خوب لام باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"یہ ہے برنی صاحب کے تصرف کا حال اس کی ایک اور مثال ان کا
باطل خیال غریب کم علم لوگوں کے لئے جال اور حق کو دبانے کی ایک
چال جو انشاء اللہ ایک دن ضرور لائے گی ان پر وبال۔"

(تصدیق احمدیت صفحہ ۱۳۵)

جن صاحب نے بھی ہمت کی۔ داد کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر محض قیاس آرائی کے بجائے واقعات پر طبع آزمائی کرتے تو عبارت اور مضمون میں بہت اصلاح ممکن تھی مثلاً:

ملتے ملتے رہ گیا مال۔ اگلی باتیں خواب و خیال۔ روز و شب ہے یہی ملال۔ کیسا آ گیا زوال۔ سنبھلنا ہو گیا محال۔ حواس نہیں رہے بحال۔ کہ نظر آ گیا مآل۔ انفعال انفعال۔ انفعال۔ انفعال۔

(۱۹) قرآن احکام

قادیانی صاحبان جو صاف صاف قرآن کریم کی گرفت میں آئے تو بہت گھبرائے لیکن سورہ توبہ میں اپنا حال پڑھ کر بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ حسب عادت گریز اختیار کیا۔ کچھ ہماری تضحیک کچھ قرآن کریم کی تاویل۔ مگر اس درجہ بے اختیار و بے محل کہ حرکت مذبوحی معلوم ہوتی ہے۔ آخر یہ فرار کب تک۔ آج نہیں تو کل حقیقت کھل جائیگی زبان درازی کام نہ آئے گی۔ بلکہ انجام بد دکھائے گی۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں کاموں پر اتراتے ہیں۔ ان میں دو جماعتیں ہیں۔ لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً

نرم ہیں۔اور قادیانی سخت حتیٰ کہ وہ اسلام میں صرف اپنا حق بتاتے ہیں۔تمام مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔رشتے ناتے۔غمی شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں۔خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں۔مرزا صاحب اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں۔نبوت اور رسالت تک جاتے ہیں۔بڑے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں۔جن سے ایمان لرز جاتے ہیں۔یہ لوگ ان کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں۔مگر ٹوکئے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں۔گویا اُلٹی خیر خواہی جتاتے ہیں۔

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعوں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصل حقیقت عیاں ہو جائے۔سو بطفیل نبی کریم ﷺ اس بارے میں جو ایما ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے۔گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا۔اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں تو مایوسی ہے۔

من کان فی هٰذه اعمٰی فهو فی الاخرة اعمی و اضل سبیلا (۸/۱۵) نعوذ بالله من ذلك.

قرآنی احکام ملاحظہ ہوں۔سبحان اللہ کیا اعجاز ہے۔

آیات

و قل اعملو افسیری الله عملکم و رسوله و المومنون و ستر دون الی عالم الغیب و الشهادة فینبئکم بما کنتم تعلمونۚ و 'اخرون مرجون لامر الله یعذبهم و اما یتوب علیهم و الله علیم حکیم○ و الذین اتخذوه مسجدًا ضرارًا و تفریقًا بین المومنین و ارصادًا لمن حارب الله و رسوله من قبلؕ و لیحلفن ان اردنا الا الحسنٰی و الله یشهد انهم لکذبون○ (سورہ توبہ رکوع ۱۳)

ترجمہ

کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کی جانب جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ تم کو جتا دے گا جو تم کر رہے تھے اور کچھ وہ لوگ

ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر۔یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بنا کھڑی کی ہے ایک جدا مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے۔اور اب قسم کھانے لگیں گے کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں۔

کاذبین کی حقیقت قرآن کریم سے بخوبی واضح ہوگئی۔العنۃ اللہ علی الکاذبین. جو قادیانی صاحبان ہمیشہ ورد کرتے ہیں یہ تو صریح خودکشی ہے اس کے بجائے توبہ اور استغفار کریں تو ممکن ہے کہ فتنہ سے خلاصی ہو کر پھر ہدایت نصیب ہو۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتنہ سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب.

و آخر دعوٰنآ ان الحمد لله ربّ العلمین○

و الصلوٰة و السلام علی سید المرسلین خاتم

النبیین و علے آله و اصحابه اجمعین

برحمتك یا ارحم الراحمین○

باب سوم

خاتمہ

فصل تیرھویں

قادیانی خلافت

(ا) ابن الوقتی

''بشارت احمد'' کا خاتمہ تکمیل کو پہنچ کر پہلے ہی شائع ہو چکا تھا۔ بعد کو یہ خاتمہ بشارت احمد میں بھی شامل رہا۔ یہ خاتمہ واقعی خاتمہ ہے کہ اس میں سخن سازی ختم کر دی گئی۔ بہت سبق آموز ہے ایک طرف بڑے اہتمام سے مسلمانوں کی کمزوریوں اور خرابیوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ قادیانیت کی ضرورت تسلیم ہو جائے دوسری طرف بڑی دلسوزی اور ہمدردی کا اظہار ہوا ہے کہ قادیانیت سے امداد لی جائے۔ مطلب یہ کہ گویا ہدایت اور ترقی قادیانیت سے وابستہ ہے۔ اور مسلمان قادیانیت کے محتاج ہیں مگر اس ضمن میں مسلمانوں کی بہی خواہی اور خیر طلبی کے جو جذبات دکھائے ہیں مسلمانوں سے بے اعتنائی اور کشیدگی کے جو شکوے کئے ہیں۔ اور اپنی طرف سے اتحاد و تعاون کی جو خواہش ظاہر کی ہے ان کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ آخر ابن الوقتی کی کوئی حد بھی ہے۔ کجا وہ نبوت کے دعوے اور مسلمانان عالم کی تکفیر۔ اسلامی ممالک کو طرح طرح سے ستانے کی تدبیر۔ مسلمانوں سے تعلقات کی ممانعت۔ بات بات میں مخالفت۔ اپنے اثرات پر غرور۔ زعم کے نشہ میں چور۔ یا اب جو سما بدلا اور نشہ ہرن ہوا تو جو مسلمان کافر تھے۔ معتوب تھے۔ اب انہی کی دوستی مطلوب ہے۔ اور دیدہ دلیری یہ کہ قادیانیت بھی موجود ہے۔ کل کی بات ہے قادیانی دماغ ملاحظہ ہو۔

> ''آپ نے یہ کس طرح سمجھ لیا کہ ہم آپ ایسے لوگوں سے کسی اسلامی سلوک کی امید رکھتے ہیں۔ ہمارے تو وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا کہ آپ لوگ اسلامی سلوک کرنے کے قابل ہیں یا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ لوگ جو ایک نبی وقت (مرزا صاحب) کے منکر ہیں مسلمان ہی نہیں اور جب ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے تو پھر ان سے اسلامی سلوک کی توقع کیا۔ یہ آپ کو غلط فہمی

ہوئی ہے کہ ہم اسلامی سلوک کے امیدوار ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۶۹ تا ۷۰ مورخہ ۲۶ فروری تا ۲ مارچ ۱۹۱۸ء)

ہم نے شروع ہی ''قادیانی مذہب'' کی تمہید اول میں بتا دیا تھا کہ قادیانیت کا ظاہر و باطن بالکل برعکس ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں۔ دکھانے کے اور تو اس پر قادیانی فرقہ چراغ پا ہوا کہ گویا کہ کوئی بات خلاف واقعہ کہہ دی۔ لیکن جوں جوں تحقیق بڑھتی گئی۔ تجربہ بڑھتا گیا۔ اس قول کی تصدیق وتوثیق ہوتی گئی۔ یوں تو قادیانی مذہب میں بکثرت ثبوت موجود ہے۔ لیکن خود اس کتاب میں جو قادیانی قول وفعل پیش کئے گئے ہیں ان کو دیکھئے اور ''بشارت احمد'' سے بالعموم اور اس کے خاتمہ سے بالخصوص ان کا مقابلہ کیجئے تو آپ کو قادیانی سخن سازی کی وسعت معلوم ہوگی اور بیساختہ زبان سے یہی نکلے گا کہ واقعی ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور۔

(۲) قادیانی زندگی

مزید برآں تمثیلاً قادیانیت کے دو شعبے قادیانی خلافت اور قادیانی جماعت کو لیجئے۔ تقدس۔ اخلاق و ادب۔ تنظیم و ترقی۔ تازہ نبوت کی تعلیم و تربیت کے کیا کیا ثمرات بتائے جاتے ہیں۔ امتیازات جتائے جاتے ہیں۔ خاص کر تقویٰ کا لفظ تو قادیانی تقریر وتحریریں اس درجہ چلتا ہے کہ گویا تقویٰ ان ہی کا حصہ ہو گیا ہے۔ پس ضرور ہوا کہ قادیانی زندگی پر نظر ڈالی جائے۔ ممکن ہے بیرونی نمائش کے سوا کوئی اندرونی جھلک بھی نظر پڑ جائے۔ اور اصل حالت کا کچھ اندازہ ہو جائے۔

(۳) شانِ خلافت

اوّل خلافت کو لیجئے۔ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مرزا صاحب کے صاحبزادے بھی ہیں۔ اور خلیفہ ثانی بھی۔ میاں صاحب کا مذہبی خطاب ہے۔ ''حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الثانی ایده الله بنصره العزیز۔'' میاں صاحب کے مدارج بہت بلند بتائے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک تاویل کے تحت میاں صاحب کی شان میں یہ کہا گیا کہ:

''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

خود مرزا صاحب نے میاں صاحب کی ولادت کے اعلان میں یہ الہام درج فرمایا تھا۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ زراہ دور آمدئی

مزید برآں مرزا صاحب کا یہ دوسرا الہام بھی میاں صاحب پر چسپاں کیا جاتا ہے کہ فرزند دلبند گرامی ارجمند **مظهر الاول و الآخر مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء**۔ گویا میاں صاحب کیا پیدا ہوئے' اللہ تعالیٰ آسمان سے اتر آیا خود میاں صاحب بھی معلوم ہوتا ہے اپنی خلافت و بیعت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں کہ جو ان کا انکار کرے۔ انبیاء کا منکر ہو جائے۔ اور جو ان کو چھوڑنے خدا تک اس کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے۔ جنہوں نے میرا نام محمود رکھا۔ اور مجھے موعود بیٹا ٹھہرا کر میری تعین کی۔''

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۷ء)

مجھے یقین ہے کہ جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو چھوڑتا ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو چھوڑتا ہے، وہ رسول کریم ﷺ کو چھوڑتا ہے اور جو رسول کریم ﷺ کو چھوڑتا ہے۔ وہ خدا کو چھوڑتا ہے پس جو شخص مجھے چھوڑتا ہے' وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۲۷/۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۴) بیانات وواقعات

لیکن خود قادیانی فرقہ کے جو بیانات وواقعات خود قادیانی اخبار ورسائل میں ملتے

ہیں جو اکثر تازہ ہیں۔جن میں قادیانی اکابر شریک ہیں اور وہ اکابر زندہ ہیں۔موجود ہیں۔غرض پرانی باتیں نہیں کہ جو چاہی روایت کردی۔بلکہ بات کہنے والے بھی موجود۔جن سے بات متعلق ہے۔وہ موجود۔سننے اور دیکھنے والے بھی موجود۔اس سے زیادہ سند اور کیا ہوسکتی ہے۔بر نہم ایسے بیانات وواقعات جس حد تک بھی صحیح ہوں یا غلط اندرونی حالت کا عجب نقشہ پیش کرتے ہیں۔چنانچہ ایک جھلک ذیل میں ملاحظہ ہو۔

(۵) قدیم اعتراض

میں مدت سے یہ اعتراض سنتا چلا آرہا ہوں۔بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی بعض لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ جس قدر چندہ آتا ہے وہ گھر کی زیب وزینت اور مکانات کی آرائش پر خرچ کیا جاتا ہے۔دین کی اشاعت کا کام اس سے نہیں لیا جاتا۔اور اب بھی یہی اعتراض کیا جاتا ہے کہ بہت سی شادیاں کرلی ہیں۔موٹریں رکھ لی ہیں۔جائیدادیں خرید لی ہیں۔اور اس شان وشکوہ سے رہتے ہیں کہ گویا بادشاہ ہیں۔مگر درحقیقت یہ اعتراض آپ کی صداقت کو مشتبہ کرنے والا نہیں۔بلکہ آپ کی سچائی کو ظاہر کرنے والا ہے کیونکہ اگر آپ کے پاس دولت نہ ہوتی۔آپ صاحب شکوہ وعظمت نہ ہوتے تو یہ الہام جو آپ کے متعلق تھا کیونکر پورا ہوتا۔

(میر محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۵۸ م ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۶) تاک جھانک

ایک دفعہ میں اپنے بڑے گھر میں تھا۔یعنی جہاں میری بڑی بیوی رہتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی صحن میں رہا کرتے تھے مجھے نیچے گلی میں کچھ کھڑکا معلوم ہوا اور ایسا القا ہوا کہ گویا نیچے منافقین ہیں۔میں نے نالی کے سوراخ میں سے دیکھا (نالی خوب کام آئی۔للمؤلف) تو معلوم ہوا کچھ لوگ دیواروں سے لگے کھڑے ہیں اور اندر چھانک کر دیکھنا چاہتے ہیں۔یا کان لگا کر سننا چاہتے ہیں۔(خدا جانے ان کو کیا شبہ گذرا ہوگا۔للمؤلف) جب انہیں معلوم ہوا کہ میں دیکھ رہا ہوں (شاید نالی میں نظر لڑ گئی۔للمؤلف) تو وہ بھاگ گئے وہ تعداد میں جہاں تک یاد ہے نو تھے۔بھاگتے ہوئے ان میں

سے بعض کو میں نے پہچان بھی لیا۔اور ایک کا علم تو اب تک ہے۔مگر بعض کے متعلق اللہ تعالیٰ نے عفو سے کام لیا اور میں ان کو نہ دیکھ سکا (ہمت کرکے باہر نکل آتے تو سب نظر آجاتے۔للمؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۹۸ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۳۷ء)

(۷) تحقیقاتی کمیشن

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ صحیح تھا کہ جو بشارت الٰہی کے ماتحت پیدا ہو وہ نیک اور مومن ہوتا ہے۔تو پھر سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے کیوں قاضی (محمد یوسف پشاوری قادیانی) صاحب کے ان ہی خلیفہ (میاں محمود احمد) صاحب پر زنا کے عائد کردہ الزام کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر فرمایا تھا۔اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر محمود پر الزام ثابت ہوگیا تو عاق کردیا جائے گا فرمائیے اب بھی کوئی عذر باقی رہ جاتا ہے۔حضرت صاحب کا کمیشن مقرر کرنا صاف واضح کرتا ہے کہ وہ اولاد جو بشارت الٰہی کے ماتحت پیدا ہو اس کے گنہگار ہونے کا امکان ہوسکتا ہے۔ورنہ آپ صاف فرماتے کہ جانتے نہیں میری اولاد بشارت الٰہی کے ماتحت پیدا ہوئی ہے۔اس لئے وہ کبھی گنہگار نہیں ہوسکتی۔لیکن حضور نے ایسا نہیں فرمایا۔بلکہ اس کے برعکس کہا۔

(قادیانی جماعت لاہور کے رکن بشارت احمد صاحب کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۶۱ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(۸) ہمت کا کام

حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا کہ میں عورتوں میں درس دیا کروں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے (ہمت میں کیا کلام ہے۔للمؤلف) کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز ہی اُمۃ الحی کے لئے مجھ کو رقعہ لکھا اس وقت ان سے میری شادی نہیں ہوئی تھی کہ مولوی صاحب مرحوم اپنی زندگی میں ہمیشہ عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔اب آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا ہے‘ حضرت مولوی صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھ سے وصیت فرمائی

کہ میرے مرنے کے بعد میاں سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں درس دیا کریں اس لئے میں اپنے والد صاحب کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے اب آپ اس کو جاری رکھیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا قول مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۲ نمبر ۶۸ منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۲۶ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۸ء)

(۹) سخت افسوس

مجھے اس بات کا سخت افسوس ہوا کہ میرا ایک خط اخبار زمیندار میں شائع کرانے اور کرنے والوں نے سخت غلطی کی ہے۔ میری بہو نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب) پر ناپاک الزام لگایا تھا مگر اس وقت اس کے الزام کو غلط سمجھ کر اس کو طلاق دے کر آزاد کر دیا گیا تھا گذشتہ سال بعض لوگوں نے مجھ سے ایسی باتیں کیں جن سے میں نے دھوکہ کھا کر حضرت (میاں محمود احمد صاحب) سے خلف کا مطالبہ کیا۔ مگر جہاں تک میں نے تحقیقات کی ان واقعات کو سراسر غلط اور بے بنیاد پایا اور میری بیوی اور بچوں نے بھی قسم کھا کر حضرت صاحب کی پاکیزگی کی شہادت دی۔ میں پہلے مباہلہ اور حلف کو ہر امر میں جائز سمجھتا تھا۔ مگر اس کے متعلق جب غور کیا تو میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ مباہلہ اور حلف کے متعلق مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہل حدیث سے بھی دریافت کیا گیا۔ مگر ان کے جوابات سے بھی یہی پایا گیا کہ زنا کے الزام میں مباہلہ اور حلف کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ اس لئے میں نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء سے قبل ہی اس قسم کے شبہات اور مطالبۂ حلف سے رجوع کر لیا تھا۔ اب میں بذریعہ اخبار اعلان کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق کوئی شبہ نہیں۔ میں تمام الزامات کو جو حضور کی طرف لوگوں نے منسوب کئے۔ سراسر افتراء اور بہتان یقین کرتا ہوں۔

(بیان احمد دین خاں قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۱۰۵ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۰ء)

(۱۰) مباہلہ کا معاملہ

جماعت احمدیہ کے امداد وسہارے سے نہ صرف ان کے (یعنی اخبار مباہلہ والوں

کے) بچوں نے تعلیم حاصل کی بلکہ وہ نسبتی طور پر ایک آسودہ حال خاندان ہو گیا............

ان لوگوں نے بعض ذاتی مفاد کے حاصل نہ ہونے پر یہ غیر شریفانہ رویہ اختیار کیا کہ ہمارے مطاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ (میاں محمود احمد صاحب) پر نہایت گندے اور مفتریانہ اتہامات لگانے شروع کئے............

عدالت میں انہوں نے حلفی بیان یہ دیا کہ وہ خود آخر وقت تک مخلص تھے لیکن بعض دوسرے لوگوں سے الزامات انہوں نے سنے اور تحقیق کر کے انہوں نے سچا پایا۔ اور اس وجہ سے الگ ہو گئے۔

ہم قادیانی جماعت یہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اس امر سے خوب واقف ہیں کہ اخبار مباہلہ والوں نے حضرت امام (میاں محمود احمد صاحب) اور حضور کے خاندان کی مستورات پر اتہام لگانے میں جھوٹ اور افتراء سے کام لیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۹۰ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء)

(۱۱) عورت کا خط

اس قسم کا ایک خط مجھے ایک عورت نے ایک دفعہ لکھا تھا۔ جو یہیں قادیان میں رہتی ہے۔ ان کے خاوند یہاں کارکن ہیں۔ بیوی کو شکایت پیدا ہوئی کہ یہاں کام زیادہ ہے۔ اور دیر تک ان کا خاوند گھر پر نہیں آسکتا۔ اس غصہ میں مجھے لکھا کہ میں نے اپنے خاوند کو کہا ہے۔ کہ یہاں کی نوکری چھوڑ کر باہر چلے جاؤ۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔ اس لئے اب آپ کو لکھتی ہوں کہ انہیں مجبور کریں کہ یہاں استعفیٰ دے کر باہر چلیں۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو پھر یاد رکھیں کہ میں اب زندگی سے تنگ آگئی ہوں، میں آپ کا مقابلہ کروں گی اور مجھے آپ کے بہت سے راز معلوم ہو گئے ہیں۔ آپ مجھے مستریوں کی طرح نہ سمجھیں، وہ کمزور تھے۔ مگر میرے ساتھ بڑے بڑے آدمی ہیں۔ میں نے صرف اس کے خاوند کو اس خط کا علم دیدیا، اور کچھ نہ کیا۔ (جو کچھ کرنا تھا خاوند نے کر لیا ہوگا۔ للمؤلف) وہ تو عورت تھی اور میں نے اس کی ان باتوں کو پاگلانہ سمجھ کر کچھ بھی نہیں کیا۔ صرف اس کے خاوند کو متوجہ کر دیا۔ للمؤلف) مگر مصری صاحب (یعنی شیخ عبدالرحمن مصری صاحب قادیانی) تو تعلیم یافتہ آدمی ہیں۔ ہیڈ ماسٹر تھے۔ معزز عہدوں پر رہ چکے ہیں۔ مصری کہلاتے ہیں۔ کوئی نادان عورت تو نہ تھے (جو پاگل قرار دئے جا سکتے۔ للمؤلف) انہوں نے پھر کیسے خیال کر لیا کہ

میں ان باتوں سے ڈر جاؤں گا۔ (بڑی غلطی کی۔ ڈرنے کی کیا بات ہے۔للمؤلف)۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خط مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۷۵ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۱۲) شیخ عبدالرحمٰن مصری

اس تخیل میں میری نظر میاں فخر الدین سے ہٹ کر شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی طرف منتقل ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ یہ وہ صاحب ہیں جن کا میرے ساتھ میاں فخر الدین کی نسبت بھی زیادہ وسیع اور زیادہ گہرا تعلق رہا ہے۔ یعنی ان کی اہلیہ صاحبہ میری رضاعی بہن ہیں۔ اور ایک مخلص اور پرانے مرحوم صحابی کی لڑکی ہیں۔ وہ خود برسوں ایک صیغہ میں میرے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ اور پھر ان کے ساتھ میرے ذاتی دوستانہ تعلقات بھی رہے ہیں۔ میں نے ان باتوں کا خیال کیا تو میرا دل سخت دردمند ہوگیا۔

(صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۹۷ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء)

(۱۳) اصل بات

اصل بات یہ ہے کہ جن نقائص کو دیکھ کر میں موجودہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) کی بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ اس کا علم مجھے قریباً دو سال قبل ہوا تھا۔ اور میں نے اس وقت سے اس کی تحقیق شروع کر دی۔ خلیفہ صاحب کو بھی علم ہوگیا کہ مجھے علم ہوگیا ہے اور میں اس کی تحقیق میں لگا ہوا ہوں۔ تو اس وقت اندر ہی اندر میرے خلاف جماعت میں ایسا پروپگنڈا شروع کر دیا گیا جس کی غرض احباب کی نظر میں مجھے گرانا تھا۔ تاکہ اگر یہ خاکسار کسی وقت اس نقص کو ظاہر کرے تو کہا جاسکے' جیسا کہ اَب کہا جارہا ہے فلاں دنیوی غرض کا پورا نہ کرنا اس علیحدگی کا محرک ہوا ہے۔

(شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب قادیانی کا بیان بعنوان ''جماعت کو خطاب'' منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۱۴) جماعت کا فرض

میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ جن نقائص کی وجہ سے بیعت سے علیحدہ ہوا

ہوں۔ وہ یقیناً خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) میں موجود ہیں۔ اور ان کے اثبات کیلئے میرے پاس کافی دلائل موجود ہیں اور وہ ایسے نقائص ہیں کہ جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ نہیں رہ سکتا۔

پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی تحقیق کی طرف فوراً توجہ کرے ورنہ وہ مجرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی غفلت کی جواب دہ ہوگی۔ جب تک انہیں علم نہیں تھا اس وقت تک وہ معذور تھے۔ لیکن اب جبکہ ان کے علم میں یہ بات آگئی ہے تو اب خاموشی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں قصوروار بنادے گی .... دوست یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اس وقت دلیری سے کام لے کر تحقیق نہ کی تو وہ خلیفہ کو ان نقائص میں مبتلا رکھنے میں ان کے ممد اور معاون بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور خود مجرم قرار پائیں گے اور ان نقائص کی وجہ سے جو خطرناک نتائج جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں' ان تمام کی ذمہ داری خود جماعت پر ہوگی۔

(شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری صاحب قادیانی کا بیان بعنوان ''جماعت کو خطاب'' منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۱۵) ثبوت

پھر جماعت میں بدی اور بے حیائی کی باتوں کا چرچا کر کے فحش کی اشاعت کی جاتی ہے اور گندی باتیں کر کر کے کمزور طبیعت لوگوں میں گندے جذبات کو ابھارا جارہا ہے .... اور ثبوت پوچھو تو سوائے اس کے کچھ پیش نہیں کر سکتے کہ فلاں مرد یہ کہتا ہے اور فلاں عورت یہ سناتی ہے اور فلاں لڑکا یہ گواہی دیتا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیا معصوم لوگوں کے چال چلن کی اتنی ہی قیمت رہ گئی ہے کہ زید وبکر کی بیہودہ بکواس سے انہیں داغدار کرنے کی کوشش کی جائے کیا اس شخص کا کیرکٹر جس کے ہاتھ میں آپ نے چہارم صدی تک (مراد چوتھائی صدی معلوم ہوتی ہے یعنی ۲۵ سال۔للمؤلف) اپنا بیعت کا ہاتھ دے رکھا اس معیار پر تولے جانے کے قابل ہے کہ آوارہ مزاج اور آزاد منش نوجوان اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ اتنا بھی نہیں سوچا گیا کہ شہادت دینے والے کس قماش کے لوگ ہیں (ایسی شہادت تو اسی قماش کے لوگ دے سکتے ہیں۔للمؤلف) اور جس کے متعلق شہادت دی جارہی ہے وہ کس پوزیشن کا انسان ہے

(یعنی خلیفہ قادیان ہے۔للمؤلف)۔

(صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۹۷ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء)

(۱۶) گواہی

(شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیانی کے) مذکورہ بالا خط میں بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی آزاد کمیشن بیٹھے تو اس کے سامنے میرے (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے) خلاف لڑکوں اور لڑکیوں اور عورتوں کی گواہیاں اور دلوادیں گے بلکہ خود میری بھی گواہی دلوا دیں گے۔ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں میری اپنی گواہی سے لکھنے والے کی مراد شاید یہ ہو کہ وہ کوئی میری تحریر پیش کرنا چاہتے ہیں واللہ اعلم۔ اور کوئی معنیٰ اس فقرہ کے میرے ذہن میں نہیں آئے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۷۱ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۱۷) کمیشن کا مطالبہ

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) پھر مصری پارٹی کے فتنہ کے متعلق مفصل تقریر فرمائی جس میں اشتہار کا ذکر کرتے ہوئے جو اس پارٹی نے جلسہ سالانہ کے موقع پر شائع کیا ہے فرمایا اس میں پھر کمیشن کا مطالبہ کیا گیا ہے حالاں کہ جب عبدالرحمٰن مصری کی غرض مجھ پر الزام لگانے سے یہ ہے کہ مجھے خلافت سے علیحدہ کرائے اور جب میں نے خلیفہ اعلان کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور میں اس کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں اگر میں یہ غلط کہتا ہوں خدا تعالیٰ مجھے گرفت کرے تو اسے کیوں فیصلہ کن طریق نہیں مانا جاتا اس کے باوجود کمیشن کے مطالبے کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کو خلافت کے متعلق اتنی غیرت نہیں جتنی مصری صاحب کو ہے اس حلف کے بعد خدا تعالیٰ میری نصرت اور تائید کرتا ہے تو مصری خدا سے جا کر لڑے باقی ایک ایک اعتراض پر کمیشن بٹھانے کا سلسلہ تو ایسا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا (حالاں کہ مطالبہ چند اہم الزامات کے متعلق صرف ایک کمیشن بٹھانے کا ہے للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۳۰۳ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۷ء)

(۱۸) فخر الدین ملتانی

انہوں نے (یعنی میاں فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی نے) علی الترتیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اید اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں اپنی عمر کے ۳۱ سال گزارے .... خاکسار راقم الحروف کے ساتھ بھی ان کا (یعنی میاں فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی کا) قریباً شروع ہی سے تعلق تھا۔ اور وہ میرے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ اور سوائے اپنی عمر کے آخری دو تین سالوں کے میں نے ان میں ہمیشہ اخلاص کا جذبہ پایا.......... وفات سے کچھ عرصہ قبل میاں فخر الدین کے دل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے متعلق شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے جو آپ کی ذات اور طریق کار دونوں کے متعلق تھے۔ اور بدقسمتی سے ان ایام میں انہیں صحبت بھی ایسی ملی جس سے اس مرض کو مزید تقویت پہنچی۔ اور وہ جلد جلد اپنے اخلاص کے مقام سے گرتے گئے اور بالآخر خلیفۂ وقت کی طرف سے خطرناک طور پر مسموم ہو کر اس حالت کو پہنچ گئے جبکہ ایک شاخ خشک ہو کر اپنے درخت سے کاٹ دئے جانے کے قابل ہو جاتی ہے اور حضرت صاحب نے انہیں جماعت سے خارج فرما دیا۔

(صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۹۷ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء)

(۱۹) تحریک جدید

نیز میں خدا کی قسم کھا کر یہ بھی لکھتا ہوں کہ اس نے (یعنی میاں فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی نے) ایک دن اپنے مکان کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا تھا تحریک جدید کا ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے تو لڑکوں کو تلاش کرنا پڑتا تھا۔ اور اب لڑکے جمع شدہ مل جاتے ہیں۔ اس جگہ اس کا مفہوم نہایت ہی گندہ اور حضور (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) پر کمینہ حملہ تھا۔

(مہاشہ محمد عمر صاحب قادیانی کا حلفیہ بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۶۵

مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

اس شہادت میں ایک اور بات بھی بیان کی گئی ہے جو تحریک جدید کے بورڈنگ کے متعلق ہے اور اس طرح تحریک جدید کے وقف کنندگان کے متعلق ہے۔ اس میں جس قدر شرمناک حملہ مجھ پر کیا گیا ہے وہ میں نہیں سمجھتا کہ احراریوں کے حملوں سے یا دوسرے دشمنان سلسلہ کے حملوں سے کم ہو اگر ایسے لوگ احمدیت میں رہ سکتے ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ خلافت اور نظام سلسلہ سے بدتر اور بے معنی لفظ دنیا میں کوئی نہیں ہوسکتا اس سے یہ بہتر ہوگا کہ جماعت بے خلافت رہے تاکہ لوگوں کو ایسے بے معنی نظام پر ہنسی اُڑانے کا موقع نہ ملے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۶۵ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۲۰) قادیانی ذہنیت

صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب اپنے طویل مضمون (بعنوان میاں فخر الدین ملتانی کی موت پر میرے قلبی تاثرات) مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء میں تحریر فرماتے ہیں:

فخر الدین صاحب کو یہ دیکھنا چاہیے تھا اور اب ان کے بعد ان کے رفقاء کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر ایک شخص کی خلافت کو خدا نے نوازا ہے.......... تو اوّل تو ہمارا یہ کام نہیں کہ اس کے نقصوں کے متعلق جستجو کریں۔ اور اگر بالفرض ہمیں کوئی نقص نظر آتا بھی ہے تو پھر بھی ہمیں سوچنا چاہیے کہ.......... ہم کون ہیں کہ اس پر حرف گیری کریں۔ اور اسے قابل رد قرار دیں۔ ان حالات میں اگر ہمیں کوئی نقص نظر آتا ہے تو اول تو ہمارا فرض ہے۔ کہ استغفار کر کے اس شیطانی خیال کو دل سے نکال دیں۔ اور اگر ہم دل سے نہ نکال سکیں تو ہمیں چاہیے کہ کم از کم اسے ظاہر کر کے فتنے پیدا نہ کریں۔

خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) کے جن غلط یا صحیح نقائص کے تذکرے نے چھوٹے میاں صاحب کو یہ الفاظ لکھنے پر مجبور کیا ہے وہ کس قسم کے ہیں۔ یہ ہم ان کے ماموں میر محمد اسماعیل صاحب کی زبان سے عرض کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:

''بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں کہتا

ہوں میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں وہ وہ ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں ریک (WRECK) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل.......... اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔''

(الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب پر سب سے بڑا الزام عیاشی کا ہے۔ پس اس میں شبہ کی گنجائش نہیں کہ چھوٹے میاں بشیر احمد صاحب نے جناب خلیفہ صاحب کی جن ''غلط یا صحیح'' نقائص کو نظر انداز کرنے کی قوم کو ہدایت کی ہے وہ اسی الزام سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا نقص ایسا نقص ہے جو کسی انسان کے تقدس میں خلل انداز نہ ہو۔ اور اس کے باوجود انسانی مقدس کا مقدس ہی رہے اور قوم اسے واجب الاطاعت تسلیم کرتی رہے۔ اور تحقیقات کی ضرورت نہ سمجھے۔ آخر قادیانی دوست بتائیں کہ کیا ذہنیت ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۷۱ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(۲۱) پُرانا بُہتان

حال ہی میں جماعت سے خارج شدہ اصحاب کی طرف سے ایک پوسٹر شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے اہل پیغام میں سے بعض افراد کے ایک پرانے بہتان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا مدعا یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نور الدین صاحب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے مولوی عبدالحئی صاحب مرحوم کو نعوذ باللہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ تعالیٰ نے زہر دلوا کر مروا دیا ہے اور یہ فعل اس لئے کیا گیا تھا کہ مولوی عبدالحئی صاحب بے حد ہونہار تھے اور حضور (میاں محمود احمد صاحب) ڈرتے تھے کہ کہیں انہیں خلافت سے معزول کر کے وہ خود خلیفہ نہ بن جائیں۔ نعوذ باللّٰہ من ذالک۔

اس پوسٹر میں محمد امین خان۔ قاضی محمد علی صاحب مرحوم اور مستری محمد حسین بٹالوی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب

کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سوچیں حضرت خلیفہ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے مولوی عبدالحئی صاحب اور آپ کی صاحبزادی امۃ الحئی مرحومہ کی روحیں آپ کو کیا نصائح کر رہی ہیں گویا نہ صرف مولوی عبدالحئی صاحب بلکہ (میاں محمود احمد صاحب کی بیوی) سیدہ امۃ الحئی صاحبہ کی موت بھی نعوذ باللہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مظالم کی وجہ سے ہوئی کیونکہ ان کے نزدیک یہ دونوں در پردہ حضور کے مخالف تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۷۹ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء)

(۲۲) روحوں کی فریاد

جناب خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب!) محمد امین مجاہد بخارہ کی روح قادیان کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ ذرا سوچیں کہ حضرت مولٰنا نورالدین خلیفہ اول کے فرزند ارجمند میاں عبدالحئی صاحب مرحوم اور آپ کی دختر نیک اختر صاحبزادی امۃ الحئی صاحبہ کی روحیں آپ کو کیا نصیحت کر رہی ہیں شیخ عبدالعزیز کی روح کیا پکار رہی ہے لاپتہ شیخ فتح محمد منیجر احمدیہ اسٹور کیا آواز دے رہا ہے۔ قاضی محمد علی کا بٹالوی مقتول (حاجی محمد حسین مرحوم) کیا کہہ رہا ہے اور خود محمد علی کیا چیخ رہا ہے۔ اور بھی بے شمار ارواح آپ کو کیا آوازیں دے رہی ہیں۔ سوچیں سوچیں علیحدگی میں خوب سوچیں۔

(سکرٹری انجمن انوار احمدیہ قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۴۵ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۲۳) پنجاب ہائی کورٹ کا فیصلہ

کمیشن جج گرداس پور نے عزیز احمد کو فخر الدین کے قتل اور عبدالعزیز کو مجروح کرنے کے الزام میں مجرم ٹھہراتے ہوئے زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند موت اور زیر دفعہ ۳۲۴ ایک سال قید بامشقت کی سزا دی ہے۔ عزیز احمد اس عدالت میں اپیل کرتا ہے۔

قریب زمانہ میں ہی فخر الدین قادیانی احمدیوں کے خلیفہ کا پیرو تھا مقتول اور عبد الرحمٰن مصری کو خلیفہ سے اختلاف کرنے پر جماعت سے خارج کیا گیا یا وہ خود علیحدہ ہو گئے انہوں نے ایک نئی انجمن کی بنیاد ڈالی جس کا بڑا مقصد خلیفہ کی مخالفت کرنا ظاہر ہوتا ہے ان کا قیام قادیان میں تھا اور چونکہ قادیان میں زیادہ آبادی متشدد (آرتھوڈکس) احمدیوں کی ہے

اس لئے قدرتی طور پر آرتھوڈکس گروہ اور ان کے درمیان جھگڑے کی صورت پیدا ہو گئی۔

جیسا کہ گواہوں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے' مخالف انجمن کے ارکان کا بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے گھروں پر پکٹینگ لگائی جائے اور یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت ناخوشگوار حالات میں تھے مقتول نے متعدد اطلاعات مقامی پولیس چوکی میں دیں جو احمدیوں کی ان حرکات سے متعلق تھیں جو اس کے خلاف کر رہے تھے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو خلیفہ نے بذات خود مسجد میں ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے عبدالرحمٰن مصری اور ان کے رفقاء پر ایک طویل ذاتی حملہ کیا۔ چنانچہ یہ تقریر یکم اگست کے الفضل میں جو احمدیوں کا اخبار ہے شائع ہوئی۔

خلیفہ صاحب نے مخالفوں پر جوابی حملہ میں اثناء تقریر میں کہا.........

"لیکن اگر وہ یوں ہی گندے اعتراضات کرنے پر مصر رہے جیسا کہ وہ کر رہے ہیں اور ذلیل حملوں کا سلسلہ جاری رکھا جیسا کہ یہ افواہ ہے کہ وہ اور ان کے رفقاء اس کی تجویزیں کر رہے ہیں وہ اگر تائب نہ ہوئے تو میں اعلان کرتا ہوں کہ احمدیت کا تو ذکر ہی کیا عصمت بھی ان کے خاندانوں سے رخصت ہو جائے گی۔ میں صاف اور ان الفاظ میں کہتا ہوں کہ مت خیال کرو یہ سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ ان کے خاندان عفت سے گرے حملوں کے نتیجوں میں کیسے فحش کا مرکز بن جائیں گے۔"

بعض گواہان استغاثہ کا بیان ہے کہ خلیفہ صاحب نے اپنی تقریر میں "کنجر خانہ" کا لفظ استعمال کیا تھا.........

اس خطبے کے جواب میں اور خصوصاً خلیفہ کے اس بیان کے خلاف یعنی "ان کے خاندان فحش کا مرکز بن جائیں گے" فخر الدین نے احتجاج کے طور پر ۱۵ اگست کو اپنے گھر کے قریب قادیان کے بازار میں ایک اشتہار چسپاں کیا جس کا آخری حصہ درج ذیل ہے ...."اسی لئے تو ہم جماعت سے ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں تا کہ سب حقائق شہادت اور راز فیصلہ کے لئے اس کے سامنے پیش کئے جائیں کہ وہ فیصلہ کر لے کہ کس خاندان فحش کا مرکز ہے یا بالفاظ دیگر یہ وہ ہے جو خلیفہ نے کہا تھا۔" اس پوسٹر پر سکرٹری مجلس احمدیہ کی حیثیت سے فخر الدین کے دستخط موجود ہیں۔

۶ اگست کی صبح کو اور پھر شام کے وقت متشدد احمدیوں کے دو اجلاس منعقد ہوئے جن میں سب انسپکٹر لالہ کرم چند کی شہادت کے مطابق مقتول کے خلاف کئی تقریریں ہوئیں اس دن فخر الدین نے ذیل کی رپورٹ پولیس کی چوکی میں دی .... ''مجلس احمدیہ قادیان (انڈیا) بنام انچارج پولیس چوکی قادیان۔ جناب عالیٰ آج خلیفہ قادیان نے جمعہ کی نماز میں نہایت اشتعال انگیز تقریر کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کو ارکان مجلس احمدیہ کے خلاف مشتعل کیا ہے جس کے نتیجہ میں احمدی پبلک میں حد درجہ کا اشتعال پھیلا ہوا ہے۔ رات کو ایک جلسہ کا انعقاد کا اعلان بھی ہو رہا ہے کیونکہ اس سے اشتعال پھیلنے کا اندیشہ ہے اس لئے مجلس احمدیہ کے مندرجہ ذیل ارکان کو جان و مال کا خطرہ ہے۔ سو درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی حفاظت کا فوری انتظام کیا جائے۔ دستخط فخر الدین ملتانی سکرٹری مجلس احمدیہ قادیان۔''

(۱) شیخ فخر الدین مصری معہ اہل وعیال نزد بہی بانگرا۔

(۲) فخر الدین ملتانی معہ اہل وعیال محلہ باب الانوار۔

(۳) شیخ محمد صادق قریشی معہ اہل وعیال محلہ دار البرکات نزد مسجد۔

(۴) حکیم عبد العزیز محلہ باب الانوار۔

(۵) عبد الرب خاں بنگلہ سر محمد ظفر اللہ خاں۔

۷ اگست کو اپیل کنندہ نے فخر الدین کو قتل کیا جب کہ وہ حکیم عبد العزیز اور بشیر احمد کی معیت میں پولیس چوکی جا رہا تھا .... تاکہ اپنی اور اپنے رفقا کی حفاظت کے لئے درخواست کرے۔ انہوں نے افواہ سنی تھی کہ انہیں ہلاک کرنے کی سازش ہو چکی ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی تھی یا نہیں لیکن عین پولیس چوکی کے راستہ میں اپیل کنندہ فخر الدین کے سامنے آ گیا اور اچانک بغیر کسی انتباہ اس کے سینہ میں چاقو گھونپ دیا۔ حکیم عبد العزیز کو بھی چاقو کے ساتھ کندھے اور رخسار پر مجروح کیا فخر الدین کو پولیس کی چوکی میں پہنچایا گیا اس نے مقامی ہسپتال میں جانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ احمدیوں کا ایک ادارہ ہے۔ اپیل کنندہ فی الفور گرفتار کر لیا گیا۔ فخر الدین کو لاری میں گرداس پور پہنچایا گیا۔ انجام کار چند روز بعد وہ مر گیا اس میں مطلق شبہ نہیں کہ اپیل کنندہ نے جو زخم مقتول کے لگایا وہ اس کی موت کا باعث ہوا ....

اپیل کنندہ نے فخر الدین کے قتل کو تسلیم کیا ہے یہ اس کے ذمہ ہے کہ اس کا مقدمہ

دفعہ ۳۰۰ تعزیرات ہند کی مستثنیات میں آتا ہے یا نہیں اور وکیل کی صفائی نے صرف جس نقطہ کو لیا ہے وہ یہ ہے کہ قتل کا سبب شدید اچانک اشتعال کی حالت ہے یہ کہا گیا ہے کہ پوسٹر چسپاں کرنا ہی اشتعال کے مترادف ہے اگرچہ پوسٹر کے الفاظ مبہم سے ہیں تاہم ممکن ہے یہ کسی احمدی کے لئے جوش کا باعث بن جائیں اگر وہ خیال کرلے کہ فخر الدین خلیفہ کے خاندان پر حملہ کر رہا ہے جو کہ واضح نہیں ہے ہمیں اس سے اتفاق نہیں کہ یہ شدید یا اچانک اشتعال کے مترادف ہے۔ اپیل کنندہ کو کم از کم دو دن سے اس پوسٹر کا علم تھا سو اسے ہم اچانک اشتعال نہیں کہہ سکتے اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ اپیل کنندہ دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند کے جرم کا مجرم ہے ....

فیصلہ .... سو ہم سزا بحال رکھتے ہوئے جو عزیز احمد کو دی گئی اس کی اپیل مسترد کرتے ہیں۔

(لاہور ہائیکورٹ میں چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ اور مسٹر جسٹس عبد الرشید نے قادیانی مقدمہ قتل کی اپیل میں جو فیصلہ دیا اس کے ترجمہ کے اقتباسات منقول از اخبار پیغام صلح لاہور (جلد ۲۶ نمبر ۳ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۸ء)

بعدہٗ قادیانی درخواست نظر ثانی کی بنا پر ہائی کورٹ نے فیصلہ کی مزید وضاحت یہ کردی کہ عدالت نے اس بیان کو صحیح تسلیم کیا کہ خلیفہ صاحب نے اپنی تقریر میں روحانی سزا کا ذکر کیا تھا نہ کہ جسمانی سزا کا۔ البتہ عدالت نے اس نوعیت کی تقریروں کے متعلق یہ خطرہ ظاہر کیا کہ اس ملک میں مذہبی لیڈروں کے پیرو کار دونوں قسم کی سزاؤں میں مشکل سے تمیز کر سکتے ہیں۔

(۲۴) فیصلہ کے بعد سخت احکام

چونکہ ایسے اعلان کا بار بار کیا جانا ضروری ہے اس لئے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے۔ نیز اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت امور عامہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کی نسبت یہ امر ثابت ہو کہ اس نے کسی قانون شکنی کا ارادہ کیا ہے خواہ اس کو عمل میں بھی نہ لایا ہو اسے فوراً حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور اس کا معاملہ پیش کئے بغیر جماعت سے خارج کر دیا جائے گا پس نظارت امور عامہ صاف الفاظ میں اعلان کرتی ہے کہ ایسے معاملہ میں پوری سختی سے عمل کیا جائے گا۔ ناظر امور عامہ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲۵) فیصلہ کے اثرات

پانچ تاریخ کو میاں عزیز احمد کی اپیل کا فیصلہ جو ہائی کورٹ کے دو فاضل ججوں نے سنایا ہے اس میں بعض ایسے فقرات بھی ہیں جن سے بعض مخالف اخبارات نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا عدالت العالیہ کے نزدیک میاں فخر الدین کے قتل کی تحریک خلیفہ جماعت احمدیہ کی تقریروں سے ہوئی ہے چنانچہ اس مخالف پروپیگنڈے کی وجہ سے جماعت کے دوستوں کو بہت تکلیف ہوئی ہے اور باوجود اس کے کہ الفضل نے اس فیصلہ کے بارے میں کوئی مضمون نہیں لکھا اور اس کی وجہ سے اکثر احباب جماعت جو سوائے الفضل کے کوئی اخبار نہیں پڑھتے اس فیصلہ سے بے خبر ہیں جن جن دوستوں کی نگاہ سے اور دوسرے اخبارات گزرے ہیں وہ رنج وغم سے بے تاب ہو رہے ہیں اور ان کے خطوط جو مجھے آ رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض تو مارے غم کے دیوانے ہو رہے ہیں......... بعض کے خطوط تو ایسے دردناک ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے ان کے دل خون ہو گئے ہیں اور ان کے لئے عرصہ حیات تنگ آ گیا ہے......... بے شک آج پشاور سے لے کر راس کماری تک ہزاروں گھر رنج والم کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہزاروں عورتیں مرد بچے کرب وبلا میں مبتلا ہیں اور خون کے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں ہیں لیکن ان کے احساسات ان احساسات کی گہرائی کو کہاں پہنچ سکتے ہیں جو ان ایام میں میرے دل میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں۔

شاید تم میں سے بعض اپنا غصہ اس طرح نکالتے ہوں گے کہ وہ اس فیصلہ کی ذمہ داری ججوں پر ڈال دیتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ججوں نے غلطی کی انہوں نے ہمارے امام کو نہیں سمجھا اور بعض اس طرح غصہ نکال لیتے ہوں گے کہ ججوں نے تو محض اس امر کا اظہار کیا ہے کہ مذہبی لیڈروں کو اپنے خیالات کو احتیاط سے ادا کرنا چاہیے تا کہ دوسرے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کوئی خلاف قانون حرکت نہ کر بیٹھیں مگر اے دوستو میں اپنے دل کی آگ کو اس قسم کے خیالات کے پانی سے بھی سرد نہیں کر سکتا۔ کیا اس امر کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ ججوں نے جو کچھ سمجھا اس کا موجب آپ ہی لوگوں میں سے ایک شخص کی غلطی تھی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۸ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲۶) تلخ کلامی

لیکن میں اپنے لئے موت بھی تو نہیں مانگ سکتا کیونکہ گو ایک بے جان جسم کسی کام کا نہیں لیکن جب تک سانس چلتا ہے ایمان کی ذمہ داریاں اس پر عائد ہیں اور مذہب اور اخلاق کی جنگ کے میدان سے بھاگنا کسی طرح جائز نہیں.........

اگر میری بے عزتی تمہیں عزت دلانے کا موجب ہو اگر میری ذلت تم کو ہمیشہ کے لئے ذلت سے بچالے۔ اگر میرے جذبات کی موت تمہیں اخلاقی زندگی بخش دے تو بخدا میں اس سودے کو سستا سودا سمجھوں گا.........

جب میں اس نقطہ نگاہ سے اس معاملہ کو دیکھتا ہوں تو میرے دل سے بے اختیار یہ آواز آتی ہے کہ محمود جس قوم کی خدمت تو نے بچپن سے اپنے ذمہ لی جس کی خدمت جوانی میں تو نے کی جب تیرے بال سفید ہو گئے جب تیری رگوں کا خون ٹھنڈا ہونے کو آیا تو ان میں سے بعض کی وجہ سے تجھ پر اس فعل کا الزام لگایا گیا جس فعل کو دنیا سے مٹانے کیلئے تیرا بچپن وتیری جوانی خرچ ہوئے تھے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مضمون متعلق فیصلہ ہائی کورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۸ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲۷) کیفیتِ مزاج

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں کی صحت کی جو رپورٹ اخبار الفضل میں بحوالہٗ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معمولاً شائع ہوتی ہے اس کے چند اقتباسات ذیل میں نمونۃً درج ہیں۔ بابتہ سال حال از مارچ ۱۹۳۷ء لغایۃ فروری ۱۹۳۸ء:

(۱) قادیان ۴ مارچ:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود

احمد صاحب) کے متعلق آج دس بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ دردنقرس کی حالت کل جیسی ہے اس کے علاوہ زورزور سے ایک پھنسی کی وجہ سے بھی تکلیف ہے۔

(۲) قادیان ۸ مارچ:

ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) کے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کے ورم اور درد میں پہلے سے نمایاں کمی ہے۔مگر ابھی تک نہ تو پورے طور پر ورم اترا ہے اور نہ ہی درد دور ہوا ہے۔گو اب زمین پر پاؤں رکھنے سے درد محسوس نہیں ہوتا۔مگر ورم کی جگہ پر انگلی سے دباؤ ڈالنے سے بہت درد محسوس ہوتا ہے۔کل رات سے بائیں پاؤں کے انگوٹھے میں بھی کچھ درد کی شکایت ہوگئی ہے۔پھنسی کی تکلیف میں خدا کے فضل سے کمی ہے۔یعنی ورم بھی کم ہے اور درد بھی کم۔

(۳) قادیان ۱۹ مارچ:

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آج حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر نہ صرف خدام کو زیارت کی سعادت بخشی بلکہ خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔اور نماز پڑھائی۔چونکہ حضور کو ابھی تک نقاہت اور کمزوری ہے اس لئے ممبر پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ بولتے رہے، جسے سارے مجمع تک پہنچانے کی خدمت چند احباب بجا لاتے رہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔

(۴) قادیان ۲۲ مارچ:

آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کے پاؤں میں درد اور ورم زیادہ ہو گیا۔احباب دعا فرمائیں۔اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

(۵) قادیان ۳۱ مارچ:

آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو گلے اور سر میں درد کی شکایت ہے۔احباب دعائے صحت فرمائیں۔

(۶) قادیان ۱۴ اپریل:

آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو پاؤں میں کل کچھ زیادہ تکلیف رہی۔نیز بعض جوڑوں میں بھی درد محسوس ہوا۔آج خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً آرام ہے۔

(۷) قادیان ۱۹ اپریل:

میں پچھلے جمعہ کو خطبہ پڑھنے کی وجہ سے جاتے ہی پھر بیمار ہو گیا تھا۔جس کی وجہ سے آج تک باہر نہیں آ سکا آج بھی اسی وجہ سے میں نے پاؤں میں جونکیں لگوائی تھیں۔اور خطرہ ہے کہ اگر زیادہ کھڑا ہوا تو ان کے زخموں سے پھر خون جاری ہو جائیگا لیکن میں نے خیال کیا کہ ان دنوں پانچوں نمازوں میں تو میں آ نہیں سکتا۔اس لئے کم از کم جمعہ میں شریک ہو جانا چاہیے۔(ارشاد میاں محمود صاحب)۔

(۸) قادیان ۱۱۳ اپریل:

آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو پاؤں میں تکلیف زیادہ رہی۔اور ورم بھی کسی قدر بڑھ گیا۔

(۹) قادیان ۱۱۹ اپریل:

حضور کے پاؤں پر دردنقرس کی وجہ سے ورم ہو گیا ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

(۱۰) قادیان ۱۲ مئی:

ڈاکٹری رپورٹ آمدہ از ناصر آباد اسٹیٹ سندھ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بوجہ سر درد اور کمر درد علیل ہے احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(۱۱) قادیان ۱۶ مئی:

۱۴ مئی کی جو ڈاکٹری اطلاع موصول ہوئی ہے وہ مظہر ہے کہ تین یوم سے حضور کی طبیعت بوجہ سر درد اور حرارت ناساز ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۱۲) قادیان ۳۰ مئی:

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق آج مقامی جماعت کی طرف سے جو جلسہ کیا گیا اس کے دوسرے اجلاس میں جو نماز عصر مسجد اقصیٰ میں منعقد ہونا قرار پایا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ نوازش لکچر دینا منظور فرمالیا تھا کہ چھ بجے کے بعد اچانک حضور کی طبیعت پیٹ درد کی وجہ سے سخت خراب ہوگئی۔ اور حضور تقریر کے لئے تشریف نہ لا سکے۔ اس کے بعد حضور کی طبیعت اور زیادہ ناساز ہوگئی۔ چنانچہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو اس وقت تک کہ رات کے دس بجے ہیں پندرہ سولہ اسہال ہو چکے ہیں۔ اور طبیعت کمزور ہوگئی ہے۔ گو کالرا (ہیضہ) کی کوئی علامت نہیں۔ اور اب حضور کو قدرے سکون بھی ہے۔ تاہم احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائی جائے۔

(۱۳) قادیان یکم جون:

آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ البتہ سر میں چکروں کی شکایت ہے جس کا باعث کمزوری ہے۔

(۱۴) قادیان ۴ جون:

آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سر کے چکروں سے آرام ہے۔ لیکن انتڑیوں کی تکلیف ابھی باقی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۱۵) قادیان ۷ جون:

آج آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت آج پھر ناساز رہی۔ ضعف کی علامات زیادہ ہیں۔

(۱۶) قادیان ۱۰ جون:

آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سر درد کے دورہ کی دن بھر تکلیف رہی۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

(۱۷) قادیان ۱۱ جون:

میں تحریک جدید کے گذشتہ جلسہ کے موقع پر بوجہ بیماری شامل نہیں ہوسکتا تھا۔ اور گو اب بھی اس بیماری کے اثر کے ماتحت میں اس قابل نہیں ہوں کہ زیادہ بول سکوں بلکہ اس بیماری کے بعد اب تک یہ حالت ہے کہ اگر مجھے کھڑا ہونا پڑے تو سر میں ایسا شدید چکر آتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں شاید گر جاؤں گا۔ اس لئے صحت کے لحاظ سے زیادہ کھڑا ہونے کی طاقت اب بھی نہیں رکھتا۔ مگر چونکہ اس وقت میں حصہ نہ لے سکا تھا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کے بجائے آج اختصار کے ساتھ کوئی بات کہہ دوں تا کہ اس ثواب میں شریک ہوسکوں۔ (ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۸) قادیان ۲۷ جون:

آج ساڑھے آٹھ بجے سب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو پیچش اور نزلہ کی شکایت ہے۔

(۱۹) قادیان ۸ جولائی ۱۹۳۷ء:

آج ساڑھے آٹھ بجے شام کی ڈاکٹر رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو نزلہ اور سر درد کی شکایت ہے اور کچھ حرارت بھی ہے۔ احباب حضرت کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۰) قادیان ۲۳ جولائی:

آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو کل دن بھر دردسر کی سخت تکلیف رہی۔ پھر رات کو بھی اسی درد کی وجہ سے تمام رات نیند نہیں آئی۔ آج جمعہ کے وقت طبیعت کو کچھ آرام ہوگیا اور خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔ لیکن بعد نماز عصر طبیعت پھر ناساز ہوگئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۱) قادیان ۲۳ جولائی:

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ میں آج بہت زیادہ دیر سے آسکا ہوں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کل مجھے شدید سر درد کا دورہ ہوا۔ اور اس کی وجہ سے میں رات بھر

جاگتا رہا۔صبح اُٹھ کر میں نے برومائڈ پیا۔اور تھوڑی دیر کے لئے سو گیا۔پھر میں دفتر میں گیا۔(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲۲) قادیان ۲۵ جولائی:

آج ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو درد شکم کی شکایت ہے۔

(۲۳) قادیان ۲۶ جولائی:

آج ساڑھے آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو گلے کے درد کی شکایت ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۴) قادیان یکم اگست:

آج دس بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج سر درد کا دورہ رہا۔ابھی تکلیف پورے طور پر رفع نہیں ہوئی احباب حضور کی صحت کے لئے دعائیں فرمائیں۔

(۲۵) قادیان ۲ اگست:

آج ساڑھے آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج سر درد سے خدا تعالیٰ کے فضل سے آفاقہ رہا لیکن گلے میں درد کی شکایت زیادہ ہے۔

(۲۶) قادیان ۱۱ اگست:

آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو ابھی تک پیچش کی شکایت ہے احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۷) قادیان ۱۷ اگست:

آج آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو کسی قدر حرارت رہتی ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۸) قادیان ۲۴ اگست:

آج ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سر درد اور زکام کی تکلیف رہی اور انفلوائنزا کی علامات پیدا ہوگئیں۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۹) قادیان ۵ ستمبر:

آج ساڑھے آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج دن بھر سر درد، متلی اور ضعف کی شکایت رہی اور اس وقت بھی گلے میں نزلہ کی شکایت ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۰) قادیان ۷ ستمبر:

آج آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو نزلے اور گلے کے درد کی شکایت بدستور ہے۔علاوہ ازیں حضور کو اس وقت درد شکم اور اسہال کی شکایت بھی ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۱) قادیان ۱۳ ستمبر:

آج آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو نزلہ اور کھانسی کی تکلیف بدستور ہے۔کل سے ضعف بہت زیادہ ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(۳۲) قادیان ۲۹ ستمبر:

آج آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو نزلہ سر درد اور حرارت کی شکایت ہوگئی۔

(۳۳) قادیان ۶ دسمبر:

آج آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو بخار سر درد اور نزلہ کی

شکایت ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۴) قادیان ۱۲ دسمبر:

لسیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بعارضہ بخار و متلی علیل ہیں۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۵) قادیان ۱۹ دسمبر:

آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر کہ کل حضور کو پیچش کی تکلیف تھی۔آج خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً آرام ہے۔

(۳۶) قادیان ۲۲ دسمبر:

آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو انفلوائنزا کی شکایت ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۷) قادیان ۶ جنوری:

آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بوجہ بخار اور جسم میں درد کے ناساز ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۸) قادیان ۲۱ جنوری ۱۹۳۸ء:

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا:
پچھلے جمعہ کے بعد سے مجھے گلے کی تکلیف ہے اور اس وجہ سے میں بلند آواز سے نہیں بول سکتا۔پس اپنی آواز دوسرے دوستوں کی وساطت سے پہنچاتا ہوں (تین دوست بلند آواز سے خطبے کے الفاظ دہرانے کے لئے مقرر کئے گئے تا کہ حاضرین تک آواز پہنچا سکیں)۔

(۳۹) قادیان ۲۷ جنوری ۱۹۳۸ء:

آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت ابھی ناساز ہے گلے کا درد رفع نہیں ہوا کانوں میں بھی درد کی شکایت ہے اور کھانسی بھی ہے۔احباب

حضور کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

(۴۰) قادیان ۳۰ جنوری:

آج ساڑھے چھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت ابھی ناساز ہے کھانسی میں کمی نہیں ہوئی۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۴۱) قادیان ۶ فروری:

آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت آج صبح اچھی تھی۔لیکن جامعہ احمدیہ کی طرف سے جو پارٹی آج انٹر کالجیٹ ایسوسیشن لاہور کو دی گئی اس میں حضور کو تقریر فرماتے ہوئے پاؤں میں نقرس کی تکلیف ہوگئی۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۴۲) قادیان ۲۰ فروری ۱۹۳۸ء:

آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سردی کی وجہ سے نیز زکام کی کثرت کے باعث اعصابی کمزوری کی شکایت ہے کل آناً فاناً حضور کو ضعف بصارت کا حملہ ہوگیا جو دو تین گھنٹے کے بعد رفع ہوا۔سر کے چکروں کی بھی شکایت ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۴۳) قادیان ۲۲ فروری ۱۹۳۸ء:

آج آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو اعصابی کمزوری کے علاوہ گلے میں درد، زکام و کھانسی کی بھی شکایت ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

(۴۴) قادیان ۲۷ فروری:

آج ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج سر اور آنکھوں میں درد کی تکلیف رہی۔احباب حضور کی صحت کیلئے دعا فرماتے رہیں۔

(۴۵) قادیان ۲۸ فروری:

آج نزلہ اور گلے میں خراش کی وجہ سے میں زیادہ بول نہیں سکتا علاوہ ازیں بائیں پاؤں میں درد نقرس کا دورہ ہوگیا ہے اس لئے زیادہ کھڑا ابھی نہیں ہوسکتا اس وجہ سے میں آج بہت ہی چھوٹا خطبہ کہنا چاہتا ہوں۔ (ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۶) قادیان ۲۹ فروری:

میری عمر اس وقت سینتالیس (۴۷) سال کی ہوگی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر فرمودہ ۱۷ جون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۴۳ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۷ء)

میاں صاحب کے حالات خود قادیانی بیانات کے مطابق کتاب "قادیانی مذہب" میں مفصل درج ہیں۔

فصل چودھویں

قادیانی جماعت

(۱) آغاز وانجام

کل تک قادیانی فرقہ کے کیا دعوے تھے۔ کیا خواب تھے۔ اور آج کیا حالت ہے، کیا تعبیر ہے، یہ روئداد بہت عبرت آموز ہے تاریخ اسلام شاہد ہے۔ ایسی تحریکات کا ایسا ہی انجام ہوتا رہا ہے۔ پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اس سلسلہ میں مولوی ابو القاسم صاحب رفیق دلاوری کی تازہ تالیف "ائمہ تلبیس" قابل دید ہے۔ بلا مبالغہ تحقیق اور جامعیت کے اعتبار سے اپنے شعبہ کی کتابوں میں بینظیر ہے۔ بڑی تقطیع کے ۵۳۳ صفحات پر شائع ہوئی ہے۔ صرف دو روپے آٹھ آنے قیمت ہے۔ دار التصنیف فلیمنگ روڈ لاہور سے ملتی ہے۔ تاج کمپنی لاہور سے بھی مل سکتی ہے۔

حال تک قادیانی تحریک کے جو دور دورے تھے۔ پھر "قادیانی مذہب" کی اشاعت کے بعد سے چند سال میں جو عام بیداری پھیلی۔ اور اس بیداری کی بدولت قادیانی تحریک کا جو حشر ہوا اس کی سلسلہ وار کیفیت "قادیانی مذہب" کی پانچوں تمہیدوں میں درج ہے۔ مختصر ذکر جا بجا اس کتاب میں بھی آچکا ہے۔ سرسری خاکہ ذیل میں پیش کرتے ہیں:

(۲) آسمانی کارروائی

دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت سے نکل کر ہماری جماعت سے ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ (ضمیمہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) ماتم وشادی

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے	کہ تونے کام سب میرے سنوارے
ترے احسان مرے سر پر ہیں بھارے	چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تونے سب دشمن اتارے	ہمارے کردیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے	کہاں مرتے تھے پر تونے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے	نہ ان سے رُک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم' ہمارے گھر میں شادی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی نظم منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۵۵ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۴) میدان کی بات

عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں لیکن جب کہ میں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علامہ اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف منہ کے پھوکوں سے یہ الٰہی سلسلہ برباد ہوسکتا ہے' کبھی برباد نہیں ہوگا وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں.........

دیکھو وہ زمانہ جلد آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں' یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں (تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ تقریباً تیس سال بعد ۱۹۳۱ء میں قادیانی فرقہ کی آبادی تمام ہندوستان میں ۵۷ ہزار کے قریب اندازہ ہوئی اس میں مرد' عورت' بوڑھے' بچے' جاہل اور عامی بھی شامل ہیں ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب کو تیس ہزار کی ایسی منتخب جماعت مل گئی۔ عجب حساب ہے۔ اپنی تعداد کے بارہ میں قادیانی مبالغے "قادیانی مذہب" میں قابلِ دید ہیں۔ للمؤلف)۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹ طبع دوم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب منقول از اخبار الفضل قادیان

جلد ۲۶ نمبر ۲۸ مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۸ء)

(۵) جماعت کی ترقی

۱۹۰۵ء کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کی ترقی کے متعلق فرمایا:

"جو کام ہونے والا ہوتا ہے اس میں خدا کے فضل کی روح پھونکی جاتی ہے۔ جیسے باغبان اپنے باغ کی آبپاشی کرتا ہے تو وہ تروتازہ ہوتا ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ اپنے مرسلین کے سلسلہ کو ترقی اور تازگی عطا فرماتا ہے .... ہماری جماعت کے متعلق خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہیں کوئی انسانی عقل یا دور اندیشی یا دنیوی اسباب ان وعدوں تک ہم کو نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی سب اسباب مہیا کر دے گا تب یہ کام انجام کو پہنچے گا۔ اگر بالفرض ہماری جماعت کی تعداد بیس پچیس لاکھ تک پہنچ کر ٹھہر جائے تو پھر بھی کیا ہے' کچھ بھی نہیں۔ (حالاں کہ پچاس سال میں تعداد پنجاب میں پچپن ہزار اور کل ہندوستان میں پچھتر (۷۵) ہزار کے قریب پہنچی ہے۔ للمؤلف) اتنی تعداد تو سکھوں کی بھی ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں ساری دنیا اس جماعت سے بھر جائے۔ اور یہ انسان کا کام نہیں۔ انسان کی زندگی کا تو ایک دم کا اعتبار نہیں۔ وہ کیا کر سکتا ہے۔ لیکن خدا سب کچھ کر سکتا ہے۔ دراصل بڑا معجزہ یہی ہے کہ فرستادہ کی علت غائی باطل نہ ہو جائے۔" (محمد صادق قادیان یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء)۔

(قادیانی اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۳۰ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(۶) دنیا کا چارج

پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں تم نے دنیا کو ادھر نہیں

لانا۔ بلکہ لانے والا خدا ہے۔اس لئے تمہیں آنے والوں کا معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبۂ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۶۷ تا ۶۸ مورخہ ۲۷ فروری تا ۲ مارچ ۱۹۲۲ء)

(۷) قادیانی امیدیں

غرض ہر قوم ہر طبقہ اور ہر ملک میں گھبراہٹ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہب پر پکی اور امید و یقین سے پُر ہے تو وہ احمدی جماعت ہے' وہ لوگ جو واقع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتے ہیں۔وہ سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں۔کہ سب کچلے جائیں گے۔صرف ہم باقی رہیں گے۔ہر ایک کو موت نظر آرہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔کیونکہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے:

آسمان سے کئی تخت اترے
پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا

پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی۔مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی۔حکمران ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی۔مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبۂ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۷۸ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۸ء)

(۸) پُرفریب نام

چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سیاسیات میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں اور ان کی طرف سے تحفظ حقوق مسلمین کے پُرفریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں کی جارہی ہیں اور اس سلسلہ میں بعض نہایت عجیب وغریب باتیں معلوم ہوئیں اور جستجو پر بہت سے خوفناک اور رنجیدہ انکشافات بھی ہوئے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۹) سیاسیات میں برتری

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں سیاسیات میں بھی ایسی ہی برتری عطا کی جیسی دوسرے امور میں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ہماری اپنی قابلیتوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔اب بیسیوں بڑے بڑے سیاست دان یورپ اور ہندوستان کے لوگوں کی تحریریں موجود ہیں جن میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ہم نے ہندوستان کے نظم ونسق کے متعلق جو رائے پیش کی ہے وہ بہت صائب ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء)

(۱۰) ماں رات کو فوت ہوگئی

آج کل احمدیوں کی جس قدر مخالفت ہورہی ہے ابتدا میں بھی شاید اتنی نہ ہوئی ہو اور یہ صحیح بھی ہے۔مگر جماعت بوجہ ان فتوحات کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے نصیب ہو رہی ہیں اسے محسوس نہیں کرتی اس کی حالت اس بچے کی سی ہے جس کی ماں رات کو فوت ہو گئی صبح کو جب اٹھا تو اسے پیار کرنے لگا اور ہنسنے لگا پھر بھی جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو اس نے محبت سے اس کے منہ پر چپت ماری اور یہی سمجھتا رہا کہ یوں ہی چپ ہے حتیٰ کہ جب اسے دفن کرنے کے لئے لے جانے لگے تب اسے معلوم ہوا کہ اس کی نہایت ہی محبوب چیز ہمیشہ کیلئے اس سے چھڑا دی گئی ہے' اسی طرح جماعت کے وہ ناواقف دوست جو سلسلہ کے حالات سے آگاہ نہیں اور مخالفت کی شدت جن آنکھوں کے سامنے نہیں وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ کیا پرواہ ہے' ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے مگر جس جماعت کو میں یا جماعت کے دوسرے لوگ دیکھتے ہیں وہ اس سے ناواقف ہیں۔

سب بڑے اور چھوٹے اس وقت ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔احمدیت کی ابتداء میں انگریز مخالف نہ تھے۔سوائے چند ابتدائی ایام کے کہ جب وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصے سے ہمیں دیکھتے ہیں اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔پھر وہ لوگ جو پہلے سیاسی کاموں کی وجہ سے

ہمارے مداح تھے ان میں سے بھی کچھ تو کھلے طور پر اور کچھ مخفی طور پر ہماری مخالفت میں لگ گئے ہیں۔ بعض تو صاف احراریوں سے مل گئے ہیں ان کی مجالس میں جاتے ہیں۔ ان کے لئے چندے جمع کرتے ہیں اور چند گنتی کے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔

پھر خود ہمارے اندر منافقوں کا ایک جال ہے جو تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد ظاہر ہوتے رہتے ہیں وہ کبھی جھوٹی خبریں شائع کرتے ہیں کبھی جھوٹی باتیں بنا کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں' قرآن کریم میں انہیں کے متعلق آتا ہے۔ و المرجفون فی المدینة کوئی اچھا کام نہیں جس پر وہ اعتراض نہ کریں اور کوئی نیک آدمی نہیں جس پر الزام نہ لگائیں یہ اندرونی دشمن ہیں جو باہر والوں سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ ان کی باتیں سننے والا سمجھتا ہے یہ بھی آخر احمدی ہیں مخلص ہیں اور اس وجہ سے ان سے ان کے دھوکا میں آ جاتا ہے۔ ان کی ایسی حرکات سے اپنوں کے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے اور دشمن دلیر ہوتے ہیں۔

ان سب چیزوں کو دیکھ کر میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک فوج گھیرے چلی آ رہی ہے اور قریب ہے کہ اس کے نکلنے کیلئے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہے ایک زلزلہ ہے جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا مگر زمین کے نیچے خوفناک آگ شعلہ زن ہے۔ یہ صحیح ہے کہ الٰہی سلسلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سب ہمارے لئے کچھ نہیں لیکن اگر یہ فتنے جماعت کو کمزور بھی کر دیں تو وہ امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سپرد ہے اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ضرور ہے اور جس طرح دودھ زمین پر گر جانے کے بعد اٹھایا نہیں جا سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا نور ایک دفعہ ضائع ہو جانے کے بعد پھر اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس کے لئے نئی جماعتیں ہی قائم ہوا کرتی ہیں اور نئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۱ نمبر ۱۱۰ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۱۱) قادیانی واویلا

ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے اور ملک میں

ایسی داغ بیل ڈال دی ہے کہ فساد مٹ۔ مگر حکومت نے ہماری اس عمارت کو گرا دیا ہے اور ہمارے نازک احساسات مجروح کئے گئے ہیں ہمارے دل زخمی کر دئے گئے ہیں۔ ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے۔ اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۴ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۲) عام ناراضگی

غرض ہر قوم نے آج چاہا کہ ہمیں کچل دے ایک طرف دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں۔ احراری بھی ہیں۔ پیر زادے بھی ہیں۔ جمعیۃ العلماء بھی ہے۔ اہل حدیث بھی ہیں۔ دیوبندی بھی ہیں' قادیان کے منافق بھی ہیں اور قادیان کے بعض آریہ اور سکھ بھی ہیں۔ پھر آریہ اخبارات بھی ہیں۔ پادری بھی ان کے ہم نوا ہیں۔ شاعر اور فلاسفر بھی ان کے ساتھ ہیں۔ سیاست داں بھی ان کے ساتھ ہیں اور حکومت بھی اپنا زور ان کی تائید میں خرچ کر رہی ہے گویا دنیا اپنی طاقتیں احمدیت کے کچلنے پر صرف کرنے کے لئے آمادہ ہو رہی ہے ....

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۷۶ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء)

(۱۳) قریب دو سال

آپ لوگ قریباً دو سال سے جس وقت کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اور بوقت ضرورت جن قربانیوں کے لئے تیاری کے پر جوش وعدے کرتے رہے ہیں ان کا وقت آن پہنچا ہے۔ اب آپ کو شاید ایسے مواقع بہت کم ملیں گے کہ کسی جلسہ میں جمع ہو کر نعرے لگا دیں اور پرزور الفاظ میں سلسلے کی خاطر ہر قربانی کا وعدہ کر کے گھروں کو چلے جائیں بلکہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ کو عملاً قربانیاں کرنی پڑیں گی اور خدا کی راہ میں ممکن ہے آپ میں سے بعض کو جانیں دینی پڑیں۔ حکومت کی طرف سے انتہائی سزاؤں کا مورد بننا پڑے اور

دشمنوں کی طرف سے ہر قسم کی ایذاؤں کا متحمل ہونا پڑے۔

(قادیانیوں کی نیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس عام تقریر میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۶ جمادی الاوّل ۱۳۵۴ھ م ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)

(۱۴) مسلم لیگ کا حلف نامہ

اب تو مسلم لیگ نے بھی جس کے ممبر آزاد خیال اور رودار سمجھے جاتے ہیں اور ہندوستان کی ذہنی روح تصور کئے جاتے ہیں ایک حلف نامہ تیار کیا ہے کہ جو ان کی طرف سے اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑا ہو وہ یہ حلف اٹھائے کہ میں اسمبلی میں جا کر احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کرونگا۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۱۵) بے عملی کا شکوہ

پس میں اپنی جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم باتیں کرتے ہو مگر کام نہیں کرتے۔ یہاں مجالس شوریٰ ہوتی ہے دھڑلے سے تقریریں کی جاتی ہیں۔ لوگ رو بھی پڑتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کلیجہ باہر آنے لگا ہے مگر جب یہاں سے جاتے ہیں تو سست ہو جاتے ہیں۔ لوگ چندے لکھواتے ہیں مگر دینے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں میں نام پیدا کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم احمدیت کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں مگر وہ قربانی کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۲ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۱۶) اندرونی ابتری

باقی رہیں دوسری قربانیاں۔ ان کا بھی یہی حال ہے۔ ابھی تک میں یہی سنتا ہوں کہ فلاں کی فلاں سے لڑائی ہے۔ حتیٰ کہ نماز بھی الگ پڑھی جاتی ہے۔ ایک دوست نے سنایا کہ ایک جگہ پانچ احمدی ہیں اور پانچوں الگ الگ نماز پڑھتے ہیں .... میں نے بارہا کہا ہے کہ خدا کی عبادت میں ایسا نہ کرو۔ مگر بعض لوگوں پر ایسی لعنت برسی ہے کہ ان پر

کوئی اثر ہی نہیں ہوتا..........

پھر میں نے توجہ دلائی ہے کہ صلح کرو اور آپس میں محبت پیدا کرو مگر اس کی طرف بھی پوری توجہ نہیں کی جاتی۔ غرض کہ جماعت کا ایک معتد بہ حصہ ایسا ہے۔ یہ نہیں کہ ساری کی ساری جماعت ایسی ہے مگر غرباء میں بھی اور اصرار میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ہمارے ملک میں اس عام مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ لوگ وعظ مزے لینے کے لئے سنتے ہیں۔ عمل کے لئے نہیں۔ اگر عمل کے لئے سنتے تو آج تک ولایت اور سلوک کی کئی منازل طے کر چکے ہوتے (گویا واعظ صاحب خود طے کر چکے ہیں۔ للمؤلف) مگر وہ مزے لینے کے لئے سنتے یا اخبار میں پڑھتے ہیں۔ (وعظ ہوتے بھی ہیں مزیدار۔ کیا کیا جائے اگر کسی کو بے اختیار مزہ آجائے۔ للمؤلف)۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۷۰ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء)

(۱۷) خلافت کی شکایت

میں نے ہمیشہ بتایا اور اب بھی دو سال سے متواتر بتاتا چلا آرہا ہوں کہ خلافت کی غرض وغایت کچھ نہ کچھ ضرور ہونی چاہیے اور جب کوئی شخص خلیفہ کی بیعت کرتا ہے تو اس کی بیعت کے بھی کوئی معنی ہونے چاہئیں، مگر تم بیعت کے بعد اور میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے بعد میری سنتے ہی نہیں اور اپنی ہی کہے چلے جاتے ہو۔ تو ایسی بیعت کا فائدہ ہی کیا۔ اس صورت میں تو ایسی بیعت کو تہہ کر کے الگ پھینک کر دینا زیادہ فائدہ مند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ انسان دنیا میں بھی ذلیل ہو اور خدا تعالیٰ کی نظر بھی لعنتی بنے.......... پس سچی قربانی کرو اور لغو باتیں چھوڑ دو کہ خدا تعالیٰ محض باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ یہ باتیں میں نے اتنی بار کہی ہیں کہ اب کہتے کہتے میرا گلا بھی اس قدر متورم اور زخمی ہو چکا ہے کہ خطبہ جمعہ اور اس کے بعد نماز میں قرأت بھی بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتا اور گلا بیٹھ جاتا ہے۔

پس میں تو اب اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ایسے لوگ مجھے عطا کرے جو سچے طور پر میری باتیں سن کر ان پر عمل کرنے والے ہوں، مجھے اس سے کیا فائدہ کہ لاکھوں آدمی میرے ساتھ ایسے ہوں جو میری باتوں پر عمل کرنے والے نہ ہوں سچے مومن تو میرے ساتھ اگر دس بیس ہوں تو وہی لاکھوں آدمیوں سے میرے لئے زیادہ خوشی کا

موجب ہو سکتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۹۹ مورخہ ۲۵ جون ۱۹۳۶ء)

(۱۸) اثر کا اعتراف

ہمیں نظر یہ آتا ہے کہ ہم دشمن کے عمل سے متاثر ہو رہے ہیں اور اس کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں ہم میں سے جو کمزور لوگ ہیں بسا اوقات وہ ان غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور دشمن کے بداثرات سے متاثر ہو جاتے ہیں .... دشمن ہمارے گھروں میں گھس گھس کر ہمارے جماعت کے نوجوانوں اور کمزور طبع لوگوں میں نقص پیدا کرتا رہتا ہے اور ہمارا سارا وقت اس اندرونی اصلاح ہی میں صرف ہو جاتا ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۷۹ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۱۹) اکثر

اب تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شیطان آتا ہے اور ہمارے ایک آدمی کو بہکا کر لے جاتا ہے ہم سارا دن اس کی تلاش اور جستجو میں لگے رہتے ہیں لیکن جب شام ہونے کے قریب ہوتی ہے اور ہم اسے تلاش کر کے واپس لا رہے ہوتے ہیں تو ہمیں آواز آتی ہے کہ ہم میں سے دو اور آدمیوں کے شیطان بہکا کر اپنے ساتھ لے گیا ہے پھر ہم ان کی تلاش میں نکلتے ہیں تو آواز آتی ہے کہ فلاں آدمی کو بھی شیطان پکڑ کر لے گیا ہے۔ غرض ہم میں اور شیطان میں ایک جنگ جاری ہے اور جنگ بھی ایسی کہ جس میں ہماری مثال دشمن سے بھاگے ہوئے شکست خوردہ لوگوں کی سی ہے۔ ہم ایک بچاتے ہیں تو دشمن دو کو لے جاتا ہے۔ ہم دو کو بچاتے ہیں تو وہ تین آدمی لے جاتا ہے ہم تین کو بچاتے ہیں تو وہ چار کو لے جاتا ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۷۹ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۲۰) ایک، دوسرا، تیسرا

ایک شخص مرتد ہوتا ہے۔ پھر دوسرا مرتد ہوتا ہے۔ پھر تیسرا مرتد ہوتا ہے۔ اگر آج تک کسی بھلے مانس نے یہ نہیں بتایا کہ اس کے ارتداد کے وجوہات کیا ہیں۔ غالباً اس کے زعم میں کوئی کوئی ایسی ہی نجس، ناپاک اور گندی وجوہات ہیں جن کے اظہار میں انہیں خود بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک شخص مرتد ہو۔ اور پھر وہ اپنے ارتداد کے وجوہ نہ بیان کر سکے۔ (قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے۔ غالباً وجوہ ناگفتہ بہ ہوں گے تاہم بعض نے اخلاقی جرأت سے کام لے کر وجوہ کی طرف اشارہ کیا لیکن وہ اشارہ سخت ناگوار ثابت ہوا۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی تازہ مثال بہت سبق آموز ہے۔ للمؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۵۸ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۲۱) فرار بے قرار

غرض عقیدے کی جنگ میں جہاں ہم نے دشمن کو ہر میدان میں شکست دی اور نہ صرف میدانوں میں اس کو شکست دی بلکہ اس کے گھروں پر حملہ آور ہوئے اور ہم نے اسے ایسا لتاڑا کہ اس میں سر اٹھانے کی بھی تاب نہ رہی۔ دشمن کے ہر گھر میں گھس کر ہم نے اس کے باطل عقائد کو کچلا اور اسے ایسی کھلی شکست دی کہ دشمن کے لئے اس سے زیادہ کھلی اور ذلت کی شکست اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ وہاں عمل کے میدان میں ہم دشمنوں میں محصور ہو گئے۔ اور ہمارے لئے ان سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں آدمی وہ ہم میں سے نقائص اور عیوب میں مبتلا کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم ایک جگہ سے بھاگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوسری جگہ امن ملے گا مگر وہاں بھی نقص آموجود ہوتا ہے پھر وہاں سے بھاگ کر تیسری طرف جاتے ہیں تو وہاں بھی دشمن موجود ہوتا ہے تیسری جگہ سے بھاگ کر چوتھی جگہ جاتے ہیں تو اس جگہ بھی دشمن ہمارے مقابلہ کے لئے موجود ہوتا ہے۔ گویا جس طرح چاروں طرف جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کیا کرے۔ یہی اس وقت ہماری حالت ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۷۹

مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۲۲) سچی تصویر

ابھی تو ہم اس شخص کی طرح پریشان پھر رہے ہیں جو بغیر سواری اور کسی ساتھی کے ایک مہیب اور پرخطر جنگل میں بھٹک جائے اور اسے اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کا راستہ نہ ملے ہم بھی حیران و پریشان ایک ایسی زمین میں پھر رہے ہیں جس میں نہ کوئی انیس ہے نہ جلیس۔ نہ سواری ہے نہ ٹھہرنے کا مقام۔ ایسی حالت کے ہوتے ہوئے خالی عقیدوں کو ہم نے کیا کرنا ہے۔ اور ان سے دنیا میں کیا تغیر ہوسکتا ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۷۹ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

گویا جس طرح چاروں طرف جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کیا کرے۔ یہی اس وقت ہماری حالت ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۷۹ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۲۳) آدھی چوتھائی یا کم

ذاتی طور پر مجھے اس بات کا قطعاً درد محسوس نہیں ہوسکتا اگر ہماری جماعت موجودہ تعداد سے گھٹ کر آدھی رہ جائے یا چوتھا حصہ رہ جائے یا اس سے بھی زیادہ گر جائے کیونکہ میں اس یقین پر ہوں کہ مخلصین وہ کچھ کرسکتے ہیں جو تعداد نہیں کرسکتی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۶۹ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۲۴) اقلیت کی ضرورت

اس سلسلہ میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اقلیت بھی بیکار نہیں ہوتی اور گورنمنٹوں پر ایسے اوقات آتے ہیں جب انہیں اقلیتوں کی امداد کی ضرورت ہوتی ہے حکومت کو بہت جلد ایک بہت

بڑی جنگ پیش آنے والی ہے اگر ہمارے ساتھ اس کا یہی رویہ رہا جواب ہے تو اس وقت بحیثیت جماعت ہم کوئی امداد نہ دیں گے بلکہ ایک تماشائی کی حیثیت سے الگ رہ کر تماشہ دیکھیں گے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۳۰۲ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(۲۵) کانگریس اور مسلم لیگ

اس کے بعد حضور (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ملکی سیاست کا ذکر فرماتے ہوئے اس سوال پر روشنی ڈالی کہ جماعت احمدیہ کانگریس میں شریک ہونا چاہیے یا مسلم لیگ میں۔ حضور نے فرمایا ابھی تک ہم نے اس بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی اور نہ ابھی کوئی دوست رائے قائم کریں کانگرس جب تک علی الاعلان بغیر کسی پیچ اور بغیر شک وشبہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ تبلیغ مذہب اور تبدیلی مذہب پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں ہوگی اس وقت تک ہم کانگرس سے نہیں مل سکتے اسی طرح مسلم لیگ یہ کہہ چکی ہے کہ کوئی احمدی اس کا ممبر نہیں ہوسکتا پھر کون بے غیرت احمدی ہے جو اس میں شامل ہو جب تک کہ لیگ صاف طور پر یہ اعلان نہ کردے کہ احمدی مسلم لیگ کے ممبر ہوسکتے ہیں مسلمانوں کے حلقوں سے امیدوار کے طور پر کھڑے ہوسکتے ہیں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۳۰۲ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(۲۶) ذلیل وخوار

ہم ذلیل وحقیر موجود ہیں اور آخر ایک غیر حکومت کے تابع ہیں ایک کمزور جماعت کا فرد ہونے کے لحاظ سے اور ایک چھوٹی اقلیت کا ممبر ہونے کے سبب سے ہمیں نہ کوئی دنیاوی وجاہت حاصل ہے جس کی کوئی قیمت سمجھی جائے اور نہ کوئی سیاسی رتبہ حاصل ہے جس کا کوئی لحاظ کیا جائے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۸ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲۷) سلسلہ کی عمر

ہمارے سلسلہ کو قائم ہوئے تقریباً ۴۸ سال ہوگئے۔ اب دو سال میں پچاس سال کی مدت ختم ہوجائیگی (ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ للمؤلف)۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۷۶ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۷ء)

ضمیمہ اوّل

قادیانی فریقین

قادیانی جماعت لاہور و جماعت قادیان

۳ نومبر ۱۹۳۶ء کو جو اخبار پیغام صلح لاہور (جلد ۲۴ نمبر ۷۰) شائع ہوا اس میں قادیانی فرقہ کی لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب قادیانی کا خطبہ جمعہ اور ان کے رفیق کار ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا ایک مضمون درج ہے دونوں صاحبان نے ہماری تالیف ''قادیانی مذہب'' کا ذکر کیا ہے جو کوئی چاہے اپنے خیال کے مطابق کتاب پر رائے زنی کر سکتا ہے اور اور لوگ کتاب پڑھ کر تصفیہ کر سکتے ہیں کہ وہ رائے کہاں تک اصلیت پر مبنی ہے۔ لیکن اس کتاب کے سلسلہ میں اس جماعت نے جس ذہنیت کا اظہار کیا ہے وہ بہت سبق آموز ہے چونکہ خود انہوں نے کتاب کے حوالہ سے قادیانی اور لاہوری جماعت کی بحث چھیڑی ہے۔ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بحث کی حقیقت واضح کر دی جائے۔

ابتداء میں جب یہ کتاب ''قادیانی مذہب'' اور اس کے متعلقہ رسالے شائع ہوئے تو لاہوری جماعت کی طرف سے ایک ذمہ دار رکن نے بذریعہ خط وکتابت سلسلہ جنبانی شروع کی کہ دراصل قادیانی جماعت سب خرابیوں کی ذمہ دار ہیں۔ جس سے لاہوری جماعت بھی بیزار ہے۔ لہٰذا اس جماعت کی جس قدر بھی تردید کی جائے۔ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ اس کار خیر میں لاہوری جماعت بھی ساتھ دینے کو تیار ہے۔ ایسی صورت میں قادیانی جماعت کو جو مرزا صاحب کا پیرو اور مخلص پیرو قرار دیا گیا ہے۔ وہ سراسر ظلم ہے۔ البتہ مرزا صاحب کی قلمی لغزشیں قابل درگذر ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی لاہوری جماعت کے کارنامے قابل داد ہیں لاہوری جماعت کی طرف سے اس مضمون کے خطوط متواتر پہنچے۔ چنانچہ خطوط کے چند اشارے ملاحظہ ہوں۔

(۱) ''معلوم ہوا کہ جس طرح دیگر علاقہ جات میں قادیانیوں نے اپنے گمراہ کن عقائد اور مخالف اسلام سیاست کی وجہ سے سلسلہ کو بدنام کر رکھا ہے۔ یہی حال آپ کے ہاں بھی ہے۔ آپ کو غالباً اچھی طرح علم ہوگا کہ ہمیں شروع سے ہی ان کے مذہبی اور سیاسی

روشن سے اختلاف رہا ہے ہماری جماعت نے آج تک کسی ایسی سیاسی تحریک میں کبھی بھی حصہ نہیں لیا۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہو۔" (۲۸ فروری ۱۹۳۴ء)

(۲) "اگر قادیانی ایسے گندے عقائد نبوت اور تکفیر مسلمین کے جاری نہ کرتے تو جماعت میں تفرقہ کیوں پیدا ہوتا حضرت مرزا صاحب کے صحبت یافتہ لوگوں نے یہ پسند نہ کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف ایسے فاسد عقائد منسوب ہیں۔ اس لئے قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آئے حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو چھوڑ کر اگر آپ قادیانیوں کی تردید کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد اسلام کی بیخکنی کرنے والے ہیں اور عملاً رسالت محمدیہ کو منسوخ کرنے والے ہیں۔"

"قادیانیوں کا سیاسیات میں ٹانگ گھسیڑنا بھی مفاد اسلام و مسلمین کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم ان کی سیاسی چالوں سے بھی متنفر ہیں۔ (۱۸ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۳) "آپ مرزا صاحب کی مخالفت سے باز آ کر قادیانیوں کے غالیانہ عقائد کی تردید کریں۔ جس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے۔"

"اگر آپ کی تردید قادیانی گروہ تک محدود رہتی تو ہم آپ کے ساتھ تھے۔"

(۲۸ فروری ۱۹۳۴ء)

(۴) "مجھے ابھی تک آپ کے اس نظریہ کی سمجھ نہیں آئی کہ قادیانی صاحبان جناب مرزا صاحب کے مسلک سے مجموعی طور پر قریب تر ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا قول و فعل ہر دو حضرت مرزا صاحب کے مخالف پڑے ہوئے ہیں۔" (۲۸ فروری ۱۹۳۴ء)

(۵) "آپ کا یہ کہنا کہ قادیانی حضرت مرزا صاحب سے زیادہ نزدیک ہیں ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔" (۲۸ فروری ۱۹۳۴ء)

(۶) عربی مثل ہے کہ تیز گھوڑا کبھی نہ کبھی ٹھوکر بھی کھا جاتا ہے اس لئے اتنا لکھنے والا آدمی اگر کسی جگہ تحریر میں ٹھوکر کھا جائے تو قابل درگزر رہتا ہے۔ ہاں جو اصولی بات ہے اس کے خلاف ہو تو قابل گرفت ہے۔ (۱۲ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۷) "قادیانیوں کو چھوڑ کر جن کو گدی بنانے کا الزام دیا جا سکتا ہے۔ ہماری جماعت لاہور کی جو سب سے پہلے اپنی جیبوں سے ہزار ہا روپیہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے کئی سالوں سے خرچ کر رہی ہے۔ کونسی ذاتی غرض وابستہ ہے جو لوگ ہم سے ذاتی طور پر واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ دنیاوی طور پر ہم نے اس راہ میں کچھ گنوایا ہی

ہے۔ دنیاداروں کی طرح کچھ جائیداد پیدا نہیں کی۔" (۳ ستمبر ۱۹۳۴ء)

غرض کہ لاہوری جماعت کی طرف سے کافی تفہیم کی گئی کہ ہر طرح قادیانی جماعت ہی ذمہ دار اور قصوروار ہے۔ اس جماعت کی تردید اسلام کی بڑی خدمت ہے۔ اور اس کام میں لاہوری جماعت بھی ہاتھ بٹانے کو آمادہ ہے لیکن جب منصوبہ نہ چل سکا تو لاہوری جماعت نے سکوت اختیار کر لیا۔ بات ختم ہو گئی۔ اب پھر باسی کڑھی میں ابال آیا ہے اخبار میں کتاب کا ذکر نکلا اور اس سلسلہ میں قادیانی اور لاہوری جماعت کی تفریق پر زور دیا گیا تو لازم ہوا کہ بقدر ضرورت معاملات کی صراحت کر دی جائے تا کہ بات صاف ہو جائے اور حقیقت کھل جائے۔

مولوی محمد علی صاحب قادیانی اپنے خطبہ میں شکایت فرماتے ہیں کہ "جن لوگوں نے اس کتاب (قادیانی مذہب) کو مطالعہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ نہ کوئی لاہوری اور قادیانی کا امتیاز اور حد بندی ہے۔" مولوی صاحب غالباً اس کتاب کے مطالعہ کی تاب نہ لا سکے اور نہ ایسے شخص سے رائے حاصل کر سکے جس نے اس کا مطالعہ کیا ہو ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ ترتیب ہی اس کتاب کی بڑی خصوصیت ہے اس میں قادیانی اور لاہوری جماعت کا ایسا امتیاز کر دیا گیا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی صاف نظر آ جاتا ہے کہ کونسی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم پر ثابت قدم ہے اور کون سی جماعت منافقت میں مبتلا ہے یہی امتیاز اور وضاحت تو لاہوری جماعت کے واسطے سب سے زیادہ تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے کہ اصل حقیقت کھل گئی۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے مضمون میں زیادہ کھلے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "ہم ہزار بار لکھ چکے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب کی امت نہیں ہم محمد رسول اللہ صلعم کی امت ہیں .... مرزا غلام احمد کی امت ہمیں قرار دیا جانا کہاں تک انصاف پر مبنی ہے شاید یہ کہا جائے کہ ہماری مراد اس سے مرزا محمود احمد اور قادیانی جماعت ہے تو پھر ان کا فرض تھا کہ قادیانیوں سے ہمیں الگ رکھتے۔ صاف طور پر یہ لکھتے کہ لاہوری جماعت ان لوگوں سے علیحدہ ہے۔" مثل مشہور ہے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ "خود لاہوری جماعت نے دعوے کے طور پر تسلیم کر لیا کہ وہ مرزا صاحب کی امت سے خارج ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو اپنی امت سے بھی تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ لاہوری جماعت کو بھی اعتراف ہے کہ اگر کوئی مرزا صاحب کی امت

مراد ہوسکتی ہے تو وہ بقول ان کے مرزا محمود احمد اور قادیانی جماعت ہے اور وہ قادیانی جماعت سے اس درجہ مغائر ہیں کہ چاہتے ہیں بات بات پر اعلان ہوتا رہے کہ وہ الگ ہیں الگ ہیں۔"

بایں ہمہ لاہوری جماعت کا ادعا ہے کہ وہ مرزا صاحب کی سچی پیرو اور اس کا امیر مرزا صاحب کا حقیقی جانشین ہے۔ نیز یہ کہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم سے گزر کر غلط راستہ پر جاری ہے۔ اور اس کا خلیفہ اس گمراہی کا علمبردار ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے پیرو کم از کم نوے فیصدی قادیانی جماعت میں اور زیادہ سے زیادہ دس فیصدی لاہوری جماعت میں شریک ہیں اور لطف یہ کہ ابتداء میں جماعت بندی کے وقت لاہوری جماعت کا غلبہ تھا۔ بعد کو لاہوری جماعت گھٹی تو قادیانی جماعت بڑھی حتیٰ کہ آج لاہوری جماعت بھی اس کا غلبہ کراہت کے ساتھ تسلیم کرتی ہے۔ اب اگر لاہوری جماعت کا دعویٰ درست ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ چند ہی سال میں مرزا صاحب کے پیروؤں میں کثیر جماعت نے بسرعت مرزا صاحب کی تعلیم فراموش کر کے گمراہی اختیار کر لی اور قلیل جماعت ان کی تعلیم پر قائم رہ سکی۔ سو وہ بھی رو بہ زوال ہے۔ قادیانی جماعت کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب اس عام گمراہی کے بانی قرار دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ مرزا صاحب کے فرزندِ دل بند ہیں۔ جن کے متعلق مرزا صاحب نے فخریہ انداز میں بشارتیں دی ہیں اس کے برعکس لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب مرزا صاحب کی تعلیم کے محافظ اور معلم بتائے جاتے ہیں جن کی عقیدت مندی اور استقامت کے متعلق مرزا صاحب اپنی زندگی میں شکایت کی حد تک بے اطمینانی ظاہر کر چکے ہیں۔

اگرچہ لاہوری جماعت اس فیصلہ پر چراغ پا ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت پر کہاں تک پردہ ڈال سکتی ہے کہ فی الواقعہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم بلاکم وکاست قبول کرتی ہے اور مرزا صاحب سے خاص خلوص رکھتی ہے۔ اس کے مقابل لاہوری جماعت مرزا صاحب کی تعلیم میں ترمیم وتخفیف کر کے اس کو اپنی مصلحتوں کے تابع رکھنا چاہتی ہے اور اپنی صوابدید کی حد تک مرزا صاحب کی بابت اظہار عقیدت کرتی ہے۔

لاہوری جماعت نے اپنی حیثیت اس چمگادڑ کی سی بنا رکھی ہے جو چاہتی تھی کہ پرندوں میں پرندہ شمار ہو اور چوپایوں میں چوپایہ بنی رہے۔ ایک طرف تو اس کی یہ

کوشش ہے کہ مسلمان اس کو اپنی جماعت سمجھیں اور دوسری طرف یہ کہ قادیانی اس کو اپنی جماعت مانیں۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اس کی مالی اور اخلاقی مدد کرتے رہیں اور وہ مصلحت آمیزی سے قادیانی تعلیم کی تبلیغ کرے۔ چنانچہ اب تک یہی ہوتا رہا ہے۔ اور وہ چاہتی تھی کہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے۔ لیکن انجام وہی ہوا جو منافقت کا ہوا کرتا ہے۔ مسلمان بھی بیدار وخبردار ہو گئے اور قادیانی بھی بیزار نظر آتے ہیں۔ عذرا سمجھتے ہیں ۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

لاہوری جماعت کی مصلحت آمیزیاں تو اس درجہ واضح ہو چکی ہیں کہ قادیانیت کے متعلق ان کی کتابیں نہ قادیانیوں میں معتبر شمار ہوتی ہیں اور نہ مسلمانوں میں۔ ان کا بیشتر مصرف یہ ہے کہ لاہوری جماعت کے نفاق کا ثبوت دیں۔ لطف یہ کہ خود لاہوری جماعت کے اکابر کی بھی قدیم تحریریں جب کہ مصلحت آمیزی شروع نہ ہوئی تھی۔ قادیانی جماعت کے موجودہ عقائد سے متفق ہیں۔ ان تحریرات کی بابت جو عذرات کئے جاتے ہیں وہ بدتر از گناہ معلوم ہوتے ہیں مثلاً امیر جماعت لاہور مولوی محمد علی صاحب جب اپنی سابقہ تحریرات کا انکار نہ کر سکے اور کوئی تاویل بھی نہ کر سکے تو ان کی زد سے بچنے کے لئے کیسے بھولے بن گئے۔ فرماتے ہیں:

"اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں۔ تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس (۳۰) سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ان عقائد کے بنا پر ان پر جو فتویٰ دینا چاہیں دیں۔ اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتویٰ کا سوال ہے تو ایسا کفر کا فتویٰ جس کو تیس (۳۰) سال قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو شاید ہی مفید ثابت ہو سکے۔"

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ نمبر ۸ بابت ۲ فروری ۱۹۳۶ء)

گویا کنایۃً مولوی محمد علی صاحب قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ تیس (۳۰) سال قبل خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی حیات اور صحبت میں ان کے جو عقائد تھے۔ اور جن کو وہ شائع بھی کرتے تھے۔ تکفیر کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس دوران میں ان کے عقائد بالکل بدل گئے گویا کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ لیکن پھر بھی وہ مرزا صاحب کے کامل متبع رہے۔ اور اب

بھی قادیانی جماعت لاہور کے امیر ہیں۔

معشوق ما بمشرب ہر کس موافق است
باما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

قادیانی نوحوں میں معمولاً جو مقطع کا بند رہتا ہے وہی اس مضمون میں بھی درج ہے یعنی ہم نے دین کے ایسے خدمات انجام دئے اور مسلمان ہم سے مدتوں خوش اور مطمئن رہے ہمارے ممد ومعاون رہے تو پھر ہم پر کیوں گرفت کی جاتی ہے۔ ہم سے کیوں باز پرس کی جاتی ہے یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے خاص کر جدید تعلیم یافتہ طبقہ نے قادیانیوں پر بالعموم اور لاہوری جماعت پر بالخصوص مدتوں اعتماد کیا۔ اور ہر طرح مالی واخلاقی امداد کی۔ حسن ظن اور وسعت اخلاق کا پورا ثبوت دیا۔ لیکن اصلیت آخر کہاں تک چھپتی بالآخر ثابت ہو گیا کہ دین وملت میں مسلمانوں کے مار آستین کون ہیں۔ اور اس نمائشی دواذرش کا اندرونی منشا کیا ہے۔ متنبہ ہونے پر لامحالہ مسلمان محتاط ہو گئے۔ اور یہی حزم اور احتیاط قادیانی صاحبان کو سخت زہر معلوم ہوتی ہے۔ اور اسی پر واویلا ہو رہی ہے حسن ظن کے زمانے میں مسلمانوں سے جو حسن خدمت کے پروانے حاصل کئے تھے۔ وہ اب ان کے بیدار ہونے پر شکایتاً شائع کئے جا رہے ہیں۔ گویا ایک مرتبہ فریب کھا کر مسلمانوں کو حق نہیں کہ وہ ہوشیار ہوں اور اپنی حفاظت کریں۔

تقریباً تمام مسلم اکابر جنہوں نے مدتوں سطحی واقفیت کی بنا پر قادیانی نمائشات کی خوب داد دی خوب امداد کی حقیقت کھلنے پر چونک پڑے اور اس بیداری کا قادیانیوں کو قلق ہے پرانی عنایات یاد دلا دلا کر قادیانی صاحبان مسلمانوں سے شکوہ کرتے ہیں۔ حالانکہ شکوہ مسلمانوں کو کرنا چاہیے کہ ان کے حسن ظن اور حسن اخلاق سے بیجا فائدہ اٹھایا گیا۔ بہرحال علماء ومشائخ ہی نے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ طبقہ کے سر برآوردہ مسلمانوں نے بھی بخوبی سمجھ لیا۔ اور اقرار کیا کہ قادیانیت واقعی عجیب دام فریب تھا نہ یوں بھانڈا پھوٹے اور نہ یہ طلسم ٹوٹے' کیسے کیسے باوقار اور صاحب اقتدار مسلمان جو کل تک قادیانیوں کے مداح اور حامی کار تھے۔ آج قادیانیوں سے بیزار ہیں اور اپنی سابقہ معاونت سے شرمسار ہیں لیکن ہم کو قادیانی صاحبان کی طرح اشتہار بازی منظور نہیں اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ خود قادیانی صاحبان کو اس کا اقرار ہے ملاحظہ ہو۔

''ایک وقت تھا کہ یہ سلسلہ (قادیانی) سب کو کھائے جا رہا تھا۔ دنیا

کی نگاہیں بار بار اٹھتی تھیں کہ حقیقی عامل یہ جماعت پیدا ہو گئی ہے .... اور آج یہ حالت ہے کہ اچھے اچھے لوگ بھی جن کے دل ادھر کھینچے ہوئے تھے وہ نفرت کرنے لگ گئے۔''

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ نمبر ۶۳ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

لاہوری جماعت کی دورخی اب نہیں چل سکتی اتنی مدت چلی یہ بھی تعجب ہے۔ اب اس کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنا ناگزیر ہے خواہ وہ یکسوئی سے مسلمان ہو جائے۔ اور تبلیغ اسلام میں لگ جائے اور خواہ وہ جی کڑا کر کے پکی قادیانی بن جائے۔ اور قادیانیت میں کھپ جائے۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

ضمیمہ دوم

بھگوان کرشن قادیانی

(۱) قادیانی تاویلات

قادیانی تحریک کے تین رُخ ہیں۔ایک حکومت کی طرف۔ایک مسلمانوں کی طرف اور ایک ہندوؤں کی طرف۔حکومت سے کیسے کیسے تعلقات بڑھانے کام بنائے اور کیوں کر بالآخر کھٹ پٹ ہوگئی اس کی تفصیل ''قادیانی مذہب'' میں اور مختصر کیفیت جا بجا اس کتاب میں درج ہے۔علیٰ ہذا مسلمانوں کے مخالف کیا کیا تدبیریں ہوئیں۔کیا کیا کوششیں ہوئیں۔اور کس طرح مدتوں دھوکے میں رہ کر مسلمان بیدار اور خبردار ہوئے۔یہ تفصیل بھی ''قادیانی مذہب'' میں اور اس کی مختصر کیفیت جا بجا اس کتاب میں درج ہے۔لیکن ہندوؤں سے جو قادیانی فرقہ معاملہ کرنا چاہتا ہے۔وہ سب سے آخری سودا ہے۔فی الوقت فریقین اس سودے پر بہت آمادہ معلوم ہوتے ہیں۔گرم جوشی سے ہاتھ بڑھ رہے ہیں۔ملا چاہتے ہیں۔دیکھئے یہ سودا کیا رنگ لاتا ہے۔قادیانی ہندوؤں کو جذب کرتے ہیں۔یا ہندوؤں میں جذب ہو جاتے ہیں۔کس کا رنگ غالب رہتا ہے۔

قادیانی ہندو واتحاد کے دو پہلو ہیں۔ایک سیاسی دوسرا مذہبی۔اوّل سیاسی پہلو کو لیجئے۔کل کی سی بات ہے کہ قادیانی جماعت حکومت کی طرف داری میں کانگریس سے ٹکر لیتی تھی۔اور اپنی اس کارگزاری پر فخر کرتی تھی کانگریس بھی اس سے بیزار معلوم ہوتی تھی۔چنانچہ خود قادیانی اعتراف ملاحظہ ہو:

> ''پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے؟
>
> ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکریڑی ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا

چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱ جلد ۲۳ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)

لیکن مدتوں کے مغالطہ کے بعد حال میں جب یہ امر پایۂ تحقیق کو پہنچ گیا۔ کہ قادیانی تحریک کا منشاء اور نتیجہ اسلام اور مسلمانوں کا انشقاق وافتراق ہے۔ تو مسلمانوں نے حفاظت خود اختیاری کے طور پر قادیانیوں کو اپنے دائرہ سے خارج کر دیا۔ حتیٰ کہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور مسلم لیگ جیسے قومی اداروں نے اس اخراج کا اعلان کر دیا۔ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی اخراج کا سوال زیر بحث ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال اس تحریک اخراج کے بانی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس بارہ میں مفصل اور مدلل مضامین شائع کئے۔ جو مسلمانوں میں از حد مقبول ہوئے۔ لیکن کس قدر تعجب ہے کہ قادیانی فرقہ کی حمایت میں پنڈت جواہر لال نہرو صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف کے مضامین کے جواب شائع کئے۔ اول تو پنڈت جی کو نفسِ مذہب سے جس قدر اعراض ہے۔ مشہور ہے۔ پھر مذہب اسلام سے کیا تعلق؟ لامحالہ ڈاکٹر سر محمد اقبال یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوئے کہ شاید پنڈت جی کو مسلمانوں کا اتحاد واتفاق گوارا نہیں اور چاہتے ہیں کہ قادیانی فرقہ کو تقویت دی جائے تا کہ وہ مسلمانوں میں مذہبی کشمکش کے ذریعے انتشار پیدا کر کے ان کی اجتماعی قوت مٹا دے۔

بہر حال یا تو قادیانی فرقہ کانگریس کا ایسا شدید مخالف تھا یا پنڈت جواہر لال نہرو صاحب بحیثیت صدر کانگریس بتاریخ ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت نے پنڈت جی کے استقبال میں وہ جوش وخلوص کا مظاہرہ کیا کہ سب حیران رہ گئے۔ لیکن خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب نے خود ہی اس انقلاب کی وجہ ظاہر فرما دی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اگر پنڈت جواہر لال نہرو صاحب اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کیلئے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانے میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال صاحب کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے

احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لئے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خون ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبے میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو۔ ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۸۷ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء)

غرض کہ ایک طرف قادیانی فرقہ کی سیاسی ضرورت ہندوؤں نے اور دوسری طرف ہندوؤں کی حمایت کی ضرورت قادیانی فرقہ نے بخوبی محسوس کر لی۔ اور اس اتحاد کا منشاء یہ کہ مسلمانوں پر زور پڑے۔ قادیانی اثرات بڑھیں تو مسلمانوں کی جمعیت ٹوٹے۔ قوت ٹوٹے، پنجاب، سندھ، کشمیر اور بنگال، ان علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اور یہ اکثریت رقیبوں کی نظر میں بہت کھٹکتی ہے۔ ان ہی علاقوں میں قادیانی تحریک پھیلانے کی خاص کوشش ہو رہی ہے۔ چنانچہ کانگریسی فریق بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت اور مسلمانوں کی وزارت کو بہت گراں محسوس کر رہا ہے کہ کسی طرح اس میں تخفیف ہو جائے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ یوں تو جو بھی تدابیر چل رہی ہوں۔ ایک تازہ واقعہ بہت معنی خیز ہے۔ اوائل مارچ ۱۹۳۸ء میں اعلان شائع ہوا کہ صدر انجمن احمدیہ فرقہ کی ترقی کے لئے ایک مشن سینٹر یعنی دار التبلیغ بنایا جائے گا۔ اسی تقریب میں جو افتتاحی جلسہ ہوا اس کی مختصر روداد ملاحظہ ہو:

"کلکتہ ۵ مارچ ۱۹۳۸ء (بذریعہ ڈاک) احمدیہ دار التبلیغ کلکتہ کی تقریب افتتاح کے سلسلہ میں آج شری پت سنت کمار رائے صاحب چودھری میئر آف کلکتہ کے زیر صدارت البرٹ ہال میں جلسہ منعقد ہوا۔ رسم افتتاح ادا کرتے ہوئے جناب نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر حیدر آباد دکن نے حاضرین کے سامنے جماعت احمدیہ کے اغراض و بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ مسجد احمدیہ لندن کی طرح دار التبلیغ کلکتہ بھی خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے تمام لوگوں کے

لئے کھلا ہے۔ جلسہ میں ایک بہت بڑا نمائندہ شریک ہوا۔ (نام درج نہیں کیا۔ شاید اس سے مراد مسٹر سرت چندر بوس ہوں۔ جو کانگریس کے موجودہ صدر مسٹر سبھاش چندر بوس کے بھائی ہیں۔ اور جنہوں نے اس تقریب میں دوسرے دن بحیثیت صدر جلسہ قادیانی تحریک کی تائید میں ایک انگریزی اڈریس بھی پڑھا جس کا ترجمہ بعد کو اخبار الفضل قادیان میں شائع ہوا۔ للمؤلف)۔''

''حاضرین نے جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کے متعلق گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب نہایت کامیابی کے ساتھ عمل میں آئی۔ مسٹر اردشیر ڈین شا مسٹر نرا پرادا چکرورتی' پروفیسر آدھی کاری اور خان بہادر چودھری ابو الہاشم خاں صاحب امیر بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن نے بھی تقریریں کیں۔ کلکتہ کے مشہور روزنامچہ امرت بازار پتر کا (۶ مارچ) نے بھی اس تقریب کی کارروائی شائع کی (نامہ نگار) (بہرحال یہ مسلّم ہے کہ کسی مسلمان نے اس جلسہ میں شریک ہو کر تقریر نہیں کی۔ جلسہ ایک خاص سرپرستی میں منعقد ہوا۔ اور اس کا ماحول ظاہر ہے۔ للمؤلف)۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۵۷ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۸ء)

۶ مارچ ۱۹۳۸ء کو احمدیہ دار التبلیغ کلکتہ کے افتتاح کے موقع پر البرٹ ہال میں صدر آل انڈیا کانگریس بابو سبھاش چندر بوس کے بھائی مسٹر سرت چندر بوس نے احمدی احباب کے اجتماع میں انگریزی میں جو اڈریس پڑھا۔ اس کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے:

''میرے لئے یہ بات بہت بڑے فخر اور عزت کا موجب ہے کہ آپ نے مجھے اس جلسہ کی صدارت کی دعوت دی..................''

فی الحقیقت جماعت احمدیہ کی تعلیم اپنی نوعیت میں دور حاضرہ کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے جب یہ دعویٰ کیا کہ وہ گزشتہ پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث ہوئے ہیں۔ اور وہ وہی مہدی معہود اور مسیح موعود نیز عیسیٰ زمان ہیں۔ تو میرے خیال میں

اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ ہر زمانہ کے لئے ایک نبی ہونا چاہیے جو صداقت ازلی کو اس زمانہ کی ضرورت کی روشنی میں دوبارہ دنیا کے سامنے واضح کرے۔ اور اس فریسیانہ تنگ ظرفی سے پاک کردے جو مرورِ زمانے سے تمام مذاہب کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔

اس نقطہ نگاہ سے وہ لوگ بھی جو خواہ آپ کی جماعت کے احکام پر پوری طرح عمل پیرا نہوں جماعت احمدیہ کے بانی کو دل سے ایک سچا اور بہت بڑا نبی تسلیم کر سکتے ہیں بہرحال خاص دنیوی اور تاریخی زاویہ نگاہ سے یہ امر تمام دنیا کو مسلّم ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کی تحریک دور حاضرہ میں اسلام کی ایک بہت بڑی اصلاحی تحریک ہے۔ نیز اتحاد عالم کے نقطۂ نگاہ سے یہ ایک ایسی تحریک ہے جن میں خیر و برکت کی لاانتہا قوتیں پنہاں ہیں۔ ہم صدق دل سے اس کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ اور ان الفاظ کے ساتھ میں اس کی کارروائی ختم کرتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۶۷ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

مسٹر سرت چندر بوس نے اپنے خطبہ صدارت میں قادیانی تحریک کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے کہ اس میں خیر و برکت کی لاانتہا قوتیں پنہاں ہیں۔ اور ہم صدق دل سے اس کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ کانگریسی حلقہ کے دوسرے اکابر سیاسیات بھی آج کل صدق دل سے قادیانی تحریک کی ترقی کے خواہاں معلوم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر سر اقبال کے مقابل پنڈت جواہر لال نہرو صاحب نے قادیانی جماعت کی جو تائید کی وہ تو مشہور ہے۔ اس کتاب میں بھی ذکر آچکا ہے۔ مسٹر سرت چندر بوس کے بھائی مسٹر سبھاش چندر بوس موجودہ صدر کانگریس کا قول بھی مشہور کیا جا رہا ہے ''کہ موجودہ وقت کا لحاظ کرتے ہوئے ملک میں اتحاد پیدا کرنا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ احمدیہ فرقہ مذہبی تحمل کے ذریعے ملک میں اتحاد پیدا کرنا چاہتا ہے۔'' مطلب یہ کہ قادیانی تحریک تائید کی مستحق ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا صرف مسلمانوں کے مقابل قادیانی تحریک کی یہ توصیف و تائید ہو رہی ہے۔ یا ہندوؤں کو بھی اس تحریک کی خیر و برکت سے مستفیض ہونے کی اجازت ہے کہ مرزا صاحب سری کرشن جی مہاراج کا اوتار ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔ اور ہندوؤں پر اپنی پیروی اوتار

کر حیثیت سے لازم قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مختصر کیفیت ذیل میں پیش کی جائے گی۔

قادیانی فرقہ سری کرشن جی مہاراج کو جو نبی مانتا ہے تو اپنے اس عقیدے کا بڑے شدومد سے اعلان کرتا رہتا ہے کہ ہندوؤں کے دل میں جگہ پیدا ہو تو ممکن ہے۔ خود مرزا صاحب کے واسطے جانشینی کی گنجائش نکلے۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدر آباد میں قادیانی جماعت کے سر برآوردہ رکن ہیں۔ اور عرصہ تک نواب صاحب موصوف عدالت العالیہ کے بھی رکن رہے ہیں۔ مدت ملازمت ختم ہونے پر حال میں وظیفہ ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کلکتہ میں قادیانی جماعت کا دارالتبلیغ افتتاح فرماتے ہوئے نواب صاحب موصوف نے اپنی ایک سابقہ تحریر بھی تقسیم فرمائی جس میں سری کرشن بھی مہاراج کی نبوت کا باصرار قرار تھا اور یہ تقریر صدر جلسہ مسٹر سرت چندر بوس کو بہت پسند آئی۔ چنانچہ صاحب موصوف فرماتے ہیں:

''میرے نقطہ نگاہ سے اس عقیدے کی نہایت خوشکن تشریح نواب اکبر یار جنگ بہادر نے اپنی اس تقریر میں کی ہے جو انہوں نے سری کرشن جی کے جلسہ یوم ولادت میں کی۔ اس تقریب میں نواب صاحب نے بیان کیا کہ حضرت سری کرشن جی اس طرح کے ایک نبی ہیں جیسے سامی نسل کے انبیاء جنہیں اسلام نے باقاعدہ تسلیم کیا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۶۷ ۲ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

غالباً نواب اکبر یار جنگ بہادر کی اس کی تقریر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو نواب صاحب موصوف نے بتاریخ ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء حیدر آباد دکن میں سری کرشن جی مہاراج کے جشن ولادت میں فرمائی تھی اور جو اخبار رہبر دکن میں بتاریخ ۲۶ تا ۲۷ اگست ۱۹۳۶ء شائع ہوئی تھی۔

چنانچہ سری کرشن جی مہاراج کی نبوت پر زور دیتے ہوئے نواب صاحب موصوف نے فرمایا کہ ''میں تو ایک ایسے ملامتیہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں جو پہلے ہی سے اس ملامت کو اٹھائے ہوئے ہے اس لئے میں آزاد اور نڈر ہوں اور اس لئے سری کرشن جی مہاراج کو حضرت کرشن علیہ السلام کہنے اور نبی ماننے میں کوئی تامل نہیں کرتا ہوں۔''

گیتا کے فلسفہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ ''گیتا یہی فلسفہ بیان کرتی ہے کہ حق وانصاف قائم کرنے کے لئے جان ومال کی قربانیاں سے دریغ نہیں ہونا چاہیے یہ بے دہرمی

ہے کہ حق وانصاف کو اپنی آنکھوں کے سامنے کچلتے ہوئے دیکھا جائے اور کوئی قربانی نہ کی جائے ایک نہیں اگر ہزار جانیں بھی ضائع ہو جائیں تب بھی حق وانصاف بچانے کی قابل چیز ہے اس لئے جان کے بچانے کی فکر عبث ہے۔ دنیا کا کوئی فلسفہ اور کوئی قانون حفاظت خود اختیاری کے فطری حق سے انکار نہیں کرسکتا۔ جب جان ومال کی حفاظت کے لئے ظالم سے جنگ اور اس کا دفعیہ جائز ہے تو مذہب جیسی جان سے زیادہ عزیز چیز کی حفاظت کے لئے جنگ کو کوئی بھی ناجائز نہیں تصور کرسکتا۔''

غرض کہ قادیانی جماعت کو سری کرشن جی مہاراج کے ساتھ ازحد عقیدت اور ان کی کتاب گیتا کے ساتھ خاص شغف ہے لیکن اس کے ساتھ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قادیانی فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنے آپ کو کرشن جی کا اوتار بتاتے ہیں اور گیتا میں جو کرشن جی نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا ہے اس وعدہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتے ہیں کہ گویا مرزا صاحب کی شکل میں سری کرشن جی نے بحیثیت اوتار جنم لیا گویا جو سری کرشن جی ہیں وہی مرزا صاحب ہیں۔ اب یہ ہندو فرقوں کی قدر شناسی اور احسان شناسی پر منحصر ہے کہ مرزا صاحب سے سری کرشن جی کی تعریف وتکریم سن کر مرزا صاحب کو سری کرشن جی کا اوتار مان لیں۔ احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے۔

بہرحال مرزا صاحب کو سری کرشن جی کا اوتار ماننے کے متعلق جو قادیانی عقیدہ ہے وہ بالتفصیل ''قادیانی مذہب'' میں درج ہے۔ یہاں بھی اس عقیدے کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

(۲) ہندو اور مرزا صاحب

''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے۔ جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولا:

ہے کرشن جی رودر گوپال''

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب صفحہ ۴۶۴)

''دو دفعہ ہم نے رویاء میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں

اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں۔ پھر ایک دفعہ الہام ہوا:''

ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو
تیری استتی گیتا میں موجود ہے

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

''برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں''

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا صاحب ص ۵۶۰)

(۳) مرزا کرشن

''آخر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن) ہوں۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لکچر سیالکوٹ واقع ۲ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳۴)

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رودّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) وہی ہمارا کرشن

اے ہندو بھائیو! اس زمانے کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں وہ مہدی بھی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا ہے۔ وہ عیسیٰ بھی ہے کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے وہ یہ کلنک اوتار بھی ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے ہاں اے ہندو بھائیو تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے۔

اس نہ کلنک اوتار کا نام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ہے جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے خدا نے ان کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھائے ہیں اور ان کے ذریعے سے وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدل سے بھرنا چاہتا ہے جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ بڑا نور بخشتا ہے اور ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی سفارش پر لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے۔ اور عزتیں بخشتا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ان کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں۔

(میاں محمود احمد صاحب قادیان کا مضمون ''وہی ہمارا کرشن'' مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۲۲۷ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء)

(۵) بھگوان کرشن قادیانی

اس سمے جب کہ ہندو قوم نانا پرکار کے پاپوں میں لین ہو چکی ہے اور سارے ورن اپنے دھرم سے گر چکے تھے۔ بھگوان کرشن اپنے دعویٰ انوسار جو کہ آپ نے گیتا میں کیا تھا کہ میں لوگوں کی ہدایت اور پاپوں کے ناش کے لئے اس سنسار میں جنم لیا کروں گا۔ قادیان کی پوتر نگری میں ایک پرماتما کے پاسک کے ہاں جنم لیا جن کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ہے۔ آپ نے پرماتما نے تمہارے اُدھار کے لئے مجھ کو بھیجا ہے تا کہ میں تم کو پاپوں سے دور کر کے پرماتما کے آوز لے جاؤں اور ایشور کی کرپا سے لاکھوں انسانوں نے آپ کی اس آواز کو سویکار کر کے آپ کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر دیا......

جماعت احمدیہ کا اعتقاد جو کہ بھگوان کرشن کے متعلق ہے ظاہر ہے کہ وہ صادق راستباز تھے اور پرماتما کی طرف سے گیان لے کر آئے تھے چنانچہ بھگوان کرشن قادیانی اپنے ایک بھاشن میں فرماتے ہیں:

''واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایسا

کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ (لکچر سیالکوٹ)

شریمان آنند کند بھگوان کرشن قادیانی نے اپنے اس بھاشن میں یہ بات اچھی طرح سپشٹ کردی ہے کہ بھگوان کرشن اپنے سمے کا اوتار اور پرماتما کا پیارا اور راستباز تھا اور جماعت احمدیہ کا ایک ایک بچہ ان کے متعلق یہی وچار رکھتا ہے اور جماعت احمدیہ جس طرح اور راستبازوں کی عزت کرتی ہے اور ان کی ہتک ہرگز برداشت نہیں کرتی اسی طرح کرشن بھگوان کے متعلق بھی ہمارا یہی طریق عمل ہے۔

(مہاشہ محمد عمر شرما صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۳۲ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء)

(۶) یوم ولادت حضرت کرشن علیہ السلام

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان)

حضرت کرشن علیہ السلام کے یوم ولادت (جنم اشٹمی) کی تقریب پر جماعت احمدیہ حلقہ مزنگ لاہور نے ایک جلسہ ۹ اگست ۱۹۳۶ء بوقت ساڑھے آٹھ بجے شب کیا .... جس کا اعلان بذریعہ اشتہارات کیا گیا تھا۔ اور سناتن دھرم پرتی مذہبی سبھا سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنا کوئی نمائندہ حضرت کرشن کے حالات سنانے کے لئے ہمارے جلسہ میں بھیجیں۔ (قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء)

(۷) حضرت مسیح اور کرشن علیہ السلام

(عنوان منقول از ریویو)

ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہوجائے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جائیں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ

انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔

(مولوی محمد علی قادیانی صاحب امیر جماعت لاہور۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۰۹ تا ۴۱۱ منقول از رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۶۳ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۸) مرلی کی نئی دُھن

ہندوستان کا مستقبل اس وسیع براعظم کے فرزندوں کے باہمی سمجھوتہ اور فرقہ وارانہ اختلافات کے حل پر منحصر ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی لامذہبیت ہماری بگڑی کو نہیں بنا سکتی کیونکہ ہم فطرتاً مذہب پسند ہیں۔ آریہ سماج کی خشکی۔ ملاؤں کی خونخواری۔ نئی نئی بننے والی سوسائٹیوں کی صلح کن پالیسی بھارت کی قسمت کو نہیں پلٹ سکتی۔ ہمارے دکھوں کا علاج ہماری سیاسی غلامی کی آزادی کرشن کی مرلی کی جدید دھن پر موقوف ہے۔ ہمارے زمانے کا کرشن (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔للمؤلف) وہ (سابق زمانہ کا کرشن۔للمؤلف) نہیں جو ارجن کو ماری تیر چلانے اور کوروں کو خاک میں ملانے کا وعظ کرے بلکہ مرلی کی نئی دھن زمین پر صلح اور زمین کی طرف پیغام آشتی ہے ہم نے آج سے ۳۳ سال قبل (یعنی ۱۹۰۴ء میں جبکہ مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا اور دعویٰ کا اعلان کیا۔للمؤلف) اس جمال جہاں آرا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔للمؤلف) کو دیکھا اور درخواست کی۔ ''بنگ نجریا کینو ہمری اور گوپال'' نظر التفات ہوئی۔ بیڑا پار ہوا جو بھگت سوورما کو ملا وہ سب کو ملنا چاہیے۔ اسی لئے جی چاہتا ہے کہ ہندو خوش ہوں کہ احمدی مسلمان سری کرشن کو اللہ کا نبی مانتا ہے اور ہندوؤں کی محبوب ترین ہستی سے محبت رکھتا ہے (اور اس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو کرشن جی کا اوتار مانتا ہے اور ان سے افضل جانتا ہے۔للمؤلف)۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۸۹ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

اس زمانہ کے نبی حضرت غلام احمد قادیانی صاحب نے بڑے زور سے اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ کرشن کو نبی مانیں (مصلحت ظاہر ہے خود مرزا صاحب کرشن جی کا اوتار ہونے کے مدعی ہیں۔للمؤلف)۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء)

(۹) یادرکھو

یادرکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ

کرشن بھی ہیں یعنی آپ ہندوؤں کے لئے بھی ہادی ہیں۔اب ہم ان میں تبلیغ شروع کر دیں گے اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود کرشن کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود مسیح ہیں۔آپ کی جماعت کو مسیحوں پر غلبہ ملے گا۔آپ مہدی ہیں مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعہ ملے گی۔کرشن ہیں ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلے گی۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ہم ہندوؤں میں کام کریں گے اور وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۷۱ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۱۰) ہندو عورتوں سے نکاح جائز

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے فرمایا کہ ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے۔ بہت کم ہیں۔ مجارٹی ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔اس لئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں سوائے سکھوں اور جینیوں کے عیسائیوں کی عورتوں اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں نکاح جائز ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا فتویٰ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء)

(۱۱) خلاصہ

ہندوؤں کا کانگریسی فرقہ جو سیاسی اغراض سے قادیانی فرقہ کو مسلمانوں کے مقابل بڑھانا چاہتا ہے۔خود بھی انعام سوچ لے کہ قادیانی ہندو اتحاد کن شرائط پر کب تک ممکن ہے۔اور مسلمانوں کی بیداری کے بعد وہ کس حد تک مفید مطلب ہوگا؟

فہرست مضامین قادیانی قول وفعل (حصہ دوم)

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

مِشکوٰۃُ الصَّلوٰت

مؤلفہ

الحاج محمد الیاس البرنی الچشتی القادری النقشبندی الفاروقی

ایم۔اے، ایل ایل،بی۔(علیگ)

مترجمہ

الخادم الحاج محمد عبدالحلیم الچشتی القادری النقشبندی الیاسی

ایم۔اے، ڈپ۔ایڈ۔ (عثمانیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

اپنی تالیف۔قادیانی قول وفعل۔چند سال پہلے شائع ہوئی تھی۔جو مدت سے کمیاب ہے۔اس کا یہ دوسرا حصہ اب شائع ہو رہا ہے۔جس میں سابق کے چار مضامین اصلاح واضافہ کے ساتھ درج ہیں۔یہ مضامین پہلے متفرق رسالوں میں شائع ہوئے تھے۔اب کتاب میں یکجا ہو گئے۔محفوظ ہو گئے۔ایک جدید مضمون بھی شریک ہو گیا۔یعنی قادیانی صحیح نشانی۔

قادیانیت کے متعلق اپنی جو تالیفات اب تک شائع ہوئیں۔ان میں کتاب قادیانی مذہب۔سب سے جامع اور مفصل ہے۔جو بڑی تقطیع کے ہزار صفحات پر درج ہے۔اور بیس فصلوں کے ساتھ پانچ تمہیدوں اور پانچ ضمیموں پر مشتمل ہے۔بنابراں تحقیق میں یہ سند مانی جاتی ہے۔اور اس لحاظ سے قادیانی قاموس بھی کہلاتی ہے۔

مزید براں ایک تالیف ہے۔جس کی طباعت کی نوبت اب تک نہ آسکی۔یعنی تتمہ قادیانی مذہب۔یہ ان زائد اقتباسات کا مجموعہ ہے۔جن کو عدم گنجائش کے سبب خود کتاب قادیانی مذہب میں جگہ نہ مل سکی۔ممکن ہے اس کی اشاعت کا بھی کبھی موقع نکل آئے۔اور یہ محفوظ ہو جائے۔قادیانی قول وفعل کا پہلا ایڈیشن تو مدت سے ندارد ہے۔البتہ خدا کا شکر ہے کہ یہ دوسرا حصہ شائع ہو گیا۔عجب نہیں تیسرے حصہ کی بھی نوبت آجائے۔

قادیانی تحریک (بزبان انگریزی) Qadiani Movement یہ انگریزی مقالہ قادیانیت کا واضح خلاصہ ہے۔آرٹ پیپر پر خوشنما باتصویر شائع ہوا ہے۔جنوبی افریقہ میں مشہور مخیر تاجر مسٹر محمد مکی نے اپنے شہر ڈربن Durban سے اس کو شائع کیا ہے۔لیکن یہ کتاب یورپ۔امریکہ۔افریقہ۔ایشیاء اور آسٹریلیا کے معزز طبقوں اور

علمی حلقوں میں بطور خاص محدود پیمانہ پر ہدیۃً تقسیم ہوئی کہ قادیانیت کی اصلیت دنیا پر ظاہر ہو جائے۔ اور اس مشن سے جو مغالطہ اسلام کے متعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس کا ازالہ ہو جائے۔

اس انگریزی کتاب کا دوسرا حصہ زیر تالیف ہے۔ جو وقت پر شائع ہوگا۔ عجب نہیں مزید حصے سلسلہ وار شائع ہوں۔

الديانة القاديانية (بزبان عربی) الیاس برنی کی مشہور کتاب قادیانی مذہب کا جامع خلاصہ جس کو مولانا عبدالقدوس ہاشمی ندوی بہاری نے عربی زبان میں تالیف کیا۔ یہ کتاب بھی عربی ممالک میں ہدیۃً تقسیم ہوگی۔ انشاءاللہ (طباعت طلب)۔

غرض کہ قادیانیت کے متعلق اردو میں پانچ کتابیں تالیف ہو کر چار شائع ہو چکیں۔ مزید براں۔ ایک انگریزی میں شائع ہوئی۔ ایک عربی میں طباعت طلب ہے۔ انگریزی کی دوسری کتاب بھی زیر تالیف ہے۔ وما علینا الا البلاغ فقط۔

محمد الیاس برنی

بیت السلام سیف آباد

حیدرآباد

ماہ اکتوبر ۱۹۵۸ء

فصل اوّل

قادیانی کہانی

(الف) مد۔اوّل۔صحت کی حالت

ا۔جھلکیاں

''اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ءیا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا سترہویں برس کا میں تھا۔اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں (ہوا) تھا۔میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے......... لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔''

(ص ۱۵۹ خزائن ج ۱۳ کتاب البریہ ص۔۱۷۷ تا ۱۷۸)

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔اور جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔پھر جب آپ نے سارا روپیہ اُڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر اور کہیں چلا گیا۔حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (جوانی دیوانی اسی کو کہتے ہیں۔للبرنی) اور چونکہ تمہارے دادا کا منشار ہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں۔اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت نمبر ۴۹)

۲۔لطیف اشارہ

''میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔اور یہ الہام کہ ''یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة'' جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے

کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی۔'' (تو کیا اس لڑکی کے ساتھ جنت بھی فوت ہو گئی۔للبرنی)۔

(تریاق القلوب ص ۱۵۷ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

۳۔انثیت کا مادہ

''حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے۔اور آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی۔جس کا نام جنت تھا۔وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گئی۔اور فی الواقعہ جنت ہی میں چلی گئی۔مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ ''میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدائے تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بالکل الگ کر دیا۔'' (ایسے خیالا سے قادیانی ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔اچھا ہوا انثیت کا مادہ مرزا صاحب سے جلد الگ ہو گیا ورنہ کیا معلوم وہ مادہ کیا رنگ لاتا۔للبرنی)۔

(حیات النبی جلد اول ص۔۵۰ مؤلفہ یعقوب علی قادیانی کتاب البریہ ص ۱۵۹ خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷ حاشیہ)

۴۔دایاں ہاتھ

''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے' کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا قادیانی للبرنی) اپنے چوبارہ کی کھڑکی سے گر گئے۔اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اُترنے لگے تھے سامنے اسٹول رکھا تھا۔وہ اُلٹ گیا اور آپ گر گئے۔اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔اور یہ ہاتھ آخری عمر تک کمزور رہا۔اس ہاتھ سے آپ لقمہ منہ تک لے جا سکتے تھے۔مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔'' (گویا الٹے ہاتھ سے پانی پیتے تھے جو مکروہ ہے۔مگر مجبوری۔للبرنی)۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۱۶ روایت نمبر ۱۸۷)

۵۔دندان مبارک

''دندان مبارک آپ کے (یعنی مرزا صاحب کے۔للبرنی) آخر عمر تک کچھ

خراب ہوگئے تھے۔یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا۔جس سے کبھی کبھی تکلیف ہوجاتی تھی۔چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہوگیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا۔تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔'' (شاید دیر میں مسواک شروع کی۔ورنہ کیڑا دانتوں کو نہ لگتا۔للبرنی)۔(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۲۵اروایت نمبر۴۴۴)

۶۔چشم نیم باز

''مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں.........ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھچوانے لگے۔تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں۔ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔(فطری ساخت کا کیا علاج۔للبرنی)۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۷۷اروایت نمبر۴۰۳تا۴۰۴)

۷۔عصبی کمزوری

''حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا۔اور وہ عصبی کمزوری تھا۔(رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔قادیان مئی ۱۹۲۷ء ج۲۶نمبر۵ص۲۶)

۸۔ہسٹیریا

''ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔بعض اوقات آپ مراقبہ بھی فرمایا کرتے تھے۔لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہوجایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہوجانا۔چکروں کا آنا۔ہاتھ پاؤں کا سرد ہو

جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہوجانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا۔وغیرہ ذلک۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵۵روایت نمبر۳۶۹)

''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اس کو ہسٹیریا یا مالیخولیا کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیتی ہے۔''

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۶تا۷ج ۲۵نمبر۸)

۹۔پہلا دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا۔(یعنی قے آئی۔للبرنی) اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی، مگر یہ دورہ خفیف تھا۔پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے۔کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے، والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کردو۔والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو۔میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے۔میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔لیکن اب افاقہ ہے۔میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی۔پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا۔اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے۔اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔شروع شروع میں یہ دورے، بہت سخت ہوتے تھے۔پھر اس

کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی۔اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی۔والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے۔والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۶روایت نمبر۱۹)

۱۰۔مراق کا سلسلہ

''مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوئے ہضم تھا۔جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا۔اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دورانِ سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔'' (ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۰ج۲۵نمبر۸بابت اگست ۱۹۲۶ء)

۱۱۔دائم المرض

''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں .... ہمیشہ سر درد اور دوران سر، اور کمی خواب، تشنج، دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے.......... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے۔اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔'' (ضمیمہ اربعین نمبر۳تا۴ص۴خزائن ج۱۷ص۴۷۰تا۴۷۱)

۱۲۔مرزا صاحب کی نماز

''پنجاب میں حاجی (ریاض الدین احمد) صاحب فقط وحشت دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے۔دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی مل لیں۔دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں۔لاہور سے روانہ ہو کے قادیان میں پہنچے۔مرزا صاحب مرحمت و اخلاق سے ملے۔اپنے کانگری گیشن کے رُکن اعظم حکیم نور الدین صاحب سے ملایا اور پھر مرزا صاحب نے اپنے حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔حکیم نور الدین صاحب نے محراب مسجد میں

کھڑے ہو کے نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے میں ہی کھڑے ہوگئے۔نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں۔مرزا صاحب نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران! کیا آفت پیش آئی جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے۔تو آپ بیتاب ہو کر اندر چلے جاتے ہیں۔'' (رسالہ دلگداز لکھنؤ بابت مارچ ۱۹۱۶ء)

''بیان کیا ہے کہ حضرت ایک رکعت کے بعد نماز کی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے۔اگر کسی بیماری کے غلبہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو محل اعتراض نہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق دوران سر اور برد اطراف کا مرض تھا اور یہ وہ زرد چادریں تھیں جو روز اول سے خدا نے اپنے مسیحا کے لئے بطور خلعت خاص مقدر فرمائی تھیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۳نمبر۱۰۷مورخہ ۱۸اپریل ۱۹۱۶ء)

۱۳۔نماز میں معذوری

''حالت صحت اس عاجز کی (یعنی مرزا قادیانی صاحب کی) بدستور ہے۔کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے۔اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھی نہیں جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے۔(گویا غیر مسنون وضع پر نماز پڑھی جاتی ہے۔للبرنی) اور قرأت میں شاید ''قل ھو اللہ'' بمشکل پڑھ سکوں (گویا قرآن پڑھنا بھی نماز میں دشوار ہوگیا۔للبرنی) کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔'' (تلاوت قرآن میں عجیب روکاوٹ ہے نماز رسول اللہ کی بڑی نعمت ہے۔اور نماز کی ابتری بڑی آفت ہے جو عبرت آمیز ہے۔نعوذ باللہ۔للبرنی)۔

(مکتوبات احمدیہ ج پنجم نمبر۳ص۸۸مکتوبات نمبر۶۴۔۵فروری ۱۸۹۱ء مجموعہ مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۴۔ایک ابتلاء

"ایک ابتلاء مجھ کو اس (دہلی کو) شادی کے وقت پیش آیا کہ بباعث اس کے میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس دردسر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی......... غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعے سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی۔ کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے......... میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا۔ اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔" (نامردی کی حالت میں قوت مردی پچاس مردوں کے برابر حاصل ہو جانا واقعی بڑی بات ہے۔ للبرنی)۔

(تریاق القلوب ص ۳۵ تا ۳۶ خزائن ج ۵ ص ۲۰۳ تا ۲۰۴)

۱۵۔بڑا نشان

"دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا۔ اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بلکل دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے مجھے افسوس کیا۔ کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا جواب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہئے تھی ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آئے۔ (گویا مرزا صاحب کی نامردی کوئی شخصی راز نہ تھی۔ کم از کم دوست احباب کو بخوبی علم تھا کہ مرزا صاحب شادی کے قابل نہیں ہیں اور خوف تھا کہ آئندہ شکوک وشبہات کے چرچے پھیلیں تو عجب نہیں۔ للبرنی)۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی۔ چار

لڑکے عطا کئے۔ (نزول المسیح ص ۳۰۹ حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷ حاشیہ)

۱۶۔نامردی کا یقین

"جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ آپ کو (حکیم نورالدین قادیانی) ایسا ہی عارضہ ہو جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں (پھر شادی کس کی ہمت پر کی۔ اول اپنی صحت کو درست کرنا لازم تھا۔ ورنہ فتنہ کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ رازداں دوست محمد حسین بٹالوی نے بھی یہی اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ للبرنی) آخر میں نے صبر کیا (آپ سے زیادہ صبر آپ کی اہلیہ صاحبہ پر لازم ہوا ہوگا۔ پھر بھی غالباً اولاد شادی کے بعد جلد ہی شروع ہوگئی۔ للمؤلف برنی) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا۔ تو اللہ جل شانہٗ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔" (عجیب معمہ ہے۔ اول تو طفلی اور پیری کی سی مطلق نامردی دوسرے شدید ضعف قلب مستقل۔ مزید براں عمر بھر کے دیگر امراض ذیابیطس واسہال وغیرہ۔ اس بدحالی میں شادی خانہ آبادی اور اولاد مسلسل۔ مرزا صاحب کی یہ کرامت تو بہرحال قابل داد ہے للمؤلف برنی)۔

(خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۲ فروری ۱۸۸۷ء مکتوبات احمدیہ ج پنجم نمبر ۲ خط نمبر ۱۴ ص ۲۱)

(ب) مد۔ دوم۔ دوائیں مجرب

۱۷۔خاندانی طبیب

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ذخیرہ رکھا کرتے تھے۔ جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۴ روایت نمبر ۵۰)

"آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للبرنی) خاندانی طبیب

تھے۔آپ کے والد ماجد اس علاقہ میں نامی گرامی طبیب گزر چکے ہیں۔اور آپ نے بھی طب سبقاً سبقاً پڑھی ہے۔مگر باقاعدہ مطب نہیں کیا۔کچھ تو خود بیمار رہنے کی وجہ سے اور کچھ چونکہ لوگ علاج پوچھنے آجاتے تھے۔آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے۔نہ صرف یونانی بلکہ انگریزی بھی۔اور آخر میں تو آپ کی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں۔ مفصل ذکر طبابت کا نیچے آئے گا۔یہاں اتنا ذکر کر دینا ضروری ہے۔کہ آپ کئی قسم کی مقوی دماغ ادویات کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔مثلاً کوکا کولا' مچھلی کے تیل کا مرکب' ایسٹن سیرپ' کونین' فولاد وغیرہ۔اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ ہو۔آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۳۷ روایت نمبر ۴۴۴)

۱۸۔توحید کا گر

''حضرت مسیح موعود (مرزا) کی عادت تھی کہ آپ جب کسی بیماری میں دواؤں کا استعمال کرتے تو صرف ایک دوائی کھانے پر ہی اکتفانہ کرتے بلکہ بہت سی دوائیں کھالیتے اور فرمایا کرتے کہ میں اس لئے کرتا ہوں تاکہ جب شفاء حاصل ہو جائے تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ فلاں دوائی سے شفاء ہوئی ہے۔اور اس طرح اس پر اس قدر اعتماد ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹالے۔یہ ایک توحید کا گر ہے جو حضرت مسیح موعود نے سکھایا۔آپ خدا ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنے کے لئے صرف ایک دو نہیں بلکہ اکٹھی بہت سی دواؤں کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔''

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۸۱ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۲ء)

۱۹۔مجرب دوائیں

''مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ .... وہ دوا جس میں مروارید داخل ہیں جو کسی قدر آپ لے گئے تھے۔اس کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے اور کاہلی اور سستی کو دور کرتی ہے اور کئی

عوارض کو نافع ہے۔آپ ضرور اس کو استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔مجھ کو تو یہ بہت ہی موافق آگئی۔فالحمد للّٰہ علی ذٰلک''

خاکسار مرزا غلام احمد

۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مکتوب نمبر ۹ ص ۱۳)

''محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ .... کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا۔جب آپ قادیان آئیں گے۔یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔اس میں بہت بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔جیسے مشک' عنبر' زہربی' مروارید' سونے کا کشتہ' فولاد' یاقوت' احمر' کونین' فاسفورس' کہربا' مرجان' صندل' کیوڑہ' زعفران' یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں' اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ' مقوی جگر' مقوی معدہ' مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی مصفی خون ہے مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا .... خوراک اس کی اول استعمال میں دورتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔تاکہ گرمی نہ کرے۔نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے۔اور خارش اور ثبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے۔اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۹ اگست ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴ مکتوب نمبر ۳۱ ص ۱۰۵)

۲۰۔افیون

''مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک

ایک دن میں پیشاب آتا ہے۔اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہوجاتا ہے۔اور کثرت پیشاب سے بہت ضعیف تک نوبت پہنچتی ہے۔ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کردی جائے۔میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کرکے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی.........

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔" (نسیم دعوت ص ۶۷ خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴ تا ۴۳۵)

"افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ بغیر یا علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا .... حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی۔اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے۔اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔" (بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔للمؤلف برنی)

(مضمون میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

"جب آپ (یعنی مرزا قادیانی صاحب) پہلی بار میرے مطبع میں تشریف لائے تو آپ تکیہ دار موڑھے پر بیٹھ گئے۔اور ایک موڑھے پر میں بیٹھ گیا۔اور مجھ سے کتاب کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔میں نے آپ کی آنکھوں کو خوابیدہ دیکھ کر دھوکہ کھایا کہ شاید آپ پوست یا افیون استعمال کرتے ہیں۔جیسا کہ رئیسوں کا حال عموماً دیکھنے میں آیا۔مگر جب میں حضرت کی تقریر یا گفتگو سنتا تھا اور براہین احمدیہ کے مضامین پر غور کرتا تھا تو سخت حیرت ہوتی تھی کہ افیون وغیرہ کے استعمال کرنے والے کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ایسی تصنیف اور تحریر ایسا آدمی کب کرسکتا ہے۔پھر حضرت صاحب تشریف لے گئے .... اب مجھے اپنی

پہلی غلطی اور دھوکہ کھا جانے پر افسوس ہوا اور ندامت ہوئی اور خوب معلوم ہوا کہ یہ نشہ معرفت الٰہی کا نشہ ہے۔نہ افیون وغیرہ کا جسے میں اس وقت سمجھا تھا۔" (مرزا قادیانی صاحب تو افیون کے اس درجہ قائل تھے کہ گویا بعض اطباء کے نزدیک افیون نصف طب ہے۔یوں بھی قادیانی تحریروں میں اس کا ذکر خیر ملتا ہے۔افیون کا عیب اور کمال یہی ہے کہ تخیل کو مضبوط اور وسیع کردیتی ہے اور اس کے نشہ میں وہ وہ باتیں سوجھتی ہیں کہ عقل حیران رہ جائے آدمی تیز اور طباع ہو تو پھر سونے پر سہاگہ۔للمؤلف برنی)۔

(قادیانی صحابی شیخ احمد مالک مطبع ریاش ہند کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۲۴ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۶ء)

۲۱۔سنکھیا

"جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود (مرزا) کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط وصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کئے۔تاکہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔"

(ارشاد میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۴ ص ۴ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

۲۲۔مشک

"آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہ ہوں۔اور تازہ وخوشبودار ہو بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل ارسال فرمادیں کیونکہ پہلی مشک ختم ہوچکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔"

(خطوط امام بنام غلام ص ۶۔ ۲۸ اپریل ۱۹۰۴ء مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی)

"پہلی مشک ختم ہوچکی ہے اس لئے پچاس روپیہ بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمائیں۔" (ص ۲)

"آپ بے شک ایک تولہ مشک بقیمت ۳۶ روپیہ خرید کرکے بذریعہ وی پی بھیج

دیں، ضرور بھیج دیں۔" (ص ۳)

"پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھیچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہیے کہ خوشبودار ہو ضرور ویلوپے کرا کر بھیج دیں جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو۔ چھیچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اس میں ہو۔" (ص ٦)

(خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

۲۳۔ عنبر

"عنبر سفید درحقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا۔ تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے۔ اور دوران خون تیز کر دیتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۲۷ مکتوب نمبر ٦٨ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

"عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ....

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ...... میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب حالت ہو جاتی ہے اور دوران خون ایک دفعہ ٹھہر جاتا ہے جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے۔ آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔ اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے۔ رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا۔ پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدائے تعالیٰ کے بھروسے پر زندگی ہے ورنہ دل جو رئیس بدن ہے۔ بہت ضعیف ہو گیا ہے۔"

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۳۰ جون ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم چہارم ص ۹۸ مکتوب نمبر ۲۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

۲۴۔ مفرح عنبری

"یاقوت، مروارید، مرجان یشب، کہربا، کستوری، زعفران وغیرہ کا ہر دلعزیز مرکب مفرح عنبری تازہ بڑی محنت سے تیار ہو گیا۔ قیمت ایک ڈبہ ۵ روپیہ۔"

(اشتہار مندرجہ سرورق ص ۲ خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

"میں (حکیم محمد حسین) اپنے مولائے کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے بے اندازہ فخر وبرکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا صاحب) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔ حضور کو چونکہ دورۂ مرض کے وقت اکثر مشک ودیگر مقوی دل ادویات کی ضرورت رہتی تھی۔ جو اکثر میری معرفت جایا کرتی تھیں۔"

(خطوط امام بنام غلام ص ۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

۲۵۔ دو بوتل برانڈی

"حضور (مرزا) نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دوکان سے لیتے آئیں میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ "حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے۔ حضور ان کو تاکید فرما دیں۔" حقیقتاً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا صاحب) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دوکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں۔ ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہونگی۔"

(اخبار الحکم قادیان ج ۳۹ نمبر ۲۵ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳٦ء)

۲٦۔ ٹانک وائن

"مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ......

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ ...... اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی' خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام ص ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

''ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دوکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں۔ حسب ارشاد پلومر کی دوکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ملا۔''

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ۵ روپیہ آٹھ آنہ ہے۔''

۳۱ ستمبر ۱۹۳۳ء

(سودائے مرزا ص ۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

۲۷۔ ٹانک وائن کا فتویٰ

''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہوا کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے۔ کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ تو اطباء یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔''

(از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری' مندرجہ اخبار پیغام صلح ج ۲۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۴ مارچ

۱۹۳۵ء ج ۲۳ نمبر ۱۹۶۵ء مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

۲۸۔ کولا وائن کا خواب

''۵ مئی ۱۹۰۶ء رؤیا ایک شخص نے ایک دوائی کولا وائن کی بوتل دی۔ جو سرخ رنگ کی دوائی ہے۔ اور بوتل بند کی ہوئی ہے۔ اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ مگر جس شخص نے دی وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔''

(خواب میں کبھی اپنے ہی خیالات کا عکس نظر آتا ہے۔ للمرنی) تذکرہ ص ۶۱۲ طبع سوم۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات ص ۵۲ مولفہ منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

(ت) مد۔ سوم۔ سفر آخرت

۲۹۔ ہیضہ کا فیصلہ

''بخدمت مولوی ثناء اللہ۔'' السلام علی من اتبع الھدیٰ '' اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمے اور مخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں۔ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون' ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔'' (واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی صاحب مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر یکایک انتقال کر گئے۔ اور حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری بعد میں بھی مدت دراز تک بخیر وعافیت قادیانیت کی سرکوبی میں مشغول رہے۔ للمرنی)۔

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار ''بدر''

قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ:

’’ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا۔ یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔‘‘ (بعد کے واقعہ سے بھی یہی ظاہر ہوا۔ للمؤلف برنی)۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸ (اخبار قادیان مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

۳۰۔ مرزا صاحب کی وفات

’’برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا ومولانا حضرت مسیح موعود ومہدی موعود (مرزا) کو اسہال کی (دستوں کی) بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے۔ تو بڑھ جاتی تھی، حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی اور چونکہ دل بہت کمزور تھا۔ اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دن پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جبکہ آپ سارا دن ’’پیغام صلح‘‘ کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور قریباً گیارہ بجے اور ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی نیند آنے سے آرام ہو جائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے۔ مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آ گیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی۔ اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفہ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا۔ اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے۔ آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی۔ اس لئے پاس ہی ٹھہرے رہے۔ اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی۔ یہاں تک کہ سوا دس بجے صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(اعلان منجاب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ قادیانی مندرجہ ضمیمہ اخبار الحکم قادیانی غیر معمولی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

۳۱۔ ایک سخت بیماری

’’اگر آپ احمد (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی ڈائری کو (اخبار) بدر کے پرچوں سے ملاحظہ کریں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے آپ سارا دن ایک رسالہ کے لکھنے میں مشغول رہے۔ جس کا نام ’’پیغام صلح‘‘ ہے اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا جائے اور اس دن کی شام کو حسب معمول سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپ کا آخری سیر تھا۔ رات کو وہ ایک سخت بیماری میں (یعنی دست وقے میں للبرنی) مبتلا ہو گئے۔ اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لئے بالکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ خبر پہنچی لوگوں کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا۔‘‘

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۲۳۱ نمبر ۶ جلد ۱۲ بابت ماہ جون ۱۹۱۳ء)

(۱) حدیثوں میں ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ موت فجاۃ (ناگہانی موت) سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور رات کو بھی اس دعا کی تلقین فرمائی کیونکہ توبہ وغیرہ کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے یہ بدترین موت ہے لیکن مرزا قادیانی اسی طرح سے مرے فافہم (مدیر)۔

۳۲۔ موت کی ہلچل

’’یوم الوصال کی صبح کو گو علالت کی خبر مل چکی تھی۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ صبح ہمارے لئے شام فراق بننے والی ہے۔ مجھے سماچار پریس میں بھیج دیا گیا۔ لیکن میں نے اپنے قلب میں کچھ اس طرح اضطراب پایا کہ نہیں سمجھتا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا۔ بجائے بارہ بجے کے سوا نو بجے ہی واپس چلا آیا۔ آتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ سراسیمہ پریشان اور حیران پھر رہے ہیں۔ ایک سے پوچھا۔ مگر کچھ جواب نہیں ملا۔ (شاید ہیضہ کے آثار میں گومگو کا عالم ہو۔ للبرنی) آخر معلوم ہوا کہ حضور اس وقت نازک حالت میں ہیں: (گویا نزع کی عا

صورت نہیں تھی۔للبرنی) تھوڑی دیر بعد انگریز ڈاکٹر آیا۔مگر آتے ہی چلا گیا۔(آخر تک موت کی خاص صورت ظاہر ہے۔للبرنی)۔اور ادھر ایک دوست کو انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھتے سن لیا۔کلیجہ پکڑے دل مسوس کر رہ گیا۔"

(قاضی اکمل قادیانی کا مضمون یادایام مندرجہ اخبار الحکم کا خاص نمبر جلد نمبر ۳۷ نمبر ۱۸۔۱۹ مورخہ ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

۳۳۔مرض الموت

خاکسار مختصر عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آگئی۔رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا۔یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں۔اور حالت نازک ہے اور ادھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔اور میرے دل پر بھی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹ روایت نمبر ۱۲)

۳۴۔وقت آخر

"خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔اور آرام سے لیٹ کر سو گئے۔اور میں بھی سوگئی۔لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لئے پاخانہ تشریف لے گئے۔اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی

پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔تم اب سو جاؤ۔میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔مگر آپ کو اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے۔اس لئے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔"اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔" تو آپ نے فرمایا یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں۔کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے۔والدہ صاحبہ نے فرمایا"ہاں۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱۔۱۲ روایت نمبر ۱۲)

۳۵۔ہیضہ کا واقعہ

"آج کل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنی اپنے والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں۔"

(اشتہار واجب الاظہار منجانب غلام احمد قادیان مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۷۲ مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۱۳)

"ابتداء میں جب کہیں حضرت (مرزا) صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے۔تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے۔تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا۔چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے۔جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا۔اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں ہوئی۔اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کوئی نہیں جان سکتا۔حضرت (مرزا) صاحب

جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال نہیں چفرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کے میر ناصر نواب صاحب قادیانی کے خودنوشتہ حالات مندرجہ ''حیات ناصر'' ص۱۴)

''ہانک کانگ سے ایک مبلغ نے لکھا ہے کہ یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی وفات مرض ہیضہ سے ہوئی۔ (ہیضہ کی خبر بھی ہیضہ کی طرح دور دور تک پھیل گئی۔ للبرنی)۔ نیز اور باتیں بھی اعتراضی رنگ میں وفات کے متعلق کرتے ہیں۔ (شاید یہ بات کہ روایت ہے کہ آخر وقت منہ کی راہ سے غلاظت خارج ہوئی استغفر اللہ للبرنی)۔ اسی لئے کسی صحابی سے اس وقت کے حالات لکھوا کر بھیجے جائیں لہٰذا ناظم صاحب تحریک جدید کے حکم کی تعمیل میں عاجز نے مفصلہ ذیل مضمون لکھا ہے۔ جو فائدہ عام کے واسطے درج اخبار کیا جاتا ہے۔

(محمد صادق عفا اللہ عنہ)

۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء

''وصال سے دو گھنٹہ قبل حضور بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معالج تھے۔ کاغذ قلم دوات منگوا کر حضور نے لکھا۔ ''دخشکی بہت ہے بات نہیں کی جاتی۔'' ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے جو پڑھے نہ گئے۔'' (گویا آخری وقت کلمہ بھی زبان سے نہ نکلتا ہوگا دل کا حال کسی کو کیا معلوم بظاہر بدحواسی معلوم ہوتی تھی۔ کہ ان کی تحریر بھی پڑھنے میں نہ آسکی۔ مرض ہیضہ میں بھی رطوبات اصلیہ نکل جانے کے بعد خشکی کی بہت شکایت ہو جاتی ہے۔ حقیقت حال سے اللہ ہی بہتر واقف ہے۔ البتہ بظاہر بڑی عبرت معلوم ہوتی ہے۔ للبرنی)۔

(مرزا کے صحابی محمد صادق قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۴ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

۳۶۔ نعوذ باللہ

''چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے جو لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔ لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا اثنائے گفتگو میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے۔ وہ بزرگ جھٹ بول اُٹھے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ محمود (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ صاحب کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔'' میں نے ان بزرگوار سے دریافت کیا کہ ''کیا آپ نے موت کے وقت دیکھا۔'' ارشاد ہوا'' دیکھا تو نہیں مگر جو میں کہتا ہوں سچ ہے۔'' میں نے آیت ''ما لیس لک بہ علم'' کی طرف توجہ دلائی۔ مگر بے سود مجھے بہت تعجب ہوا۔ بالکل ایسے ہی الفاظ (کہ موت کے وقت منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ للبرنی)۔ مخالفین حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للبرنی) کے متعلق کہتے ہیں اور لاکھ تردید کرو نہیں مانتے۔

نہاں کہ ماند آں رازے کزد سازند محفلہا

(چوہدری محمد اسمٰعیل لاہوری کا بیان جو قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح ج ۲۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا)

''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے۔ وہ بہت بری موت سے مرتا ہے۔ اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔''

(غالباً مرزا قادیانی کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۱ مورخہ ۱ مارچ ۱۹۴۰ء)

فاعتبروا یا اولی الابصار

فصل دوم

قادیانی چالبازی

(الف) تعارف۔ قادیانیت کا ماضی و مستقبل

ایک زمانہ تھا کہ قادیانی بڑے زعم میں اعلان کرتے تھے۔ کہ وہ خود تو مسلمان ہیں اور مسلمان جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی رسول نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔ بلکہ اکفر۔ خارج از اسلام۔ گویا قادیانیت ہی اسلام ہے اور اسی اسلام کی تبلیغ مطلوب و مقصود ہے۔ چنانچہ مختلف زبانوں میں جو قادیانی ترجمے قرآن شریف کے شائع ہوئے وہ حسب گنجائش قادیانی عقائد سے بھر دیئے گئے۔ اور وہی تعلیم ہو رہی ہے۔ اس پر بھی مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ کہ اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ حالانکہ خود مسلمان کے بے خبر حلقوں میں تبلیغ قادیانیت کی ہو رہی ہے۔ اس فرق کی تفصیل ہماری کتاب قادیانی مذہب کے تازہ ایڈیشن ششم میں قابل دید ہے۔ کہ گندم نما جو فروش فن فریب میں کیسا کمال رکھتے ہیں۔'' نعوذ باللہ من ذلک ''لیکن بالآخر بیداری پھیلی۔ جوں جوں مسلمانوں کو قادیانی مکرو فریب کا پتہ چل رہا ہے۔ ہر طرف قادیانیوں پر دھتکار ہو رہی ہے۔ پھٹکار پڑ رہی ہے۔ اور روز بروز مسلمانوں کا مطالبہ بڑھ رہا ہے کہ واقعات کے مطابق قادیانیت کو اسلام سے جدا شمار کیا جائے۔ فتنہ و فساد کے سوائے اسلام میں قادیانیت کا کوئی مقام نہیں ہے۔ بنابراں آج کل قادیانیوں میں واویلا ہے کہ ان کو اسلام سے خارج کیا جا رہا ہے اور ان کی فریاد ہے کہ ان کو اسلام میں رہنے دیا جائے۔ ان کو مسلمان سمجھا جائے حالانکہ کسی زمانہ میں وہ خود مسلمانوں کو مسلمان نہیں مانتے تھے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

چنانچہ اس قسم کا فریاد نامہ قادیانی اخبار ''آزاد نوجوان'' مدارس کے سلطان القلم نمبر (دسمبر ۱۹۵۵ء) میں بھی موجود ہے اور اس کا عنوان ہے۔ ''یہی وہ قادیانی ہیں جن کو تم کافر کہتے ہو۔'' اس کا صاف جواب یہ ہے کہ ''یہی وہ قادیانی ہیں جو ہم کو کافر کہتے ہیں۔''

عطائے تو بلقائے تو

خلاصہ یہ ہے کہ آج کل قادیانی کیفر کردار سے سخت حیران و پریشان ہیں کہ خدا

جانے کیا حشر ہوگا۔اگر ہم کچھ کہیں تو قادیانی برامانیں گے۔خودان کے بھائی برادر جماعت لاہوری کا فیصلہ ہے۔کہ

"قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے جسے وہ اُٹھائے پھرتے ہیں جس کا تعفن اب دنیا میں پھیل رہا ہے۔اور عنقریب خودان کے اپنے دماغ اس تعفن کو برداشت نہ کرسکیں گے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا پیغام صلح لاہور۔۵مئی ۱۹۲۲ء)

(ب) مد۔اوّل۔دین وملت سے قادیانی روگردانی

۱۔قادیانیوں کا نام نہاد اسلام

"عبداللہ کوئلیم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا۔بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔مسٹروب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ دی۔اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر (مرزا قادیانی صاحب پر۔للبرنی) ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہیں اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے۔(یعنی قادیانیت۔للبرنی)۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۸۵ ص ۶ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

۲۔نام نہاد احمدیت ہی گویا اسلام

"کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے۔اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے اُٹھے تھے۔ان کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہئے تھا اور.......... آپ ان کی انجمنوں میں شامل

ہوتے انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) کبھی اس طرح نہیں کیا۔" (کشیدگی کی وجہ ظاہر ہے کہ دراصل قادیانیت کی تبلیغ مقصود تھی۔اسلام کا نام تھا۔للبرنی)۔

(خطبہ سید سرور قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۹۷ ص ۷ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

۳۔مسلمانوں سے قادیانی اختلاف

"حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات' رسول کریم ﷺ' قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے (مسلمانوں سے للبرنی) اختلاف ہے۔"

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

۴۔اسلام کی تبلیغ دراصل قادیانیت کی تبلیغ ہے

"ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں۔مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا۔کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔میرا یہی مذہب ہے۔اور حضرت مسیح کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ' میری تبلیغ' یہی میری تبلیغ ہے۔پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔" (یعنی اسلام کے نام سے قادیانیت کی تبلیغ کی جائے۔للبرنی)۔

(منصب خلافت ص ۲۰)

۵۔مسلمانوں سے قادیانیوں کی علیحدگی

"کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروں کو یہود بے بہبود سے الگ نہیں کیا؟ کیا وہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔انہوں نے اپنی ان جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کردیا۔ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا

کہ بے شک کیا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کونسی تھی۔" (مسلمان خوب نوٹ کرلیں۔للبرنی)۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۶۹۔۷۰ ص ۳ مورخہ ۲۶ فروری تا ۲ مارچ ۱۹۱۸ء)

۶۔قادیانی اور مسلمان دو گروہ جدا جدا

"براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۲ خزائن ج ۲۱ ص ۱۰۹ میں آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) تحریر فرماتے ہیں کہ۔

۱۔ "ان ہی دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجائے گا۔ اور اس کرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچ آئے گا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔" (مرزا مسلمان جو قادیانی نہ ہوں۔للبرنی)۔ ایسا ہی اشتہار حسین کامی سفیر سلطان روم میں آپ لکھتے ہیں۔

۲۔ "خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں مین سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۱۶)

پھر ایک حضرت مسیح موعود کا الہام ہے جو آپ نے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے:

۳۔ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔" (مراد مسلمان جو قادیانی نہ ہوں۔للبرنی)۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

"اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ورنہ حضرت مسیح موعود۔ (مرزا صاحب نے) بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے۔ حضرت خلیفہ المسیح اول (حکیم نور الدین صاحب) کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا۔

۴۔ "اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔"

(دیکھو اخبار بدر نمبر ۲ ج ۱۲ ص ۲ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

مولوی محمد علی کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص ۱۳۲ مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی۔

"اب جبکہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(کلمتہ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۲۹ نمبر ۳ ج ۱۴)

۷۔مسلمان مسلمان نہیں

مسلماں را مسلماں باز کردند
چوں دور خسروی آغاز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر واسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے۔ مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور جب تک یہ الفاظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے۔ کہ وہ خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔" (یعنی قادیانی بنایا جائے۔للمؤلف برنی)۔

(کلمتہ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۴۳ نمبر ۳ ج ۱۴)

۸۔خبیث عقیدہ

"حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص مسیح موعود کی دعوت کو رد کرتا ہے۔ وہ

قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتا ہے اور خدا کے کھلے نشانات سے منہ پھیرتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے۔ اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔" (گویا مسلمانوں کو راست باز ماننا شیطان کا کام ہے للبرنی)۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۲۵ نمبر ۳۵ ۱ جلد ۱۴)

۹۔ قادیانی فیصلہ

"اب مسیح موعود کے اس فیصلہ کے بعد ہم کسی ایسے شخص کی بات کو پر پشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے جو احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کو مسلمان جانتا ہے۔ ہم مجبور ہیں۔ ہم نے مسیح موعود کو مصلحت وقت کے لئے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اسے واقعی حکم سمجھ کر مانا ہے اور اس کی ہر ایک بات کو سچا پایا ہے۔ پس جب مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کہتا ہے کہ اس کے لئے منکروں کو خدا مسلمان نہیں جانتا تو ہم کون ہیں کہ اس بات کا انکار کریں۔" (قادیانی یہ فیصلہ یاد رکھیں۔ للبرنی)۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۳۲ نمبر ۳ ج ۱۴)

۱۰۔ عدالت میں تکفیر مسلمانان کی قادیانی توثیق

۱۔ "میرے نزدیک غیر احمدی کافر ہیں۔"

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان با اجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶، ۲۹ جون ۱۹۲۳ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱۔۱۰۲ ص ۶)

۲۔ "جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ غلط ہے۔ ان کو کوئی حق نہ تھا۔ کہ وہ ہمیں کافر کہتے۔"

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا بیان اجلاس سب جج عدالت گرداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶، ۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱۔۱۰۲ ص ۷)

۳۔ "چوہدری صاحب (ظفر اللہ خان صاحب قادیانی) کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے۔ باقی غیر احمدی کافر ہیں یا

نہیں۔ اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا۔ ہم ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور ہائیکورٹ میں بھی چوہدری صاحب نے اس کی تائید کی۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۱ ص ۷ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۲ء)

۴۔ "میں نے بتا دیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں غیر احمدی نبی نہیں مانتے۔ وہ ہمیں کافر محض جوش نفس سے کہتے ہیں۔" (اور قادیانی مسلمانوں کو کافر جوش ایمان سے کہتے ہیں۔ للبرنی)۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان اجلاس سب جج عدالت گرداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶، ۲۹ جون ۱۹۲۲ء ج ۹ نمبر ۱۰۱۔۱۰۲ ص ۷)

(ت) مد۔ دوم۔ مسلمانوں کے خلاف قادیانی تکفیر

۱۱۔ تکفیر کی توضیح

۱۔ "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۲۳ مؤلفہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب منقول از اخبار الفضل ج ۲۲ نمبر ۸۵ ص ۸ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

۲۔ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (اس دھمکی کا برعکس بھی قابل لحاظ ہے۔ للبرنی)۔

(تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

۳۔ "آپ نے (مسیح موعود نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو

آپ کے دل میں سچا قرار دیتا ہے۔اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتے لیکن بیعت میں اسے کچھ تو توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے۔"

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ تشحیذ الاذہان ج ۶۔۱۴ اپریل ۱۹۱۱ء منقول از عقائد احمدیہ ص ۱۰۸)

۴۔ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

۱۲۔آیت کے ماتحت

"پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا' یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کفر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کی طرف سے ہے۔جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے۔""اولئك هم الكفرون حقّا" فرمایا ہے۔

(کلمتہ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

۱۳۔قادیانی فرض

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔یہ دین کا معاملہ ہے۔اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (قادیانیوں کے متعلق مسلمانوں کا فرض اس کے برعکس ہے۔للبرنی)۔

(انوار خلافت ص ۹۰ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

۱۴۔مسلمان حیران

"لکھنؤ میں ہم (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو

بڑا عالم ہے اس نے کہا کہ (وہ) آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔میں نہیں مان سکتا کہ آپ جیسا وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔اس سے شیخ یعقوب علی باتیں کر رہے تھے۔میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقع میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔"

(انوار خلافت ص ۹۲)

۱۵۔محض اس لئے

"حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد صاحب مرحوم) کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء ج ۹ نمبر ۴۷)۔

۱۶۔زندہ باش

"تعلیم الاسلام ہائی اسکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے۔چراغ الدین نام۔حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں۔متوفیہ کو اپنے اس نوجوان بچہ سے بہت محبت تھی۔مگر سلسلہ میں داخل نہ تھیں۔اس لئے عزیز چراغ الدین نے .... اس کا جنازہ نہ پڑھا۔اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔(کہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔للبرنی)۔شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ قوم (قادیانی۔للبرنی) کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۲۹ ص ۱ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

۱۷۔دُعائے مغفرت کی ممانعت

سوال: کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے؟

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کیلئے مغفرت جائز نہیں۔"

(روشن علی محمد سرور قادیان اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۹ مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۱ء)

۱۸۔ تین فتوے

''ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) خلیفہ قادیان نے لکھوایا:''

۱۔ ''تلاوت قرآن کا ثواب مردہ کی روح کو نہیں پہنچتا۔

۲۔ قبر پر قرآن پڑھنا بروایت وفتویٰ حضرت مسیح موعود (مرزا) بے فائدہ بلکہ ڈر ہے کہ بدنتیجہ پیدا کرے۔

۳۔ غیر احمدی بچہ کا جنازہ پڑھنا درست نہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۹ نمبر ۸۶ ص ۱ مورخہ ۴ مئی ۱۹۲۲ء)

۱۹۔ معصوم بچہ

''ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبایع (لاہوری جماعت) کہتے ہیں غیر احمدی بچہ کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہوکر احمدی ہوتا۔

اس کے متعلق (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے) فرمایا۔ ''جس طرح عیسائی بچہ کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی بچہ کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔'' (گویا عیسائی اور مسلمان یکساں کافر ہیں۔ للبرنی)۔

(ڈائری میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۲ ص ۶ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے۔ شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔'' (قادیانیت کا جنازہ نکلے تو کیا حکم

ہے۔ للبرنی)۔ (انوار خلافت ص ۹۳)

۲۰۔ مسلمان فاسق

''پھر غیر مبایعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) حضرت مسیح موعود کو مجدد مانتے ہیں اور ان کے امیر جناب مولوی محمد علی لاہوری فتوے دے چکے ہیں۔ کہ مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔ اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہوجاتا ہے۔'' (گویا مسلمان جو قادیانی نہ ہوں وہ کافر نہیں تو کم از کم فاسق ضرور شمار ہونگے۔ للبرنی)۔

(کتاب النبوۃ فی الاسلام ص ۱۸۵)

''اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص جو کلمہ کا اقرار کرتا ہو' نماز قبلہ رو پڑھتا ہو۔ روزے رکھتا ہو۔ حج کرتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو۔ مگر وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو مجدد نہ مانتا ہو تو مؤمن ہوگا یا کہ فاسق۔ اگر فاسق ہوگا تو غیر مبایعین (قادیانی جماعت لاہور) کے متعلق کیوں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ لاکھ ان کے سامنے کوئی سر رگڑے' کلمہ کا اقرار کرے' نماز پڑھے' روزے رکھے' حج کرے' جب تک وہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کو مجدد نہ مانے وہ فاسق ہی ہوتا ہے۔''

(پکڑ تو اچھی رہی کافر نہ ہی فاسق ہی سہی۔ قادیانیت نے مسلمانوں کو دھبہ تو لگا دیا۔ للبرنی)۔ (مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۱ء)

۲۱۔ مسلمانوں سے قادیانی قطع تعلق

ان دنوں جو ہوا کا رُخ بدلا تو قادیانی جماعتیں خائف ہوکر اپنے اقوال و اعمال پر پردہ ڈالنے کی ہر طرح کوششیں کر رہی ہیں۔ لیکن خدا کی قدرت کہ چند سال قبل تالیف قادیانی مذہب کی شکل میں قادیانی اعمال نامہ اپنے پاس مرتب و محفوظ ہو چکا تھا۔ جو مسلمانوں کی بیداری میں کام آرہا ہے۔ مثلاً مسلمانوں سے قادیانیوں کا قطع تعلق ملاحظہ ہو۔

''یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ نہ اپنی طرف سے۔'' (گویا بحکم خدا مسلمانوں سے قطع تعلق کیا گیا۔ للبرنی)۔ اور دوسرے وہ لوگ ریاء پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے

کیا۔آنحضرت ﷺ کے بعد اس زمانہ تک کوئی انسان بھی پیش نہیں کیا جا سکتا (اللہ رے قادیانی تعلیٰ۔للبرنی) اور جن کو دیکھ کر ایک حق پسند اور صداقت شعار انسان نہایت آسانی سے فیصلہ کر سکے گا۔کہ حضرت مسیح موعود کی شان ہے۔'' (یعنی یا تو رسول اللہ ہیں یا مرزا قادیانی للبرنی)۔سب سے بڑا مسئلہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے سر سید کی تقلید میں بیان کیا ہے وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے سر سید نے اس کا اعلان کیا اور بعد میں مرزا صاحب نے اس کو پیش کر دیا۔لیکن غور وفکر سے کام لیا جائے۔تو صاف معلوم ہو جاتا ہے۔کہ سر سید نے جس رنگ اور جس طرز سے اس مسئلہ کا اقرار کیا ہے۔اس میں اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اس کو صاف کیا ہے اس میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔'' (یعنی سر سید نے اپنے نزدیک تاریخی انکشاف کیا۔لیکن مرزا قادیانی صاحب نے اس انکشاف میں اپنی نبوت کا گھر بنالیا۔گویا سر سید نے پودا لگایا۔مرزا قادیانی نے پھل کھایا۔للبرنی)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء)

''اگر فرض کے طور پر ہی مان لیں کہ سر سید نے اسلام کی خدمت کی ہے۔تو پھر ہم کہتے ہیں اس نے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا۔کیونکہ اس کی تمام کوشش اور سعی جو اس نے اپنے خیال میں اسلام کے متعلق کی وہ اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہو گئی۔اس کو فروغ دینے والا آگے کوئی پیدا نہ ہوا لیکن حضرت مسیح موعود کو دیکھو کہ آپ کی جماعت دن بدن زور وشور سے اس کام کو چلا رہی ہے۔جو ان کا آقا اپنے ہاتھ سے چلا گیا تھا۔اور دنیا میں پھر پھر کر غافل لوگوں کو جگا رہی ہے۔کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی طریق اسلام کی اشاعت کا پسند ہے جو اس کے مسیح نے استعمال کیا ہے۔کیونکہ اس کو دن بدن فروغ دے رہا ہے۔اور سر سید کی کوششیں اگر ہوتی تھیں تو اس کے ساتھ ہی چل بسی ہیں۔'' (گویا علی گڑھ کالج اور مسلم یونیورسٹی کو سر سید سے کوئی تعلق نہیں یا ان اداروں سے اسلام کی تبلیغ میں کوئی مدد نہیں ملی۔للبرنی)۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۱۱۹ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۶ء)

۲۵۔مرزا قادیانی کی دلی تمنا حکومت کی توجہ فرمائی

''بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور

خدمت کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد میں اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں ان کے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گزرا ہو گا کہ ہماری خوشامد کے لئے ایسی تحریر لکھی گئی ہیں...... (دل کی چوری زبان پر خواب آئی۔للبرنی) لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے۔کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جن میں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکر گزاری اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں تھے۔ان میں گورنمنٹ کی خوشامد کا کونسا موقع تھا۔(یہ موقع تو پہلے سے بھی بڑا تھا۔للبرنی) کیا گورنمنٹ نے مجھ کو مجبور کیا تھا۔کہ میں ایسی کتابیں تالیف کر کے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے گالیاں سنوں۔میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کی قدر کرے گی۔'' (بے شک خوب قدر کی جو اظہر من الشمس ہے۔للبرنی)۔

(اشتہار مرزا غلام احمد مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ دوم ص ۲۸ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۴۵ تا ۴۴۶)

۲۶۔صدہا کتابیں

''میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلادِ شام اور افغانستان میں گورنمنٹ (انگریزی) کی تائید میں شائع کی ہیں۔کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔(خدا نہ کرے مسلمان اس طرح دین فروشی پر اُتر آئیں للمؤلف برنی) باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع دوں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں۔جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا' وہ ظاہر کر دیا۔'' (مرزا قادیانی صاحب نے اشتہار شائع کر دیا گورنمنٹ کو ہرگز اطلاع نہیں دی۔رہا صلہ کا سوال سو اس کی بابت گوناگوں رنگ میں متعدد درخواستیں موجود ہیں جو کہیں کہیں خودداری سے بہت گر گئی ہیں۔للمؤلف برنی)۔

(مرزا غلام احمد کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۴ حاشیہ ص ۶۴ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۸۰ حاشیہ)

۲۷۔ پچاس الماری

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچادیا ہے۔میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روائتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

(تریاق القلوب ص ۲۷۔۲۸ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵ تا ۱۵۶)

۲۸۔ حکومت کا خود کاشتہ پودا

''میری اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمت خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریز کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں ......صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔اس ''خود کاشتہ پودے'' کی نسبت نہایت حزم واحتیاط اور تحقیق وتوجہ سے کام لے۔اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے۔(اشارہ کی خوب کہی۔للبرنی) کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی سے دیکھیں۔(ایک خاص عنایت ومہربانی کی نظر عاقل را اشارہ کافیست۔للبرنی)۔ہمارے خاندان نے سرکار انگریز کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔(البتہ اللہ کی راہ میں جہاد بالسیف خاص کر انگریزوں کے مقابل مرزا قادیانی کے نزدیک منع اور حرام ہے۔اللہ رے دینداری۔

للبرنی)۔لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں۔تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔'' (قادیانی سخن سازی کا اچھا نمونہ ہے۔للبرنی)۔

۱۔ ''خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔'' وغیرہ (اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں۔للمؤلف برنی)۔

(۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷۔مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰ تا ۲۱)

۲۹۔ حکومت کی نمک پروردہ جماعت

غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہے۔(نمک پروردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ! یہی قادیانی جماعت کی مختصر مگر جامع خصوصیت ہے۔للبرنی) اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیے ہیں۔اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ (گویا خود کاشتہ پودے کے نمونہ کے پھل۔للبرنی) آپ کے ملاحظہ کے لئے لکھ دوں۔'' (مریدوں کے ناموں کی سرکار کو اطلاع دینا بہت ضروری ہے تاکہ حسب درخواست ان پر ''ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر'' رہے۔للبرنی)۔

(تبلیغ رسالت ج ۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰)

۳۰۔ قادیانی گروہ

''ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں۔جو ڈپٹی کلکٹر اور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔(جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے' واقعی سرکار کے معزز عہدیداروں کو جلد از جلد قادیانی مرید بننا لازم تھا کہ سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہ بھی ایک مجرب نسخہ تھا۔اس کے بعد رئیسوں کو' جاگیرداروں کو' اور بالآخر نوجوان تعلیم یافتہ جو

تلاش معاش اور حصول ملازمت پر مجبور تھے' ان کو بھی قادیانیت میں ہی کار براری اور کامیابی کا راستہ سہل اور قریب نظر آیا۔ چنانچہ وہ بھی اسی راستہ پر پڑ لئے ورنہ نفس دین سے ان کو جو دلچسپی ہو سکتی ہے' معلوم ہے' خدانخواستہ سب پر یا اکثر پر تو نہیں' البتہ بہت سی کمزور طبیعتوں پر یہی دور گزر گیا۔ اللہ تعالیٰ پھر ہدایت عطا فرمائے۔ للمؤلف برنی) ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار' اور اکثر تعلیم یافتہ ایف اے' اور بی اے اور ایم اے اور بڑے بڑے تاجر (ایسے تاجر جن کے سرکار سے کاروباری معاملات رہتے ہیں۔ للمؤلف برنی) اس جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت و اقبال رکھتے تھے۔ یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے' یا رئیس' جاگیردار اور تعلقہ دار' اور نوابوں کی اولاد تھے۔ اور ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل سے تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔'' (آخر میں قطبوں اور ولیوں اور غوثوں کی اولاد کا مبالغہ بلکہ غلو بھی ظاہر ہے۔ للمؤلف برنی)۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اعلان ''تزک احمدی' مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ج ۳۷ نمبر ۱۸۔۱۹ مورخہ ۲۰۔۲۱ مئی ۱۹۳۲ء)

۳۱۔ مسلمانوں کے خلاف حکومت میں قادیانی مخبر

مسلمانوں کے ساتھ قادیانی قطع تعلق کا نمونہ اوپر ملاحظہ ہوا۔ اب مسلمانوں کے خلاف قادیانی بغض و عناد کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سے مسلمان سرکار انگریزی کی نظر میں جس قدر مخدوش و معتوب تھے سب کو معلوم ہے۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کی اس مصیبت سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی یہ تدبیر سوچی کہ مسلمانوں کے خلاف سرکار میں خفیہ مخبری شروع کر دی' اور مخبری بھی بے اصل' مبالغہ آمیز' فتنہ انگیز مقصد یہ کہ خود سرکار انگریزی کے بھلے مانس بنیں۔ اور خوف دلا کر مسلمانوں کو اپنی طرف کا لالچ دیں۔ ابتداء میں ایک حد تک یہ تدبیر خاصی کامیاب رہی۔ مسلمانوں کے جو طبقے حکومت سے وابستہ تھے۔ اپنی حفاظت کے لئے قادیانیت کی طرف دوڑے کہ شک و شبہ سے محفوظ ہو جائیں۔ چنانچہ قادیانی مخبری کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ ''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم

مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں .... (فتنہ انگیزی ملاحظہ ہو۔ للبرنی) لہٰذا یہ نقشہ اس غرض کے لئے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں حق ناشناس لوگوں کے نام (یعنی علمائے اسلام کے نام۔ للبرنی) محفوظ رہیں۔ جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ (بالخصوص قادیانیوں کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں اور اس میں انگریزوں اور قادیانیوں دونوں کی خوش قسمتی ظاہر ہے۔ للبرنی) جن کے نہایت مخفی ادارے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ (تاہم قادیانی خفیہ کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔ للبرنی) اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی ''پولیٹکل خیر خواہی'' کی نیت سے (نیت تو صاف ظاہر ہے۔ نعوذ باللہ۔ للبرنی)۔ اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ چالیں ثابت کرتے ہیں۔ (بالفاظ دیگر اسلام کا دم بھرتے ہیں۔ للبرنی) .... لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ''ایک پولیٹکل راز'' کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے۔ جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ''ملکی راز'' کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔'' (خفیہ کی مخبری تو یوں بھی اکثر راز میں رکھی جاتی ہے لیکن چونکہ مرزا قادیانی کا ضمیر غالباً مجرم تھا۔ مزید تاکید کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مسلمانوں کو بھی کیسے مار آستین سے سابقہ پڑا۔ لیکن بالآخر غیب کی مار سے خود بھی عبرت کی موت مر گیا۔ چنانچہ اس کی تفصیل ہماری کتاب قادیانی مذہب میں قابل دید ہے۔ للبرنی)۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک بعنوان ''قابل توجہ گورنمنٹ'' مندرجہ تبلیغ رسالت ج پنجم ص ۱۱ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۷ تا ۲۲۸)

۳۲۔ قادیانی تلوار

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے۔ (گورنمنٹ برطانیہ مرزا قادیانی کی تلوار ہے یا خود مرزا قادیانی گورنمنٹ برطانیہ کی تلوار ہیں کہ اسلام کا خون ہو۔ للبرنی) جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ (یعنی سرکار برطانیہ کے زیر حمایت مرزا قادیانی صاحب کے

مقابل علمائے اسلام کی کچھ نہیں چلتی۔للبرنی) اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں خوشی نہ ہو۔(ضرور خوشی ہونی چاہئے کہ مرزا صاحب کی دعاؤں کی برکت سے بغداد شریف انگریزوں کے ہاتھ آ گیا۔للبرنی)۔عراق' عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔'' (یعنی اسلامی ممالک میں ہر جگہ سرکار برطانیہ کا دور دورہ دیکھنا چاہتے ہیں۔قادیانی سیاسی جذبہ کا یہی عروج ہے۔یعنی برطانیہ کی غلامی۔نعوذ باللہ۔للبرنی)۔(اخبار الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۴۲ ص ۹ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

بہر حال سرکار انگریزی کی تائید کے آثار قادیانی معاملات میں ظاہر ہونے لگے تو دنیا طلب لوگ جو بالعموم دین کی اہمیت کم سمجھتے ہیں۔ترقی کے شوق میں قادیانیت پر گرنے لگے۔کہ گویا زندگی کی کش مکش خاص کر سرکاری ملازمتوں میں' سرکاری ٹھیکوں میں اور دوسری سرکاری کارروائیوں میں ان کا میدان ہموار ہو گیا۔اور ہر طرف سرکاری محکموں میں قادیانی صاحبان کی آؤ بھگت ہونے لگی۔چنانچہ دنیا طلب لوگ کس طرح قادیانیت کی طرف لپکے اس کی کیفیت خود مرزا قادیانی کی زبانی ہماری کتاب قادیانی مذہب میں قابل ملاحظہ ہے۔للبرنی۔

۳۳۔کابل میں قادیانی غداری

''ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا۔صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اس لئے مروادیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا تھا۔پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے۔کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا گیا۔'' (چاہ کن را چاہ درپیش۔للبرنی)۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۵۴ ص ۱۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

۳۴۔قادیانی انگریز کے ایجنٹ

''پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔لوگوں کے دلوں میں

اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔(یعنی آپ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔تجاہل عارفانہ مطلب ظاہر ہے۔للبرنی)۔ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں۔(تھے) ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں۔کہ ہر شخص کا خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔''

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ الفضل قادیان نمبر ۳۱ جلد ۲۳ ص ۷۔۸ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)

۳۵۔قادیانیوں کے متعلق رائے عامہ

''ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔بعض لوگ ہم ہر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔پنجابی مجاورہ کے مطابق ہمیں ''جھولی چک'' اور نئے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ''ٹوڈی'' کہا جاتا ہے۔'' (بجا اور درست ہے۔للبرنی)۔

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۲ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

۳۶۔مرزا قادیانی اور شرم کی بات

''حضرت مسیح موعود نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے) فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔میں انہیں احمدی ہی کہونگا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔'' (انہیں شرم کیوں آتی ہے اس لئے کہ اندر کی آنکھیں نہیں کھلیں۔گویا ان کو اندرونی

بھید معلوم نہیں۔للبرنی)۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۰ نمبر ۳ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

۳۷۔قادیانیت کی لاش

واقعہ یہ ہے جوں جوں مسلمانوں کو قادیانی مکروفریب کا پتہ چل رہا ہے ہر طرف قادیانیوں پر دھتکار ہو رہی ہے۔ پھٹکار پڑ رہی ہے۔اور روز مطالبہ بڑھ رہا ہے۔کہ واقعات کے مطابق قادیانیت کو اسلام سے جدا شمار کیا جائے۔فتنہ وفساد کے سوا اسلام میں قادیانیت کا کوئی مقام نہیں۔بنابراں آج قادیانیوں میں واویلا ہے کہ ان کو اسلام سے خارج کیا جارہا ہے اوران کی فریاد ہے کہ ان کو اسلام میں رہنے دیا جائے۔ان کو بھی مسلمان سمجھا جائے۔حالانکہ کسی زمانہ میں وہ خود مسلمانوں کو مسلمان نہیں مانتے تھے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

چنانچہ اس قسم کا فریاد نامہ سلطان القلم نمبر میں بھی موجود ہے۔اس کا عنوان ہے۔''یہی وہ قادیانی ہیں جن کو تم کافر کہتے ہو۔''اس کا صاف جواب یہ ہے۔''کہ یہی وہ قادیانی ہیں جو ہم کو کافر کہتے تھے۔'' عطائے تو بلقائے تو خلاصہ یہ کہ آج کل قادیانی کیفر کردار سے سخت حیران پریشان ہیں کہ خدا جانے کیا حشر ہوگا۔ہم کچھ کہیں تو برا مانیں گے۔خودان کے بھائی برادر لاہوری جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ:

''قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے جسے وہ اٹھائے پھرتے ہیں۔جس کا تعفن اب دنیا میں پھیل رہا ہے اور عنقریب خود ان کے اپنے دماغ اس تعفن کو برداشت نہ کرسکیں گے۔''(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ مئی ۱۹۲۲ء)

۳۸۔قادیانیت اور سیاسیات

قادیانیت بڑی حد تک سیاسی تحریک ہے یہ تحریک انگریزوں کی سرپرستی میں جاری ہوئی اور خوب پھولی پھلی۔چنانچہ خود مرزا قادیانی صاحب فخریہ اقرار بلکہ اعلان کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا ہے'اور واقعی انگریزوں نے بھی اس پودے کی خوب آبیاری کی۔انگریزوں کی غرض یہ تھی کہ قادیانیت پھیلے تو خود قرآن

اور رسالت کی اساس پر مسلمانوں میں نفاق' شقاق اور افتراق پھیلے اور ملت اسلامیہ کا رہا سہا اتحاد پاش پاش ہوجائے پھر قادیانی تعلیم کے بموجب جہاد بالسیف منسوخ ہوجائے اور اس کی جگہ انگریزوں کے لئے راستہ کشادہ اور ہموار ہوجائے حتیٰ کہ قادیانی تمناؤں اور دعاؤں کے بموجب انگریز اسلامی ممالک پر قابض ہوجائیں' حکمران بن جائیں اور ان کا سایۂ عاطفت میں وہاں قادیانیت بھی فروغ پائے' جیسے کہ ہندوستان میں انگریزی سرپرستی سے قادیانیت کو فروغ ہوا۔انا للہ و انا الیہ راجعون چنانچہ اس کی تفصیل ذیل میں پیش ہو گی خود مرزا قادیانی اپنی تحریک کا سرکار انگریزی کے ساتھ کیسا تعلق سمجھتے ہیں' صرف چند اشارات ملاحظہ ہوں خوشامد' لجاجت کسی بات میں بھی تکلف نہیں' اور تکلف کی گنجائش بھی نہیں' جبکہ بقول مرزا قادیانی' قادیانی جماعت سرکار انگریزی کی ایک پروردہ ہے اور نمک حلالی کی اہمیت تو بہرصورت مسلم ہے۔

۳۹۔مسلمانوں کے مقابل قادیانی انگریزی اتحاد

''یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقع گورنمنٹ برطانیہ ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔اس ڈھال کو ذرا ایک طرف کردو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے'پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار نہ ہوں۔ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہو گئے ہیں۔اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے۔اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی ہے جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان نکل آتا ہے۔''(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(چنانچہ افریقہ کے انگریزی مقبوضات مثلاً نائیجیریا' گولڈ کوسٹ' کینیا وغیرہ میں قادیانیوں کا یہ سیاسی ڈرامہ مسلمانوں کے حق میں بہت خطرناک معلوم ہوتا ہے۔سابقہ فتنوں کی طرح قادیانیوں سے بھی خدا کرے اسلام اور مسلمانوں کو جلد نجات حاصل ہو۔للبرنی)

۴۰۔سیاسی آلہ کار

غضب یہ ہے کہ اسلام کی حریف اور انگریزوں کی حلیف بن کر قادیانیت

برطانوی سیاست کا آلہ کار بن گئی۔ حتیٰ کہ انگریزوں کی حمایت میں مسلمانوں کی بدخواہ بن گئی بیخ کنی پر کمربستہ ہوگئی۔ ابتداء ہی سے تعلقات کی یہ صورت رہی کہ خود مرزا قادیانی صاحب نے فخریہ طور پر اپنے فرقہ کو سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا اور سرکار انگریزی کی نمک پروردہ جماعت تسلیم کیا۔ خوشی میں سچی بات قلم سے ٹپک گئی۔ ورنہ اب تو قادیانی بہت شرماتے ہیں۔ باتیں بناتے ہیں۔ لیکن

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

یہ شرمناک حقیقت ہماری کتاب قادیانی مذہب کی چار طویل فصلوں میں بہت عبرت آموز ہے۔ فصل نمبر ۱۱ تا ۱۴ ششم جو چاہے مطالعہ کر کے اطمینان کرلے۔

وما علینا الا البلاغ

فصل سوم

قادیانی چکر

(الف) مد۔اوّل۔

مرزا قادیانی نبی ورسول

۱۔قادیانی نبی کی شان

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بزعم خود نبیوں میں کسی سے کم نہیں۔بلکہ سب کے ہم پلہ ہیں۔ملاحظہ ہو:

انبیا گرچہ بود اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام — داد آں جام رامر ابتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صفحہ ۲۸۷ نزول المسیح ص ۹۹۔۱۰۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷ تا ۴۷۸)

(مندرجہ بالا نظم کا آخری مصرعہ۔(ہر کہ گوید دروغ ہست لعین) عجب معنی خیز معلوم ہوتا ہے۔للبرنی)۔

۲۔قادیانی نبی کی وحی مثل قرآن

تورات،انجیل، قرآن اور مرزا قادیانی کی وحی۔بقول خود۔سب کا ایک ہی رتبہ ہے۔ملاحظہ ہو:

(الف) ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔جیسا کہ توریت وانجیل اور قرآن کریم پر۔''

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

(ب) ''میں خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں۔ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ تورات وانجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔''

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص ۶۲ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵۴)

(ت) ''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر (نازل) ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔'' (اور اگر اس کو قادیانی قرآن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔للبرنی)۔(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱،۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

(ث) ''ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی للبرنی) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے۔اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۴ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء اور منکرین خلافت کا انجام ص ۴۹ مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی)

(زیر بحث وحی اور الہام قادیانی کتابوں میں موجود ہیں۔جو پڑھیں تو دعا کی جسارت پر نعوذ باللہ پڑھیں۔للبرنی)۔

۳۔ہلال وبدر کا مقابلہ

(الف) جان کے ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی۔للبرنی) بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔(اور یہ ثبوت ''یضل بہ کثیرا'' کا ثبوت ہے۔للبرنی)........ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔(بمقابل پہلی رات کے للبرنی)۔(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۰ خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۰ تا ۲۷۲)

(ب) ''آنحضرت ﷺ کے بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔لیکن ان کے بعثت ثانی میں (بصورت مرزا غلام احمد قادیانی للبرنی) آپ کے منکروں کو (یعنی مسلمانوں کو للبرنی) داخل اسلام سمجھنا۔یہ آنحضرت ﷺ کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے (مرزا قادیانی نے للبرنی) آنحضرت ﷺ کی بعثت اول (محمدی للبرنی) وثانی (قادیانی۔للبرنی) کو ہلال وبدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔''(یعنی محمد رسول اللہ ﷺ ہلال اور مرزا قادیانی بدر ٹھہرے۔انا

لله و انا اليه راجعون۔للبرنی)۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ ص ۱۰ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

(ت) آپ نے (قادیانی مقرر نے) ہلال و بدر کی مثال سے یہ دقیق مسئلہ کمال خوبی کے ساتھ ہر کس و ناکس کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ چودھویں کا چاند مسیح موعود۔(مرزا قادیانی۔للبرنی) ہی تو ہے جو چاندرات کے وقت تھا۔یعنی رسول کریم۔پس اس کا پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر شاندار ہونا محل اعتراض کیونکر ہو سکتا ہے۔(اخبار الفضل قادیان ج ۳ ص ۷۶ مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۶ء)

۴۔استاد شاگرد کا معاملہ

(الف) ''پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی۔للبرنی) اس قدر رسول کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے۔لیکن کیا استاد شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے۔گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا۔یہی نسبت آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی۔للبرنی) میں ہے۔'' (مساوات کا قادیانی تخیل۔استغفر اللہ۔للبرنی)۔

(ذکر الٰہی ص ۱۹ تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان منقول از کتاب ''جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ'' ص ۱۱ مؤلفہ فضل الدین قادیانی)

(ب) ''آنحضرت ﷺ معلم ہیں۔اور مسیح موعود (مرزا قادیانی۔للبرنی) ایک شاگرد۔شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے۔مگر استاد بہر حال استاد ہی رہتا ہے۔اور شاگرد شاگرد ہی۔(اللہ رے جسارت زبان درازی للبرنی)۔

(تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء منقول از المہدی نمبر ۲۔۳ ص ۴۹ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

۵۔اُمت کا واحد نبی مرزا قادیانی

(الف) ''اس وجہ سے اُمت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی (مرزا قادیانی ہی

للبرنی) مخصوص کیا گیا۔اور دوسرے لوگ (یعنی اُمت محمدی کے صدیقین وشہداء وصالحین للبرنی) اس نام (نبی) کے مستحق نہیں۔(اللہ رے خود فریبی للبرنی) ....اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا..........تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

(ب) ''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے۔اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔'' (خیر کم از کم مرزا قادیانی نے تو نبی کے نام سے دل خوش کر لیا للبرنی)۔

(تشحیذ الاذہان قادیان ج نمبر ۸ ص ۱۱ بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

(ت) ''پس اس لئے اُمت محمدیہ میں ایک شخص نے (یعنی مرزا قادیانی نے للبرنی) نبوت کا درجہ پایا۔اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا۔کیونکہ ہر ایک کا کام نہیں کہ اتنی ترقی کر سکے۔بے شک اس اُمت محمدیہ میں بہت سارے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو علماء اُمتی کأنبیاء بنی اسرائیل کے حکم کے ماتحت انبیاء بنی اسرائیل کے ہم پلہ تھے۔لیکن ان میں سوائے مسیح موعود کے (یعنی مرزا قادیانی کے للبرنی) کسی نے بھی نبی کریم کی اتباع کا اتنا نمونہ نہیں دکھایا کہ نبی کریم کا کامل ظل کہلا سکے۔اس لئے نبی کہلانے کے لئے صرف مسیح موعود (مرزا قادیانی۔للبرنی) مخصوص کیا گیا۔'' (واقعات کے مدنظر دعوے کی لغویت ظاہر ہے۔للبرنی)۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ صفحہ ۱۱۶)

۶۔نبیوں کا قادیانی سلسلہ

(الف) ''آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد کوئی اور نبی آئے گا یا آ سکتا ہے اگر کوئی اور نبی نیا مبعوث ہو تو احمدی لوگ اس پر ایمان لائیں گے یا نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد نبی آ سکتا ہے' آئے گا کے متعلق میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ہاں حضرت مسیح موعود کی کتب سے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا نبی آئے گا۔ جب وہ نبی آئے گا۔ اس پر ایمان لانا احمدیوں کے لئے ضروری ہوگا۔"

(مکتوب میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۸۵ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

(ب) سوال: حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی للبرنی) کے بعد بھی جب نبی آنے کا امکان ہے۔ تو آپ کو آخری زمانے کا نبی کہنے کا کیا مطلب ہے۔

جواب: "آخری زمانہ کا نبی اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے توسط کے بغیر (یعنی مرزا قادیانی کے بغیر۔للبرنی) کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں۔ (فرضی ہی سہی۔ خوب اڈہ جمایا۔للبرنی) اب کوئی ایسا نہیں آسکتا جو یہ کہے کہ رسول کریم ﷺ سے براہ راست تعلق پیدا کر کے نبی بن سکا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی للبرنی) فرماتے ہیں کہ میری اتباع کے بغیر کسی کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا۔ (آگے چل کر مرزا قادیانی کے چیلے یعنی چن بس ویش ور نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے۔للبرنی) پس آئندہ خواہ کوئی نبی ہو۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی۔للبرنی) پر ایمان لانا ضرور ہے۔" (یعنی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا کافی نہ ہوگا۔للبرنی)۔

(ارشاد میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ ص ۱۲۰ مورخہ ۲ مئی ۱۹۱۵ء)

(ت) "کئی جاہل لوگ (قادیانی لوگ للبرنی) جب مجھ سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں۔ "السلام یا نبی اللہ" تو میں انہیں سمجھاتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں کہ میں نبی نہیں ہوں۔ میں تو نبی کا نائب ہوں۔" (فال نیک ہے۔ شروع شروع میں مرزا قادیانی صاحب بھی ایسی ہی باتیں سنتے تھے۔ یوں ہی سمجھاتے تھے)۔

شاید کہ ہمیں بیضہ بر آوپر وبال

(خطبۂ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۶۳ ص ۷ مورخہ ۸ فروری ۱۹۲۹ء)

(ث) "اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اس سے کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ اور ضرور آسکتے

ہیں۔" (چنانچہ والد صاحب قبلہ آئے اور خود بھی آنا بعید از امکان نہیں۔ للبرنی)۔ (انوار خلافت ص ۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(ج) "انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے .... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔" (شاباش، شاباش۔ خدا تعالیٰ کی قدر خوب سمجھی۔ ع۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔للبرنی)۔

(انوار خلاف ص ۶۲ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

۷۔ قادیانی عقیدۂ نبوت کا خدشہ

"خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں (محمود احمد) کا درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے۔ جیسا کہ انہوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھ دیا ہے۔ تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہونگے یا نہیں۔ اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی .... یاد رکھو اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آسکتا۔ کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں۔" (ردتکفیر اہل قبلہ ص ۴۹۔۵۰ مصنفہ محمد علی قادیانی امیر جماعت لاہور)

(ب) مد۔ دوم۔ مرزا قادیانی کرشن اوتار

۸۔ ہندو اور مرزا قادیانی

"ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے۔ جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ کہ کرشن جی کہاں ہیں جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا ہے کرشن جی رودر گوپال۔"

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص ۳۸۱ طبع سوم)

"دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں۔ پھر ایک دفعہ الہام ہوا۔

ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری۔ ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰ تا ۲۷۱)

"برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں"

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات ص۔ ۶۲۰ طبع سوم)

۹۔ راجہ کرشن

"اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور بااقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانے کا درحقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ:

"ہے کرشن رودر گوپال، تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۴ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸ تا ۲۲۹)

۱۰۔ مرزا کرشن

"آخر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود

کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن) ہوں۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص ۳۴ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)

"جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام کا ایک ہی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں۔ (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱ تا ۵۲۲)

۱۱۔ حضرت مسیح اور کرشن علیہما السلام

"(عنوان منقول از ریویو) ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اُٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جائے۔ اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جائیں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کی ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔

(محمد علی قادیانی امیر جماعت لاہور رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳۰ نمبر ۱۱)

(ت) مد۔سوم۔مرزا قادیانی اور چنن بسویشور

۱۲۔قادیانی تعلیم کا کرشمہ

''نبیوں کے اسرار مجھ پر کھلنے کے دو اسباب ہیں۔ پہلا سبب یہ کہ فقیر ۱۹۰۸ء میں فتنہ دجال سے کماحقہ واقف ہوکر جستجوئے مسیح میں تھا۔۱۹۱۲ء میں مسیح کو (مرزا غلام احمد قادیانی کو۔للبرنی) پایا (یوں ہی بالعموم قادیانی مغالطہ کی ابتداء ہوتی ہے۔للبرنی) اور نہایت مخلصانہ طور پر اٹھائیس سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے مزید حصول علم دین کے لئے قادیان پہنچا۔اور مرزا صاحب کے تحریر کردہ دس ہزار صفحات سے جس میں تین سو جگہ مسئلہ نبوت کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔پورا پورا واقف ہوگیا۔اس طرح اسرار نبوت کھلنے کا اس فقیر پر یہ پہلا سبب ہے۔'' (اسرار نبوت کھلنے کا نتیجہ بھی ظاہر ہے۔اول مرزا قادیانی نبی بنے۔میاں محمود احمد خلیفہ قادیان بھی اس منزل کے قریب سمجھے جاتے ہیں۔بعد میں چنن بسو یشور صاحب نے اسی سلسلہ میں مبینہ یوسف موعود کے مقام پر قبضہ کرلیا۔اور بھی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔للبرنی)۔

(مہر نبوت ص ۲۵ مصنفہ صدیق دیندار چنن بس ویش ور)

۱۳۔میاں محمود احمد اور چنن بس ویش وَر

(الف) ''مختصر حال یہ ہے کہ یوں تو فقیر ۱۹۱۰ء میں بھی قادیان گیا تھا۔اس وقت اس سلسلہ کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی۔''

(خادم خاتم النبیین ص ۵ مصنفہ صدیق دیندار چنن بس وَیش وَر)

(ب) میری نیک نیتی اور خلوص دیکھو۔میں نے تلاش حق میں خود میاں (محمود احمد) (خلیفہ قادیان۔للبرنی) کی خلافت مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔اور

قادیان پہنچا۔اور نیک نیتی سے تحقیقات کرتا رہا۔اور ان کے عقائد میں غلو کرنا پسند نہ آیا۔دعائیں کیں آخر اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو بچانا چاہتا تھا۔وہاں سے نکالا۔بیعت فسخ کر دی۔اور لگاتار اس عقیدے کی تردید میں ۱۲ سال کام کیا۔اور بڑے شدومد سے کام کیا۔(پھر میل بھی کرلیا۔للبرنی)۔

(خادم خاتم النبیین ص ۳۵ مصنفہ دیندار جن بس ویش ور)

(ت) ''فقیر (صدیق دیندار جن بس ویش وَر۔للبرنی) جانتا ہے کہ وہ (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان۔للبرنی) ایک متقی مرد ہے۔اور بڑی بشارتیں والا ہے۔ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے۔جس کی غفلت سے اصولی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔اسی وجہ سے میں نے مخالفت کی۔اب کوئی مخالفت نہیں ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا ہے کہ وہ (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان للبرنی) قریب میں ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے۔جس کے آثار گذشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔'' (مگر یہ توقع مغالطہ ثابت ہوئی۔للبرنی)۔

(خادم خاتم النبیین دیباچہ ص ز مورخہ یکم جون ۱۹۲۷ء مصنفہ صدیق دیندار چنن بسویشور)

(ث) ''میں میاں محمود کو دکن کی بشارتوں کی بناء پر خلیفہ جماعت احمدیہ مانتا ہوں۔گو لاہور کی جماعت مخالف کیوں نہ ہو۔میری سمجھ میں نہیں آتا۔جس کا ظہور ہو چکا اس کا انکار کیسا۔'' (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کے ساتھ چنن بس ویش ور صاحب کا تعلق سیماب صفت معلوم ہوتا ہے۔گاہے چنیں گاہے۔چناں۔للبرنی)۔(خادم خاتم النبیین ص ۲۷ صدیق دیندار چنن بس ویش ور)

(ج) ''حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ نے ایک خط سے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے۔اور حال میں ہی ایک خط قادیان سے آیا ہے۔'' وہ حسب ذیل ہے:

مکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

عرض ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف وفد بھیجنے کی کوشش کی جائے گی .... بہرحال آپ کام کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر پورے ہونگے۔مزید براں عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی اس علاقہ کی

طرف توجہ نہ ہوسکی .... حکام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں۔ اور مشکلات و نتائج سے آگاہ فرماتے رہیں۔ والتسلیم۔

دستخط عبدالرحیم نیئر

مہر قادیان — نائب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

(خادم خاتم النبیین ص ۷۸ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویش ور)

قادیان کے محولا بالا خط سے صاف ظاہر ہے کہ چن بس ویش ور صاحب دکن میں قادیانی ایجنٹ تھے۔ اور قادیان کے تحت کام کرتے تھے۔

۱۴۔ قادیانیت کی خدمت کے آٹھ سال

''غرض کہ یہ یوسف موعود (چن بش ویش ور۔ للبرنی) اس وقت موجود تھا جبکہ جماعت قادیان اور جماعت لاہور کی مخالفت کا بازار گرم تھا۔ جس نے مئی ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۲ء تک تقریباً آٹھ سال بہترین مبلغ بن کر مرزا صاحب (قادیانی۔ للبرنی) کی محبت میں کام کیا (محبت میں کیا کلام ہے۔ للبرنی) تقریباً تمام اضلاع پنجاب کی احمدی جماعتوں کا دورہ کیا۔ اس زمانہ میں کسی کو خبر نہ تھی کہ اس قدر جوش صدیق (دیندار چن بس ویش ور۔ للبرنی) میں کیوں ہے۔ اس راز کا علم خود صدیق کو بھی نہیں تھا۔ (البتہ بعد کو راز کھلا کہ وہ یوسف موعود بن بیٹھا۔ للبرنی) جب صدیق کو چالیس سال کی عمر پہنچی۔ یعنی ۱۹۲۴ء میں تعالیٰ نے اپنے کلام سے بشارت دی۔ کہ ''اے یوسف تو ہی چن بس ویش ور ہے۔'' پھر الہام ہوا۔ ''یوسف ہے بابا صدیق غرض بار بار یوسف اور صدیق کا نام الہامات میں آنے لگا۔'' (فہو المراد۔ للبرنی)۔ (دعوۃ الی اللہ ص ۴۴ چن بس ویش ور)

۱۵۔ قادیانیت سے تعلق

مرزا قادیانی کی تعلیم میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی مریدی اور محمد علی لاہوری قادیانی کی دوستی، غرض چن بس ویش ور صاحب کا قادیانیت سے گہرا تعلق رہا۔ آٹھ سال پنجاب میں قادیانیت کے بہترین سرگرم مبلغ بنے رہے۔ اور دکن میں قادیان کے تحت قادیانی تبلیغ انجام دیتے رہے۔ یہ سب اعتراضات اور پیش ہوچکے ہیں۔ مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد چن بس ویش ور صاحب نے مرزا قادیانی صاحب پر اپنی

فضیلت وفوقیت کی راہ جس تدبیر سے نکالی وہ بھی سبق آموز ہے۔ بلکہ عبرت آموز ہے۔ باطل کی راہ میں دوادوش کا یہی انجام ہوتا ہے۔

قادیانی تحریک کی ہواخیزی اور رسوائی دیکھ کر اب تو چن بس ویش ور کی جماعت جو دیندار جماعت کہلاتی ہے۔ مرزا قادیانی کی جماعت سے نہ صرف بے تعلقی بلکہ بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔ گویا کہ کبھی کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ خوف یہی کہ کہیں قادیانیوں کی طرح مسلمانوں کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔ حالانکہ ان کی قادیانی اصلیت بخوبی معلوم ہے، ثابت ہے۔ درحقیقت یہ دونوں جماعتیں فتنہ انگیزی میں ایک ہیں۔ اسلام کے حق میں یکساں فریب آمیز ہیں، یکساں خطرناک ہیں، قابل انسداد ہیں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من اندازِ قدت را می شناسم

۱۶۔ چن بس ویش ور

مرزا قادیانی کی شان کا بیان کیا کہنا، کتابیں بھری پڑی ہیں۔ مختصر یہ کہ:

انبیا گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صفحہ ۲۸۷ نزول المسیح ص ۹۹۔۱۰۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷ تا ۴۷۸)

لیکن چن بس ویش ور صاحب کو دیکھئے تو وہ چاہتے ہیں کہ گویا مرزا صاحب کو بھی جیب میں ڈال لیں۔ چنانچہ دوچار جھلکیاں ذیل میں قابل ملاحظہ ہیں:

۱۷۔ آخرین کے سردار

صدیق دیندار چن بس ویش ور صاحب نے اپنی مشہور کتاب دعوۃ الی اللہ میں ص ۶ پر ایک طویل تاویلی بحث میں حضرت محمد ﷺ کو ''اولین کا سردار'' اور خود اپنے آپ کو ''آخرین کا سردار'' قرار دیا ہے۔ اور مرزا قادیانی صاحب کو مسیح ناصری کے مماثل آخری فرقہ یعنی قادیانی فرقہ کا سردار قرار دیا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کی حیثیت اپنے مقابل ضمنی قرار دی ہے۔ سچ ہے ؎

کس نیا موخت علم تیرا زمن
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

۱۸۔ چن بس ویش ور کا دور

"دائم قائم کلام اللہ یہ دائمی بشارت ہے۔ جب کبھی قیامت آئے گی۔ اس وقت عامل سورۂ اخلاص، مفتوں اُمت مرحومہ۔ اشراروں سے گزر کر ضالین کے فتنوں کو مٹاتا ہوا اللہ کی حمد قائم کرنے کے لئے الحمد سے جا ملے گا۔

یہ دور ہر تیرہ سو سال میں ایک دفعہ چلا کرے گا۔ اس دور کی ابتداء ذات بابرکت حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی۔ اور اس کا اعادہ چلتا ہی رہے گا۔ ان آنے والے اعادوں میں چودھویں صدی کا زمانہ۔ اس دور کے اعادۂ اول کا زمانہ ہے۔ جس میں پہلا نشان یہ فقیر صدیق دیندار چن بس وَیش وَر۔ "اللہ کا مظہر" بشکل دیگر کھڑا ہے۔" (شاباش کیسی جرأت سے اپنے استاد مرزا قادیانی کو ٹھکانے لگا دیا۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(سورۂ اخلاص کے عملی مفسرین "چن بس ویش ور صاحب" کی غیر مطبوعہ تالیف منقول از ماہنامہ۔ دیندار۔ بوین پلی۔ سکندر آباد ص۱۶ بابت مارچ، اپریل ۱۹۵۸ء)

۱۹۔ چن بس وَیش وَر کے الہامی نام

"لہٰذا آج پچیس سال سے مجھے مکالمہ الٰہیہ جاری ہے۔ میرے اعزازی نام حسب ذیل ہیں: اے پیران پیر محمد۔ امام الغیب۔ صدیق کلیم اللہ۔ سپہ سالار۔ محبوب۔ تو محمد جلال ہے۔ مہدی آخر الزمان۔ دھن پتی دیندار۔ محی الدین۔ صادق جنگ۔ سری پتی۔ اے تاج اولیاء فاتح ہندوستان نور محمد۔ محمود صدیق۔ جری اللہ۔ اے نبی کے فرزند۔ سکندر اعظم۔ عبد القادر عبد اللہ۔ موسیٰ۔ سلیمان۔ مولانا۔ نگر جان۔ اے عیسیٰ۔ اے پہلوان۔ عادل میراں صاحب۔ اے میرے آسمان کے تارے۔ بی بی فاطمہ کے لال۔ اندر لجوتی۔ میرے صابر، چراغ دہر۔ سلطان نصر الدولہ۔ گروناتھ۔ یا منصور۔ اے مسیحا۔ صدیق کلیم اللہ۔ تم صدیق ہو۔ ان ناموں کے علاوہ مجھے بار بار یوسف پکارا گیا۔ اور کھلے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یوسف ہی بابا صدیق اور کئی دفعہ اے صدیق سے اللہ تعالیٰ

نے مجھے مخاطب کیا۔ اور فرمایا۔ تم صدیق ہو۔ اور یہ کہا کہ "چلے گا دور زماں یوسف کے سامنے سامنے" اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ مولانا صدیق دیندار چن بس ویش ور۔ اور کہا تو ہی چن بس ویش ور ہے۔"

(دعوۃ الی اللہ۔ ص۳۵ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویش ور)

مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اسی طرح بہت سے نام الہام ہوئے جو ہماری کتاب قادیانی مذہب میں اپنے محل پر درج ہیں۔ ناموں کی فہرستوں کا مقابلہ دلچسپ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد ناموں میں بھی استاد پر بازی لے جانا چاہتا ہے۔ اور یوں تو اس نے اپنے نزدیک مراتب میں بھی فضیلت اور فوقیت حاصل کر لی۔

۲۰۔ اللہ کا مظہر چن بس ویش ور

"وہ جامع الناس دین کا مالک قیامت قائم کرنے والا۔ حشر برپا کرنے والا تیسری دفعہ (لا تثریب علیکم الیوم) کہنے کے لئے یوسف کے لباس میں جیل بھگتا ہوا۔ بیڑیاں پکڑا ہوا۔ ثور کے بطن سے صدیق اور عنموائیل نام پر زمین اور آسمان کی ۹۶ نشانوں کی شہادت کے ساتھ جسمانی اور اخلاقی (۵۶) نشانوں کے ساتھ غیر کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ یہ کامل متبع رسول الثقلین ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر کے "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ○ید اللہ فوق ایدیھم۔" کی بشارت کے ساتھ دوبارہ شان اسلام کو دنیا کے کناروں تک چمکانے کے لئے کامل بشارتوں کے ساتھ۔ "اللہ کا مظہر" "صدیق دیندار چن بس ویش ور۔" آیا ہے۔ اب اس کی صحبت میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تک پہنچتے ہیں۔" (چن بس ویش ور صاحب سزا یافتہ ہیں۔ اپنی جیل اور بیڑیوں کا اسی طرف اشارہ ہے۔ للبرنی)۔

(دعوۃ الی اللہ ص۲ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویش ور)

۲۱۔ خدا رسی کے لئے شرط لازم

"بعد حمد ونعت کے میں (یعنی صدیق دیندار چن بس ویش ور۔ للبرنی) تمام بنی نوع انسان خصوصاً مسلمانوں کو جن کی گردن پر تبلیغ کا جوا ہے وہ کسی صورت سے نکل نہیں سکتا۔ اس کتاب (دعوۃ الی اللہ) کے ذریعہ سے مطلع کرتا ہوں کہ کوئی گروہ اور کوئی (واحد

موجودہ زمانہ میں اللہ تک پہنچ نہیں سکتا۔ جب تک وہ مجھ میں فنا نہ ہو۔ یہ میرے منہ کی بات نہیں ہے۔ یہ تو حضور دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے لاکھ لاکھ درود اس ذات احدیت مآب پر۔ سولہ سال پیشتر آپ نے رؤیا میں تشریف لاکر فقیر کو یہ مرتبہ عطا فرمایا۔ سننے والوں کو یہ بات شاق گزرتی ہوگی۔ خفگی اور برہمی کی کوئی بات نہیں یہ حقیقت ہے۔ کوئی تعلّی اور فخر نہیں ہے۔ کوئی خودغرضی۔ خودنمائی نہیں۔ ایسے مقام والے وجود انسان ہی ہوتے ہیں۔''

(دعوۃ الی اللہ ص ۲ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویشور)

۲۲۔ لنگایت اور قادیانی جماعت

''اس وقت میں اپنے موعود کی منتظر جماعتوں یعنی لنگایت اور احمدیوں میں پوری قوت سے جو پیش ہورہا ہوں۔ وہ بھی بشارت کی بناء پر ہے۔ اس میں کامیابی دکھائی گئی ہے۔ اس میں یہ حقیقت ہے کہ لنگایت ہندوؤں اور احمدی مسلمانوں میں۔ یہ دونوں ہر حیثیت سے زبردست جماعتیں۔ ان کی توجہ بڑے زوروں سے خصوصاً ہندوستان کے مختلف مذہبوں کی طرف سے ہونی چاہئے۔'' (چن بس ویشور صاحب لنگایت اور قادیانی' ان دو جماعتوں کو اپنا خاص شکار سمجھتے ہیں۔ للبرنی)۔

(دعوۃ الی اللہ ص ۴۵ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویشور)

۲۳۔ چن بس ویشور کی خانقاہ کے عجائبات

(الف) ''آخرین کے سردار صدیق دیندار (چن بس ویشور۔ للبرنی) کی صحبت سے کئی مثیل انبیاء بنے اور بن رہے ہیں۔ جو خانقاہ میں زندگی وقف کرکے بیٹھتا ہے۔ وہ مریم بن جاتا ہے۔ جب وہ میدان میں نکلتا ہے۔ تو مسیح بن کر نکلتا ہے۔ اس طرح مردوں کو زندہ کرنے والی ہماری خانقاہ سے نکل رہے ہیں۔ گونگے بول رہے ہیں۔ جن کو اللہ نے یحییٰ' نوح اور موسیٰ پکارا وہ بھی میرے بیعت کردہ ہیں۔'' (دعوۃ الی اللہ ص ۹۱ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویشور)

(ب) ''چوتھے آسمان سے ساتویں آسمان تک سیر کرائی جاتی ہے۔ (پہلے تین آسمانوں کی سیر کیوں ترک کرائی جاتی ہے۔ شاید وہاں کوئی سیر کی چیز نہ ہو للبرنی) کوئی نوح علیہ السلام ہے اور کوئی ابراہیم علیہ السلام ہے کوئی یحییٰ علیہ

السلام اور کوئی نارد ہے۔ کوئی موسیٰ علیہ السلام اور کوئی جامع جمیع کمالات کا خطاب پایا ہوا ہے۔ کوئی ہرلیا' کوئی بس ویشور اور کوئی نرسھیون ہے (حتیٰ کہ چن بس ویشور ہے۔ للبرنی) .... کیا دنیا میں ایسا کوئی شخص ہے کہ جس کی خانقاہ کا یہ حال ہو۔ کیا کوئی روحانیت کے دعویدار گدی نشین کو ''مسیح گر'' ہونے کا دعویٰ ہے۔ (خدانخواستہ مثلاً زرگر' آہنگر' بازیگر۔ للبرنی)۔ کیا ان کی خانقاہ میں مثیل انبیاء پیدا ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے ہر گدی اور خانقاہ کا رُخ زمین کی طرف ہے۔'' (لیکن قادیانی خانقاہ کی بابت کیا ارشاد ہے' کہ اپنی خانقاہ تو اسی کی آوردہ پروردہ ہے۔ للبرنی)۔

(دعوۃ الی اللہ ص ۳ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویشور)

۲۴۔ مختصر یادداشت

''صدیق دیندار چن بس ویشور صاحب نے ۱۹۲۴ء میں اپنی ایک انجمن بمقام حیدرآباد قائم کی' بنام دیندار انجمن۔ اسی سلسلہ میں ایک خانقاہ بھی آصف نگر میں بنائی۔ اور اس کا نام رکھا۔ ''خانقاہ سرور عالم'' یا جگت گرو آشرم۔ یوسف موعود اور مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اس سے بڑھ کر دعویٰ یہ کیا کہ خانقاہ سرور عالم واقع آصف نگر میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی دوبارہ بعثت ہوئی ہے۔ بلکہ اللہ کا ظہور ہوا ہے۔ آج کل دیندار جماعت کی تحریک بھی مختلف ناموں سے چل رہی ہے۔ ہندوستان و پاکستان میں قادیانیوں کی طرح اس جماعت کے مبلغین بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ظاہر و خفیہ طریق کام کررہے ہیں۔ چنانچہ کراچی میں بھی اس جماعت کا مرکز موجود ہے۔ ہندوستان میں یہ تحریک عموماً حزب اللہ دیندار انجمن کہلاتی ہے۔ پاکستان میں اس کو بالعموم جمعیت مجاہدین فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ اور مرکزی دیندار انجمن اس کا حیدرآبادی نام ہے۔ ناواقف مسلمان نام سے دھوکا کھاتے ہیں۔ ابتدائی ترغیبی تعلیم سے دھوکا کھاتے ہیں۔ بعض بعد کو بات سمجھ کر پچھتاتے ہیں۔ پیچھا چھڑاتے ہیں۔ بعض اسی ضلالت میں کھپ جاتے ہیں۔ یہ تحریک دراصل قادیانیت کی شاخ ہے۔ لیکن چولا بدل کر قادیانی کی حریف بننا چاہتی ہے۔ حالانکہ دونوں تحریکوں میں ماں بیٹی کا ساتھ ہے۔ دونوں اسلام کے خلاف مسلمانوں کی مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فتنوں سے محفوظ رکھے۔ مسلمان صراط مستقیم پر دائم قائم رہیں۔ آمین۔''

(ماخذ مضمون بے نقاب مولفہ زاہد صدیقی صاحب مندرجہ ماہنامہ فاران کراچی بابت ماہ فروری ۱۹۵۷ء)

۲۵۔ مغالطہ کی انتہاء

''مخفی نہ رہے کہ زمانہ حال کے متعلق بہت سی پیشین گوئیاں ہندوؤں اور عیسائیوں کی مذہبی کتب کے علاوہ احادیث شریف میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جن میں حضرت مولانا صدیق دیندار چن بس ویش ورقدس روحہ کے مبارک وجود کی نشاندہی کر کے یہ خبر دی گئی ہے کہ ان کو اللہ اپنے اذن سے میدان تبلیغ میں کھڑا کرے گا۔ اور ان کے زمانہ تبلیغ سے اسلام کا اعادہ شروع ہوگا۔ چنانچہ حضرت قدس روحہ نے اپنی معموریت کے ایک سال بعد کتاب ''دیندار چن بس ویش ور'' لکھ کر طبع کروایا۔ اور اس کو منتظر اقوام میں تقسیم کیا۔ جس میں آپ قدس روحہ کے بعض جسمانی نشانات فوٹو کے ذریعہ بتلائے گئے ہیں۔ ان نشانات کی اشاعت سے تبلیغ مہم میں جیسی بھی کامیابی ہوئی ہے۔ اس کو جاننے والے ہی بہتر جانتے ہیں۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے۔'' (یہ پیشین گوئیاں تو مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں سے بھی بڑھ گئیں۔ شاگرد نے استاد کو مات کر دیا۔ اور شاگرد کے مرید کا یہ کمال کہ اپنے مرشد صدیق دیندار کی تصویر کو تبلیغ میں مرزا قادیانی پر غالب کر دی۔ للمرنی)۔

(محمد افضل شریف مرید صدیق دیندار چن بس ویش ور۔ منقول از ماہنامہ دیندار سکندر آباد بابت ماہ نومبر ۱۹۵۸ء)

فصل چہارم

قادیانی صحیح نشانی

(الف) مرزا قادیانی آنجہانی

ا۔تعارف

''قرآن کریم میں بعض بڑے ظالموں کی خبر دی گئی ہے اور ان کا انجام بھی بتایا گیا ہے۔''

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذباً او قال او حی الیّ و لم یوح الیہ شیئی و من قال سانزل مثل ما انزل اللّٰہ ولو تری اذا الظلمون فی غمرات الموت و الملئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون عل اللّٰہ غیر الحق و کنتم عن ایٰتہ تستکبرون○ (انعام۹۳)

ترجمہ: (ازحضرت شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ)''اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے۔اوپر اللہ کے جھوٹ۔یا کہتا ہے۔وحی کی گئی طرف میرے اور نہ وحی کی گئی تھی طرف اس کے کچھ اور جو کہتا ہے نازل کروں گا میں بھی مانند اس چیز کے کہ نازل کی ہے اللہ نے اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ ظالم بیچ شدتوں موت کے ہوں اور فرشتے کھول رہے ہوں ہاتھ اپنے نکالو جانوں اپنی کو۔آج کے دن بدلہ دیئے جاؤ گے تم عذاب رسوائی کا بسبب اس کے کہ تھے تم کہتے اوپر اللہ کے سواحق کے اور تھے تم نشانیوں اس کی سے تکبر کرتے۔''

۲۔قادیانی نبی کی وحی

(الف) ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔جیسا کہ توریت وانجیل اور قرآن کریم پر۔''

(اربعین نمبر۴ص۲۵خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

(ب) ''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر (نازل) ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔''(اور اگر اس کو قادیانی قرآن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔للبرنی)۔(حقیقت الوحی ص۳۹۱خزائن ج۲۲ص۴۰۷)

(ت) ''مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بزعم خود نبیوں میں کسی سے کم نہیں بلکہ سب کے ہم پلہ ہیں۔''ملاحظہ ہو۔

انبیا گرچہ بود اند بسے من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صفحہ۲۸۷نزول المسیح ص۹۹۔۱۰۰خزائن ج۱۸ص۴۷۷تا۴۷۸)

(ث) ''ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی للبرنی) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے۔اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۲۲نمبر۸۴مورخہ۱۳جنوری۱۹۳۵ءمنکرین خلافت کا انجام ص۴۹ مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی)

۳۔مرزا قادیانی کا وقت آخر

(الف) ''حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔اور آرام سے لیٹ کر سو گئے۔اور میں بھی سو گئی......لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے پاخانہ تشریف لے گئے۔اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔تم اب سو جاؤ۔میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔مگر آپ کو اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے۔اس لئے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا آپ

وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔مگر ضعف بہت ہوگیا تھا۔اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔''تو آپ نے کہا''یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔'' (سیرۃ المہدی ص۱۱۔۱۲روایت نمبر۱۲)

(ب) ''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہو حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام و کلام سے مشرف ہے۔وہ بہت بری موت سے مرتا ہے۔اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔''

(غالباً مرزا قادیانی کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۱ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۴۰ء)

(ت) ''جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔''

(حیات ناصر ص۱۴ مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(ث) ''چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے جو لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا اثنائے گفتگو میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے۔وہ بزرگ جھٹ بول اُٹھے کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔کہ میاں محمود (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان۔للبرنی) کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔موت کے وقت خواجہ صاحب کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔میں نے ان بزرگوں سے دریافت کیا کہ آپ نے موت کے وقت خواجہ صاحب کو دیکھا تھا۔ارشاد ہوا دیکھا تو نہیں مگر جو میں کہتا ہوں سچ ہے۔میں نے آیت''ما لیس لك به علم'' کی طرف توجہ دلائی۔مگر بے سود مجھے بہت تعجب ہوا۔ بالکل ایسے ہی الفاظ (کہ

موت کے وقت منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔للبرنی)۔مخالفین حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی۔للبرنی) کے متعلق کہتے ہیں اور لاکھ تردید کرو نہیں مانتے۔'' (واقعہ کی تردید لاحاصل ہے۔آخر تیمارداروں نے کیا کچھ نہ دیکھا۔عبرت کا مقام ہے۔للبرنی)۔

(چوہدری محمد اسمٰعیل لاہوری قادیانی کا بیان جو لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح ج ۲۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء)

فاعتبروا یا اولی الابصار

(ب) حکیم نورالدین صاحب

خلیفۂ اوّل قادیان

۲۔دو آدمی، دو فرشتے

''مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اخبار الحکم کے فائل میں سے حضرت حجۃ اللہ (مرزا صاحب) کا ایک خط بنام حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم پیش کیا جس میں حضرت جری اللہ (مرزا صاحب) نے لکھا ہے کہ دو آدمی مجھے ملے ہیں۔ایک حضرت مولوی نورالدین صاحب اور ایک مولوی عبدالکریم صاحب اور تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا۔اس پر فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گھر میں عورتوں میں بحث چلی۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیوی کہتی تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب حضرت صاحب کو پیارے ہیں۔اور والدہ (حضرت اُم المومنین) فرماتی تھیں۔کہ حضرت مولوی صاحب (خلیفۂ اول) یہ معاملہ حضرت اقدس کے سامنے پیش کیا گیا۔آپ نے ہنس کر فرمایا کہ حدیث میں جو آیا ہے۔عملاً دونوں دائیں بائیں ہیں۔حضرت مولوی صاحب دائیں طرف رہتے تھے۔اور حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم بائیں طرف۔''

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۲ء ج

۹نمبر ۶۵)

''ان دنوں میں یہ بحثیں خوب ہوا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کا دایاں فرشتہ کون سا ہے اور بایاں کون سا ہے۔ بعض کہتے مولوی عبدالکریم صاحب دائیں ہیں۔ بعض حضرت استاذی المکرّم خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کی نسبت کہتے کہ وہ دائیں فرشتے ہیں۔''

(مضمون میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ جولائی ۱۹۴۴ء ج ۱۲ نمبر ۱ ص ۴)

۳۔احمد رسول

''حضرت ممدوح (حکیم نورالدین صاحب قادیانی) فرماتے ہیں کہ'' میں مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد '' کی پیش گوئی حضرت مسیح موعود کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح کے متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں۔''

(اخبار الحکم ج ۱۵ نمبر ۲۳ بابت ستمبر ۱۹۱۱ء)

''ان حوالات سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین) کے نزدیک اسمہ احمد والی پیش گوئی مسیح موعود کے متعلق ہے۔''

(محمد اسمٰعیل قادیانی رسالہ بعنوان ''مولوی محمد علی کی اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر'' ص ۱۳۲)

۴۔میرزائے قادیان

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند
آں غلام احمد است و میر زائے قادیان
گر کسے آرد شکے در شان اوآں کافراست
جائے او باشد جہنم بے شک وریب و گماں

(از حکیم نورالدین خلیفہ اول مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۸ء)

۵۔نجات

''ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی نورالدین صاحب) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔''

(تشحیذ الاذہان ج ۹ نمبر ۱۱ ص ۲۴ ماہ نومبر ۱۹۱۴ء و اخبار بدر ج ۱۲ نمبر ۶ ص ۲ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۱ء)

۶۔دو عورتیں

''میں ایک مرتبہ ایک عیسائی عورت سے شادی کرنے لگا تھا۔ لیکن پردہ کی مشکلات کے باعث باز رہا۔''

(۱۷ دسمبر ۱۹۱۱ء حکیم نورالدین قادیانی خلیفۂ اول کا قول مندرجہ کتاب مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین ص ۱۸۴ مؤلفہ اکبر نجیب آبادی قادیانی)

''میں جموں میں تھا۔ ایک ہندو عورت میرے ساتھ بڑا اخلاص رکھتی تھی میرے دو لڑکے تھے۔ ایک فضل الٰہی۔ دوسرا حفیظ الرحمٰن ان دونوں کا انتقال ہو گیا۔ اس ہندنی نے مجھ سے کہا کہ میں دو لڑکے آپ کے واسطے خرید کر لاؤں گی۔ جو ایسے ایسے ہونگے۔ میں نے اس سے کہا نادان وہ لڑکے ہمارے کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور اس طرح کہاں تلافی ہو سکتی ہے۔''

(حکیم نورالدین خلیفہ اول کا قول مندرجہ کتاب مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین ص ۱۹۹ مؤلفہ اکبر نجیب آبادی قادیانی)

۷۔عبرت انگیز

''کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا .... استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے

بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اُٹھانا اور اس کے بعد اس کے جوان فرزند عبدالحیٔ کا عنفوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔''

(نامہ نگار اخبار پیغام صلح کے اشتہار گنجینہ صداقت کا اقتباس منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۲ء ج ۹ نمبر ۲۹)

۸۔ محبت کا انجام نافرجام

''صاحبزادہ عبدالحیٔ صاحب نے اس مقدس باپ (حکیم نورالدین) کی گود میں تربیت پائی تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں بشیرالدین محمود احمد) کو جگہ چھوڑ کر اپنی جگہ بٹھایا کرتا تھا۔ جو حضور کی تقریریں سن کر خوشی سے ان کا ماتھا چوم لیا کرتا تھا۔ (شاید ادب مانع ہوگا کہ میاں صاحب ان کے نبی زادہ تھے ورنہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکپن ہی میں میاں صاحب کی باتیں حکیم صاحب کو محبت میں ایسی پیاری معلوم تھیں کہ کوئی منہ چوم لے چنانچہ یہی اردو محاورہ بھی ہے۔ للمؤلف برنی) حضرت خلیفۃ المسیح اول۔ (حکیم نورالدین قادیانی) کی وفات کے بعد جب (ان کی لڑکی) سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں بشیر احمد) سے عقد ہونے لگا۔ تو مولوی عبدالحیٔ صاحب ولی تھے۔ مولوی عبد الحیٔ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں بشیرالدین محمود صاحب) کی محبت کا سبق اپنے مقدس باپ سے سیکھا تھا۔ (اور واقعی وہ محبت بہت سبق آموز تھی۔ للمؤلف برنی) مولوی عبدالحیٔ صاحب یقیناً اپنے محترم باپ کے سعادت مند فرزند تھے۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے مخالف تھے اس لئے حضور نے ان کو زہر دے کر مروا دیا ایک ناپاک جھوٹ ہے جس کے تصور سے بھی گھن آتی ہے...... (اور اگر بالفرض واقعہ ہو تو پھر کتنی قے آنی چاہئے' قادیان صاحبان کو۔ للمؤلف برنی) ان لوگوں نے جو الزام صاحبزادہ عبدالحیٔ صاحب مرحوم پر لگایا ہے وہی افترا سیدہ امۃ الحیٔ مرحومہ پر بھی کیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ بھی دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ کی مخالف تھیں...... اور محمد امین خاں اور مستری محمد حسین مقتولوں کی صف میں اس کو شامل کرنا اور یہ کہنا کہ سیدہ امۃ الحیٔ کی روح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب) کو نصیحت کر رہی ہے۔ کہ اپنے افعال سے باز آ جاؤ نہایت

شرمناک اور کمینہ جھوٹ ہے۔'' (بحث سے کیا حاصل) ۔

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۹۱۷ ص ۵۔ ۶ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء)

(ت) مولوی عبدالکریم صاحب قادیانی

۹۔ ابتداء

'' سالنامہ جامعہ احمدیہ قادیان ۱۹۳۰ء میں مذکور ہے۔ کہ مولوی عبد الکریم (قادیانی) سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مڈل تک تھی۔ اور اس میں بھی کمی حساب کی وجہ سے فیل ہو گئے۔ پھر عربی' فارسی کی پرائیویٹ تیاری کر کے وہیں مشن اسکول میں مدرس فارسی لگ گئے۔ ایک روز پادری سے الجھ کر مستعفی ہو گئے۔ اس وقت آپ نیچری خیال رکھتے تھے مگر مولوی نورالدین' صاحب کی وساطت سے مرزائی ہو گئے اور خطیب اور امام مسجد قادیان بنے رہے اور سب سے پہلے بہشتی مقبرہ میں داخل ہوئے۔''

(الکاویۃ علی الغاویہ حصہ دوم ص ۳۸۷ مصنفہ مولوی محمد عالم الٰہی صاحب' امرتسر)

۱۰۔ سرسید کے دلدادہ

'' مولوی عبد الکریم صاحب قادیانی بھی ابتداء میں سرسید کے بہت دلدادہ تھے۔ چنانچہ حضرت (مرزا) صاحب نے بھی اپنے ایک شعر میں ان کے متعلق اس کا ذکر فرمایا ہے۔ ۔

فرماتے ہیں:

مدتے در آتش نیچر فرو افتادہ
ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۵۹۔ ۱۶۰ روایت نمبر ۱۵۰)

١١۔ بہت عشق

’’مولوی عبدالکریم صاحب قادیانی کو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) سے بہت عشق تھا۔ اگر کوئی مسیح موعود پر اعتراض کرتا تو آپ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو ایک عیسائی کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ برا تو نہیں مانیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں پاگل ہوں کہ تم مجھ سے اچھی بات پوچھو تو میں برا مانوں۔ اگر بری بات کہو تب تو برا مناؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مرزا صاحب دس پندرہ روپیہ کے ملازم رہ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مسیح گلیوں میں کہتا پھرتا تھا کہ کسی نے چارپائی ٹھکوانی ہو تو ٹھکوا لے۔ یہ بات سن کر عیسائی نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو ناراض ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو ناراض نہیں ہوا۔ تم ناراض ہو گئے۔‘‘

(میاں محمود احمد صاحب کا درس قرآن مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ٣ نمبر ٣١ مورخہ ٢٧ اگست ١٩١٤ء)

١٢۔ دو خطبے

’’خدا کے کلام میں جس شخص کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جائے مثلاً ’’یا ایھا النبی‘‘ وغیرہ کہا جائے تو ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس کو نبی مانے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے متعلق براہین احمدیہ ہی میں یہ الفاظ موجود ہیں آپ کو ان ہی الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔ جن الفاظ سے آدم علیہ السلام سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک انبیاء مرسلین سے خطاب کیا گیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے دل میں ایک کھٹکا تھا اور وہ یہ کہ الفاظ تو وہی ہیں مگر حضرت مرزا صاحب ان کے ساتھ قیود لگاتے ہیں۔ جب میں یہاں قادیان میں آیا تو یہاں پر مولوی عبداللہ کشمیری جو میرے دوست اور شاگرد تھے میں نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ چونکہ لوگ سمجھتے نہیں اس لئے ان کے سمجھانے کے لئے یہ الفاظ ہیں‘ والا حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی۔ ان سے عرض کیا۔ تو انہوں نے کہا میں تو آپ کو مولوی خیال کرتا تھا۔ آپ بھی عوام کی سی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ یہ محض لوگوں کو سمجھانے کے لئے الفاظ استعمال کرتے

ہیں۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خطبہ جمعہ پڑھا اور اس میں حضرت صاحب کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے خطبہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کو سن کر سید محمد احسن صاحب امروہی (قادیانی) نے بہت پیچ وتاب کھائے۔ جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب کو معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے ایک اور خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں۔ میں حضور کو نبی ورسول مانتا ہوں۔ جب جمعہ ہو چکا اور حضرت مرزا صاحب جانے لگے تو مولوی صاحب نے پیچھے سے حضرت صاحب کا کپڑا پکڑا اور درخواست کی کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے تو حضور درست فرمائیں۔ میں اس وقت موجود تھا۔ حضرت صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب غصہ میں بھر کر واپس آئے اور مسجد مبارک کے اوپر ٹہلنے لگے اور جب مولوی عبدالکریم صاحب قادیانی واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب (قادیانی) ان سے لڑنے لگ گئے۔ آواز بہت بلند ہو گئی۔ تو حضرت مسیح موعود مکان سے نکلے اور آپ نے یہ آیت پڑھی:

’’یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی○‘‘

(تقریر سید سرور شاہ قادیانی سالانہ جلسہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ١٠ نمبر ٥١ مورخہ ٤ جنوری ١٩٢٢ء)

١٣۔ مار پکار

’’گرمی کا موسم تھا۔ مسجد مبارک ابھی چھوٹی ہی تھی۔ شہ نشین پر حضرت خلیفۃ المسیح اول‘ حضرت مولوی عبدالکریم‘ حضرت فضل الدین وغیرہ احباب بیٹھے تھے۔ مغرب کا وقت تھا۔ اس دن میاں الہ دین فلاسفر سے کچھ گستاخی ہوئی تھی اور مولوی عبدالکریم صاحب نے انہیں مارا تھا اور فلاسفر صاحب کے رونے چلانے کی آواز اندرون خانہ حضرت مسیح موعود تک پہنچی تھی۔ حضور کے لب ولہجہ سے اظہار ناراضگی ہو رہا تھا۔ فرمایا ’’خدا کا رسول تمہارے درمیان میں ہے اور تم ایسی حرکتیں کرتے ہو۔‘‘ ان الفاظ سے ہم سب سہم گئے اور خوف زدہ ہو گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رو پڑے معافی چاہی اور دعا کی درخواست کی حضور نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے اکثر احباب چشم پر آب تھے۔ دعا سے سب کی تشفی اور تسکین

ہوئی۔انجام بخیر ہوا الحمد للہ۔

(مفتی محمد صادق صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۵۱ ص ۲ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۶ء)

۱۴۔مولوی عبدالکریم صاحب کا انجام

"بیان کیا مجھ سے بیوہ مرحومہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے کہ جب مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے۔اور ان کی تکلیف بڑھ گئی۔تو بعض اوقات شدت تکلیف کے وقت نیم غشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کرو۔میں حضرت مرزا صاحب سے ملنے کے لئے جاؤں گا۔گویا وہ سمجھتے تھے کہ میں کہیں باہر جارہا ہوں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں۔اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی زار زار روپڑتے تھے کہ دیکھو میں نے اتنے عرصہ سے حضرت مرزا صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا تم مجھے حضرت صاحب کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔ابھی سواری منگوا اور مجھے لے چلو۔ایک دن جب ہوش تھی کہنے لگے۔جاؤ حضرت صاحب سے کہو میں مر چلا ہوں۔مجھے صرف دور سے کھڑے ہو کر اپنی زیارت کرا جائیں۔اور بڑے روئے اور اصرار کے ساتھ کہا کہ ابھی جاؤ۔میں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں۔حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کے ملنے کو نہیں چاہتا۔مگر بات یہ ہے کہ میں ان کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔مولویانی مرحومہ کہتی تھیں کہ اس وقت تمہاری والدہ پاس تھیں انہوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں۔تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا میں جاتا ہوں تم دیکھ لینا کہ ان کی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ ہو جائے گا .... خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم سے بہت محبت تھی اور یہ اس محبت کا تقاضا تھا کہ آپ مولوی صاحب کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے۔چنانچہ باہر مسجد میں کئی دفعہ فرماتے تھے کہ مولوی صاحب کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے مگر میں ان کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔چنانچہ آخر مولوی صاحب اسی مرض میں فوت ہو گئے۔مگر حضرت صاحب ان کے پاس نہیں جا سکے۔بلکہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کی بیماری میں اپنی رہائش کا کمرہ بھی بدل لیا تھا۔کیونکہ جس

کمرہ میں آپ رہتے تھے۔وہ چونکہ مولوی صاحب کے مکان کے بالکل نیچے تھا۔اس لئے وہاں مولوی صاحب کے کراہنے کی آواز پہنچ جاتی تھی۔جو آپ کو بیتاب کر دیتی تھی۔اور مولوی صاحب مرحوم چونکہ مرض کاربنکل میں مبتلا تھے۔اسی لئے ان کا بدن ڈاکٹروں کی چیر اپھاڑی سے چھلنی ہو گیا تھا۔اور وہ اس کے درد میں بیتاب ہو کر کراہتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۸۸۔۲۸۹ روایت نمبر ۳۱)

"حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کاربنکل کے مرض سے ڈیڑھ دو ماہ تک بیمار رہے ان کا معالج خاکسار اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین تھے ان کے لئے آپ نے (یعنی مرزا قادیانی نے) ہر ایک قسم کا سامان علاج معالجہ کے لئے مہیا کیا یہاں تک کہ جب آپ (عبد الکریم) فوت ہوئے تو قادیان جیسی جگہ میں ایک ڈھیر برف کا ان کے کمرہ میں موجود تھا۔"

(ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ نمبر ۲۹ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۴۸ء)۔

(ث) میاں محمود احمد خلیفہ دوم قادیان

۱۵۔تعلیم کی خوبی

"حضرت مسیح موعود (مرزا) بھی کسی کے شاگرد نہ تھے۔اسی طرح آپ (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) بھی کسی کے شاگرد نہیں ہیں۔بے شک آپ اسکول میں پڑھتے رہے ہیں۔مجھ سے پڑھتے رہے ہیں۔میں اس زمانہ میں ہیڈ ماسٹر تھا یا مولوی شیر علی صاحب تھے۔آپ (میاں محمود احمد صاحب) اس زمانہ میں سکول میں پڑھتے تھے۔مگر ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے۔لیکن ہم پھر بھی اگلی جماعت میں چڑھا دیتے تھے۔اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود کے فرزند ہیں۔آپ نے مڈل کا امتحان دیا۔اور میں ساتھ گیا۔اس میں بھی آپ فیل ہوئے۔(شاید یہ آپ ہی کا فیض محبت ہو۔للموٴلف برنی)۔

مفتی محمد صادق قادیانی کا خطبہ جو میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کے تازہ ترین نکاح کی تقریب میں بمقام قادیان پڑھا گیا۔

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۹۷ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

۱۶۔ بچپن کے دو استاد

"بچپن میں جب میں ہائی اسکول میں پڑھا کرتا تو دو استاد تھے۔ انہیں دیکھ کر مجھے اتنی گھن اور نفرت آتی جو بیان سے باہر ہے۔ وہ جب بھی ایک دوسرے کی شکل دیکھتے' کہیں پاخانے کا مذاق شروع ہو جاتا۔ کہیں ہوا خارج ہونے کے متعلق ہنسی کرنے لگ جاتے اور مجھے ان کی باتیں سن سن کر اتنی گھن اور نفرت آتی کہ میں چاہتا وہاں سے بھاگ جاؤں۔" (ایسی باتوں کے وقت ہٹ جانے میں کیا مضائقہ تھا۔ للمؤلف برنی)۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۷۷ ج ۲۳ ص ۶ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

۱۷۔ میری صحت

"باقی رہا میری صحت کا معاملہ تم (لاہوری فریق) کہتے ہو میری صحت اجازت نہیں دیتی کہ میں (پانچواں) نکاح (جو عزیز خاتون بنت سیٹھ ابوبکر یوسف جمال کے ساتھ ہوا تھا) کروں میری صحت تو بچپن سے ہی خراب ہے اس لحاظ سے تو میری پہلی شادی بھی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ بچپن میں میری صحت خراب تھی اسی وجہ سے تھی حضرت مرزا صاحب نے حساب کی تعلیم مجھ سے چھڑا دی تھی۔ پھر محض شادی سے صحت نہیں بگڑ جایا کرتی۔ اگر انسان صحت کے اصول کا خیال رکھے اور احتیاط کرے تو دس شادیوں کے ساتھ بھی صحت نہیں بگڑتی۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ میری صحت کے متعلق آپ لوگوں کو کب سے فکر پیدا ہوا ہے۔ اس رنگ میں اعتراض کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ محض ایک بہانہ ہے اور اصل مقصد اعتراض کرنا ہے۔"

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۹۶ ص ۷ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۶ء)

"کنجی (سندھ) سے ۲۲ اپریل ۱۹۴۱ء کو جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے پرائیویٹ سیکرٹری نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بواسیر کی شکایت ہے اور انتڑیوں میں سوزش کی تکلیف ہے احباب حضور کی صحت

کے لئے دعا فرمائیں۔"

(اطلاع مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ نمبر ۹۲ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۴۱ء)

"سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ مجھے برسوں سے نقرس کا دورہ ہے اور پاؤں کے علاوہ گھٹنے میں بھی درد شروع ہو گیا ہے اس درد کے ازالہ کی تدبیر تو کی جارہی ہے اور میں دوائی استعمال کر رہا ہوں لیکن اس دوا کے استعمال کے ساتھ ڈاکٹروں نے پچھلے دورے کے وقت سے یہ ہدایت کی ہوئی ہے کہ مجھے چلنا پھرنا نہیں چاہئے بلکہ لیٹے رہنا چاہئے یوں بھی وہ دوا بہت مضعف ہے اور چلنے پھرنے سے خطرہ ہوتا ہے۔ کہ کہیں دل پر بار نہ پڑ جائے مگر میں جمعہ کی خاطر یہی پسند کیا کہ میں یہاں آؤں اور خطبہ جمعہ اور نماز پڑھاؤں۔"

(میاں بشیر ین محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۲۹ ج ۳۴ ص ۱ مورخہ ۳ جون ۱۹۴۶ء)

۱۸۔ بڑا الزام

"بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) عیاش ہے اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں وہ وہ ہو جاتے ہیں۔ جسے انگریزی میں ریک (Wreck) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے' نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہو جاتے ہیں۔ اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے' اسی لئے کہتے ہیں۔ "الزنا یخرج البنا" کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے' مگر ہمارا خلیفہ نعوذ باللہ عیاش ہوتا تو وہ کیا اولوالعزمی وہ بلند ہمتی' وہ دانشمندی' وہ فہم وفراست' وہ ذکاوت اور وہ تدبر جو آپ کو عدیم المثال طور پر حاصل ہے' حاصل ہو سکتا؟"

(میر محمد اسمٰعیل قادیانی کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۵۸ ص ۶ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

۱۹۔خطرناک بات

''مکرم ومعظم جناب میاں صاحب خلیفہ جماعت قادیان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ .... میرے کانوں نے احمدیہ بلڈنگس (لاہور) میں آپ کے متعلق ایک ایسی بات سنی ہے۔جس نے میرے وجود میں ایک لرزہ ڈال دیا ہے۔اور وہ ایسی خطرناک بات ہے کہ جسے میں چھپا نہیں سکتا۔اگر وہ صحیح ہے تو آپ کے لئے زلزلہ نمونہ قیامت ہے' اور اگر وہ غلط ہے تو اس بات کے پروپیگنڈہ کرنے والے پر آسمان سے غضب کا زلزلہ وارد ہوگا............... چنانچہ اسی غرض کے لئے میں یہ خط آپ کو بھیج رہا ہوں' اور اب وہ بات لکھتا ہوں جو میں نے اپنے کانوں منہ درمنہ سنی ہے۔'' کچھ عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر اللہ بخش لاہوری احمدی اور مولوی آفتاب الدین مسلم مشنری ورکنگ قادیان گئے تھے انہوں نے وہاں آپ سے ملاقات کا انتظام کیا۔آپ نے ان کو دوتین گھنٹہ سے ملاقات کا موقع دیا مجھے اس ملاقات کے متعلق میرے دفتر میں پہلے چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ اورسیر نے اور پھر مولوی آفتاب الدین صاحب نے یہ سنایا کہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی ڈاکٹری سے دوران ملاقات میں یقینی طور پر یہ اندازہ کیا کہ آپ نے شراب پی ہوئی تھی۔اسی لئے آپ نے دوتین گھنٹہ کا وقفہ لیا۔(یہ کوئی دلیل نہ ہوئی۔للمؤلف برنی) اور پھر آپ نے جو خوشبوئیں لگا کر ملاقات کی' انہوں نے آپ کی منہ سے شراب کی بوکو بہرحال محسوس کر لیا۔'' مجھے اسی طرح دوگواہوں نے یہ بات سنائی اور سنانے والوں نے اپنے حلقہ میں مجھے خیال ہے کہ دور دور تک پھیلا دیا ہے۔'' (الزام شدید ہے تحقیق مقدم ہے۔للمؤلف برنی)۔

(شیخ غلام محمد صاحب قادیانی کا مکتوب مندرجہ رسالہ تصنیفات محمدیہ ج یازدہم ص ۹ مطبوعہ لاہور)

۲۰۔خاندان کے متعلق اتہامات

''شبنم صاحب! آپ کا خط محررہ ۸ جولائی ۱۹۳۷ء مجھے مل گیا ہے............ دوسرا امر آپ کے خط میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ

قادیان) کے خاندان کے متعلق اتہامات ہیں۔آپ نے بڑی دیدہ دلیری سے بغیر شرعی ثبوت کے اور بغیر عینی شاہد ہونے کے ایسی فحش باتیں خط میں تحریر کی ہیں کہ جن کی اشاعت آپ کو مروجہ قانون کی رو سے مجرم بناتی ہے۔یہ محض امیر المومنین کی فراخ حوصلگی ہے کہ آپ ازالہ حیثیت عرفی کے مرتکب ہوتے ہوئے بھی اس کی سزا سے بچے ہوئے ہیں۔ہم آپ کے خط میں مندرجہ امور سب غلط اور نتیجہ عناد سمجھتے ہیں۔''

(محمد صادق شبنم قادیانی کے خط کا جواب منجانب مرزا محمد علی بیگ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۲۳ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۷ء)

۲۱۔مفہوم نہایت گندہ

''نیز میں خدا کی قسم کھا کر یہ بھی لکھتا ہوں کہ اس نے (یعنی میاں فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی نے) ایک دن اپنے مکان کے پاس کھڑے ہوکر یہ کہا تھا کہ تحریک جدید (کے بورڈنگ) کا ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے تو لڑکوں کو تلاش کرنا پڑتا تھا' اور اب لڑکے جمع شدہ مل جائیں گے۔اس جگہ اس کا مفہوم نہایت گندہ تھا اور حضور (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) پر کمینہ جملہ تھا۔''

(مہاشہ محمد عمر قادیانی کا حلفیہ بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۶۵ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

۲۲۔گندی باتیں

''پھر جماعت میں بدی اور بے حیائی کی باتوں کا چرچہ کرکے فحش کی اشاعت کی جاتی ہے۔اور گندی باتیں کرکے کمزور طبیعت لوگوں میں گندے جذبات کا اُبھارا جارہا ہے ....اور ثبوت پوچھو تو سوائے اس کے کچھ پیش نہیں کرسکتے کہ فلاں مرد یہ کہتا ہے۔(مرد بھلا کیا گواہی دے سکتا ہے۔نعوذ باللہ۔للمؤلف برنی) اور فلاں عورت یہ سناتی ہے' اور فلاں لڑکا یہ گواہی دیتا ہے۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون! کیا معصوم لوگوں (مثلاً خلیفہ صاحب قادیان۔للمؤلف برنی) کے چال چلن کی اتنی ہی قیمت رہ گئی ہے کہ زید وبکر کی بیہودہ بکواس سے انہیں داغدار کرنے کی کوشش کی جائے کیا اس شخص کا کریکٹر جس کے ہاتھ میں آپ نے چہارم صدی تک (مراد یک چہارم چوتھائی صدی معلوم ہوتی ہے' یعنی ۲۵ سال۔للمؤلف

برنی) اپنا بیعت کا ہاتھ دے رکھا ہے' اس معیار پر تولنے کے قابل ہے کہ آوارہ مزاج اور آزاد منش نوجوان اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ افسوس' صد افسوس! اتنا بھی نہیں سوچا گیا کہ شہادت دینے والے کس قماش کے لوگ ہیں۔ (ایسی شہادت تو اسی قماش کے لوگ دے سکتے ہیں۔ کہ خود مبتلا رہتے ہیں۔ للمؤلف برنی) اور جس کے متعلق شہادت دی جا رہی ہے۔ وہ کس پوزیشن کا انسان ہے۔'' (خلیفہ قادیان ہے اور اس پر خلقت حیران ہے۔ للمؤلف برنی)۔

(صاحبزادہ بشیر احمد کا بیان اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۹۷ ص ۶ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء)

۲۳۔ الزام کے الفاظ

''الزام کے الفاظ جو خلیفہ صاحب قادیان اپنے اخبار الفضل (قادیان) میں خود شائع کرا چکے ہیں' حسب ذیل ہیں' اور وہ بحوالہ شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیانی فیصلہ عدالت العالیہ ہائیکورٹ لاہور (اردو ص ۴) میں درج ہیں:

''موجودہ خلیفہ (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان) سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو میں کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔ (شاید مخالف یہ کہیں کہ)

نہاں کے مانند آں رازے کزو سازند محفلہا

یا یہ کہیں کہ

تانہ باشد چیز کے مردم نہ گویند چیزہا

تاہم الزامات بہت سنگین ہیں کافی تحقیق اور ثبوت کے بغیر قابل تسلیم نہیں ہیں۔ واللہ اعلم للمؤلف برنی)۔

(مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور کا سلسلہ بعنوان ''میاں محمود احمد پر ان کے مریدین کے الزامات'' مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۸ء)

۲۴۔ پیرس کی سیر

چال چلن کے الزامات کی اصلیت جو کچھ بھی ہو واللہ اعلم۔ تاہم میاں صاحب خلیفہ قادیان کی طبیعت تجسس پسند ضرور ہے خواہ تجسس ان کے حق میں حدمناسب سے بھی تجاوز کر جائے۔ چنانچہ فرانس ٹور بمقام پیرس برہنہ عورتوں کی جو سیر کی گئی وہ بہت پرلطف ہے۔ کہ خود میاں صاحب کا بیان بھی اس میں شریک ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

'' سیدنا و امامنا حضرت اقدس امیر المومنین المصلح الموعود خلیفة المسیح الثانی۔''

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ .... بعض بدباطن اور خبیث فطرت غیر احمدی مناظر مناظرہ میں یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تمہارے خلیفہ صاحب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو ساتھ لے کر پیرس میں ننگی میموں کا ناچ دیکھنے کے لئے گئے مندرجہ ذیل حوالہ تائید میں پیش کرتے ہیں:

''جب میں (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ (یہ خیال تھا بھی خصوصیت کے لائق۔ للمؤلف برنی) مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ (موقع کیونکر ملتا کہ وہاں کسی قدر تعارف حاصل تھا۔ للمؤلف برنی) واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے جو میرے ساتھ تھے' کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آسکے۔ (پیرس کا انتخاب بھی بہتر تھا کہ وہاں سوسائٹی خوب عریاں نظر آتی ہے۔ چنانچہ اس خصوصیت کو شہرت عامہ حاصل ہے اور میاں صاحب کے مشاہدے سے اس کی تصدیق ہو گی۔ للمؤلف برنی) وہ (چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب) بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے۔ (معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری صاحب کو کافی موقع حاصل ہونے کے باوجود میاں صاحب کی طرح سوسائٹی کی عریانی دیکھنے کا خیال بھی خصوصیت سے پیدا نہ ہوا تھا۔ اسی سبب ایسے مقامات سے ناواقف تھے۔ للمؤلف برنی) مگر مجھے اوپیرا لے گئے' جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے۔ جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ (اینہم غنیمت است للمؤلف برنی) میری نظر چونکہ کمزور ہے' اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ

سکتا۔لیکن بہر صورت میاں صاحب کی دور بینی مسلم ہے۔للمؤلف برنی) تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا' کیا یہ ننگی ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں۔ بلکہ کپڑے پہنے ہوئی ہیں۔مگر باوجود اس کے یہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔'' (جب عورتیں ننگی معلوم ہوں' خواہ تصور ہی سہی تو مشاہدہ کافی ہے۔نظر کمزور ہونے یا تن پر کپڑا ہونے میں کیا مضائقہ ہے۔مقصد تو حاصل ہو گیا کہ یورپین سوسائٹی کی عریانی نظر آئی۔للمؤلف برنی)۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۹۰ ص ۵۔ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء)

''حضور! ہم مخالفین کو بتاتے ہیں کہ اس حوالہ میں یورپین سوسائٹی کی عریانی کا ذکر ہے۔ننگی میموں کے ناچ کا ذکر نہیں۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہ تھا' جو تم اپنی اندرونی تصویر کے مطابق پیش کرتے ہو............تو حضور اسے ناپسند کر کے اُٹھ کر چلے آئے (چلے کیوں آتے جانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ سوسائٹی کی عریانی دیکھیں للمؤلف برنی) مگر وہ اسے تسلیم نہیں کرتے۔اور کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اپنا خیال ہے' وہ سینما میں پورا شو دیکھ کر اُٹھے تھے۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ! اگر از راہ نوازش اس واقعہ پر کسی وقت مجلس علم وعرفان میں روشنی ڈال دیں تو مخالفین کو اس اعتراض کا جواب دینے میں انشاء اللہ تعالیٰ مدد ملے گی...... یہ سوال جب خاکسار نے حضور کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے اسی وقت اپنے قلم سے مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا:

جواب: یہ درست نہیں کہ میں اُٹھ کر آ گیا۔میں تو اسی بات کو دیکھنے کے لئے گیا تھا۔باقی وہ عورتیں ننگی نہ تھیں' بلکہ ان کے چست لباس سے بوجہ نظر کی کمزوری کے میں نے خیال کیا کہ وہ ننگی ہیں۔(نظر کی عجب کمزوری تھی کہ لباس کے باوجود ننگی نظر آئیں۔پھر میاں صاحب نے خیال بھی یہی کیا وہ ننگی ہیں۔غرض یہ کہ عریانی کا تصور بہت غالب تھا' اور نظر تیز بھی ہوتی تو کیا فائدہ۔عریانی ایسی بے تکلف نظر نہ آتی۔بلکہ چوہدری صاحب کی طرح کپڑے بھی نظر آتے۔مشاہدہ کا لطف مکدر ہو جاتا' یعنی سوسائٹی اس درجہ عریاں نظر نہ آتی کہ گویا عورتیں بلا لباس ننگی معلوم ہوں۔للمؤلف برنی)۔

''یہ تو تماشائی عورتوں کا ذکر ہے' جو ایک طرف گیلری میں تھیں۔ممکن ہے میری ان پر نظر ہی نہ پڑتی۔اس قسم کے لباس کی عورتیں صبح اور شام مال روڈ (یعنی لاہور کی مشہور

سڑک) پر دوڑتی پھرتی ہیں۔(یہ مبالغہ تو ہندوستانی مستورات پر بڑا ظلم ہے۔للمؤلف برنی) اس پر اعتراض اور تعجب کی کونسی بات ہے۔لباس کا نیا فیشن جنگ کے بعد یہی تھا۔بوجہ اس سے ناواقفیت کے میں نے دھوکا کھایا۔بعد میں یہ فیشن بہت جگہ پھیل گیا۔اور اب ہندوستان میں بھی یہی ہے۔میں نے تو نہیں لکھا کہ گانے والے لوگ ننگے تھے۔وہ سینما نہ تھا۔بلکہ ورائٹی شو تھا' جس میں بعض خاص ماہر گاتے ہیں یا بعض ہتھکنڈے دکھاتے ہیں۔مگر وہ سب لوگ لباسوں میں تھے۔صرف سوسائٹی کی عورتیں اپنے تنگ اور چست لباسوں میں تھیں جیسا کہ اب ہر شہر اور ہر ملک میں ہے۔میں اس ناراضگی اور عینک نہ ہونے کی وجہ سے انہیں ننگا سمجھا۔'' (عینک بھی عادت کے باوجود اچھے وقت غائب ہوئی کہ سوسائٹی کی عریانی بھی نظر آ گئی اور عذر بھی ہاتھ آ گیا۔یک کرشمہ دو کار۔للمؤلف برنی) پہلے معترض مال روڈ وغیرہ پر چلنا ترک کر دے۔'' (جہاں گویا لباس پہن کر عورتیں کمزور نظروں میں ننگی معلوم ہوتی ہیں۔جواب میں بناوٹ گریز! مبالغہ اور جھنجھلاہٹ صاف ظاہر ہے لیکن کیا کیا جائے اور کوئی مضر بھی نہیں۔للمؤلف برنی)۔

(سوال جواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۱۵۶ ص ۳ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۴۶ء)

(ج) عبرت

۲۵۔قادیانی اکابر

قادیانیت کے بانی مبانی مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا قادیانی صاحب کے دو فرشتے دایاں فرشتہ حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان۔اور بایاں فرشتہ عبد الکریم صاحب محرک قادیانی نبوت۔اور مرزا قادیانی صاحب کے فرزند اکبر۔میاں محمود احمد صاحب خلیفہ دوم قادیان۔ان چاروں قادیانی اکابر کی زندگی میں ایک نشانی مشترک نظر آتی ہے۔یعنی سوء خاتمہ۔ذلت کی موت یا ذلت کی صورت کہ دل پکار اُٹھے۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔ تفصیل اپنی تالیف میں موجود ہے۔جو چاہے تحقیق کر لے۔

ایک لطیفہ اور بھی قابل توجہ ہے۔حکیم نور الدین اور مولوی عبد الکریم یہ دونوں صاحب مرزا قادیانی کے دو فرشتے اور دو ہاتھ مانے جاتے تھے۔شروع سے سرسید کے

بڑے دلدادہ تھے۔علی گڑھ تحریک کے مداح تھے۔اس دوران میں مرزا قادیانی کی طرف چلے آئے۔تاہم معلوم ہوتا ہے کہ سرسید کی تحقیق وفات مسیح بھی وہ ساتھ لائے۔اور مرزا قادیانی صاحب نے اس کو قبول کر کے۔اسی میں اپنا گھر بنالیا۔کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے قائل ہو کر خود مسیح موعود بن بیٹھے۔اور دونوں فرشتے اور دونوں ہاتھ اپنا اپنا کام کرتے رہے۔اور ایسے کار آمد ثابت ہوئے کہ کوئی تیسرا ان کے مثل نظر نہ آیا۔

غرض اس تثلیث سے قادیانیت قائم ہوئی تو میاں صاحب کو گویا پوپ کا رتبہ حاصل ہوا۔بلکہ پوپ سے بھی رتبہ بڑھ گیا۔کہ خود مرزا قادیانی صاحب کے متعلق اپنا یہ الہام شائع فرمایا۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہٗ زراہِ دور آمدہٗ

(تریاق القلوب ص۴۲خزائن ج۱۵ص ۲۱۹ تذکرہ ص۱۶۵طبع سوم)

مرزا قادیانی مسیح موعود بننے میں کس درجہ سرسید کی تحقیق کے رہین منت ہیں۔خود قادیانیوں کو اس کا اعتراض ہے۔کہ واقعہ کا انکار محال ہے۔البتہ شرما شرمی وہ تاویلات کرتے ہیں تو معذور ہیں کہ مرزا قادیانی ان کے نبی رسول ہیں۔سرسید کا احسان کس طرح مان سکتے ہیں۔تاہم دبی زبان سے اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے۔ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

۲۶۔خلیفہ صاحب قادیان مفلوج

کئی سال ہوئے کہ قادیانی اخباروں میں اعلان ہوا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان پر فالج گرا۔چنانچہ اس علالت کے علاج میں یورپ کا سفر ہوا۔کہتے ہیں علاج سے کچھ افاقہ بھی ہوا۔مگر اس مرض کے حملہ میں اعادہ کا خوف رہتا ہے۔

الحاصل۔مرزا قادیانی آنجہانی حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اول مولوی عبدالکریم قادیانی گویا مرزا قادیانی کے دونوں فرشتے اور میاں محمود احمد خلیفہٗ دوم۔یہ سب قادیانیت کے بانی اور اکابر عجب عجب اموات وحادثات کے شکار ہوئے کیا دعوے اور کیا عبرت؟

فصل پنجم

قادیانی غلط بیانی

نوٹ

"کتر بیونت کی قادیانی شکایت۔" جو قادیانی مذہب ص ۱۰۷۱ اور "قادیانی تحریک کی ترتیب قادیانی مذہب ص ۱۰۸۲ پر شائع ہو چکے ہیں۔اس فصل سے بوجہ تکرار حذف کردیئے ہیں۔(فقیر اللہ وسایا)"۔

۱۔تعارف

اخباری بحث مباحثہ اپنا معمول نہیں ہے۔کتابیں موجود ہیں جو چاہے دیکھ لے لیکن کتابوں کے متعلق جو عام غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔اس کا ازالہ واجب ہوا چنانچہ ذیل میں ضروری کیفیت ملاحظہ طلب ہے۔

الیاس برنی کی تین تحقیقی کتابیں اور قادیانی جماعت کی دو جوابی کتابیں زیر بحث ہیں۔یعنی ایک طرف۔(۱) قادیانی مذہب (۲) مقدمہ قادیانی مذہب اور (۳) قادیانی قول وفعل۔تو دوسری طرف (۴) تصدیق احمدیت اور (۵) بشارت احمد یہ پانچوں کتابیں توجہ اور تصفیہ کی طالب ہیں۔بہترین صورت یہ ہے کہ جہاں ضرورت ہو خاص کر مدارس میں یہ کتابیں کسی معتبر نگرانی کے تحت یکجا رکھ دی جائیں۔اور جو اہل علم تحقیق کے خواہاں ہوں وہ خود ان کو مطالعہ کریں اور انصاف کریں کہ کس طرف حق کا اظہار ہے اور کس طرف باطل کا انتشار ہے۔اسلام اور مسلمانوں کو قادیانیت سے کیا کیا خطرات لاحق ہوئے۔کس طرح فریب کے جال بچھے اور کس طرح وہ جال پارہ پارہ ہوگئے۔المختصر مسلمان قادیانی فریب سے دور دور تک آگاہ ہوگئے۔پھر بھی جو فریب کا شکار ہو چکے۔اللہ تعالیٰ ان کو ہٹ دھرمی سے نجات دلائے اور دین اسلام میں واپس لائے۔آمین۔

بہرحال ذیل میں چند تصریحات پیش ہیں جن سے واضح ہوجائے گا۔کہ قادیانی جماعت کو جو اپنی ہر دو کتب تصدیق احمدیت اور بشارت احمد پر بڑا ناز ہے ان میں جو جوابات واعتراضات پیش ہوئے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے۔صداقت سے خالی معقولیت سے بعید۔مغالطوں سے لبریز۔قادیانی ہٹ دھرمی کا عبرت ناک مظاہرہ ہے۔سچ پوچھئے تو

جوابی کتابوں سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانی تحریف کس درجہ فریب آمیز ہے۔اور کس درجہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں گمراہ کن ہے۔**نعوذ باللہ من ذلک۔**

۲۔کتاب قادیانی مذہب کی ضرورت

(الف) قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن جو ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔یہ وہ زمانہ ہے جبکہ قادیانی تحریک پورے عروج پر تھی۔حکومت میں، ملک میں، مسلمانوں میں ہر طرف اس کا اثر تھا۔وسیع پیمانہ پر اس کو تائید حاصل تھی۔تقریر میں تحریر میں، اخبار میں، اشتہار میں، بڑھ بڑھ کر مسلمانوں پر خدمت اسلام کا احسان دھرا جاتا تھا۔اور اس کے معاوضہ میں ان سے ایمان طلب ہوتا تھا۔کہ قادیانی بن جائیں۔یا رقم طلب ہوتی تھی کہ چندے دیں۔یا داد طلب ہوتی تھی کہ قادیانی کارگزاریوں کا اعتراف کریں۔چنانچہ مسلمانوں کے حسن ظن اور حسن سلوک سے قادیانی فرقہ دل بھر کر فائدہ اُٹھا رہا تھا۔اور اس کو یقین ہو چلا تھا کہ اس کی حکمت عملی نے ہمیشہ کے واسطے مسلمانوں پر قابو پالیا۔

قادیانی عقائد کیا ہیں اعمال کیا ہیں منصوبے کیا ہیں، تدبیریں کیا ہیں، معاملات کیا ہیں، مسلمان اصل حالت سے بے خبر رہے۔مسلمانوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کے لئے جو مضامین شائع ہوتے تھے۔وہی مضامین مسلمان سنتے رہے، اعتبار کرتے رہے۔حتیٰ کہ اگر کسی غریب مولوی نے چوں وچرا کی تو اس کو ٹال دیا کہ اختلاف کی ضرورت نہیں۔اتحاد کی ضرورت ہے۔مسلمانوں کو کیا خبر کہ جو قادیانی فرقہ ان کے اخلاق واحسان سے تقویت وترقی پا رہا ہے۔وہی فرقہ سب سے زیادہ اتحاد مٹا رہا ہے۔نہ صرف ان کو بلکہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو وہ کافر قرار دیتا ہے۔اور تکفیر بھی اجتہادی نہیں۔بلکہ الہامی، کہ مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اللہ اور رسول اللہ نہیں مانتے حالانکہ قادیانی عقیدے کے بموجب وہ سب کچھ ہیں۔یہودیوں کے لئے موسیٰ ہیں، عیسائیوں کے لئے عیسیٰ ہیں مسلمانوں کے لئے محمد ہیں۔قادیانیوں کے لئے احمد ہیں۔اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہیں۔اور فی الجملہ تمام نبیوں کا مجموعہ ہیں۔اور جو ان کو نہ مانے کافر بلکہ اکفر ہے۔

خود مرزا صاحب اور قادیانی اکابر کی کم وبیش سو سوا سو کتابوں سے تقریباً دو ہزار اقتباسات مع حوالہ جات بیس فصلوں میں مضمون وار ترتیب دے کر ہم نے قادیانی تحریک

کے سب پہلو ''قادیانی مذہب'' (ایڈیشن ششم) میں بخوبی واضح کردیئے ہیں۔ چنانچہ اپنی سند اور جامعیت کے لحاظ سے یہ کتاب قادیانیت کی قاموس مانی جاتی ہے۔ اور اسی بناء پر ملک میں اس کی بڑی قدر ہوئی ہے۔ جو چاہے تفصیلی مطالعہ کرے۔

(قادیانی قول وفعل ص۳ تا۴)

(ب) اسلام میں اخوت واتحاد کی جس قدر تعلیم وتاکید ہے۔ کسی دوسرے مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حالات زمانہ بھی سخت متقاضی ہیں کہ مسلمان آپس میں متفق اور متحد ہو جائیں۔ فرقوں کی تفریق گھٹائیں بلکہ ہو سکے تو تفریق مٹائیں۔ اللہ ایک، رسول ایک قرآن ایک اور یہی اساس دین ہیں۔ پھر تفرقے کیوں پھیلائیں۔ اگر فروعات میں اجتہادی اختلافات ہوں تو ہوا کریں۔ وہ اپنی حد میں رہیں۔ لیکن وحدت ملت میں ان سے رخنے نہ پڑنے پائیں۔ اور سب مسلمان جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ گویا فولاد کی سی دیوار بن جائیں۔ اسلام کے نام پر ایسے متحد ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل سے مسلمانوں میں اتفاق واتحاد کی تحریک روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اللهم زد فزد۔

لیکن قادیانیت کی کارگزاری ملاحظہ فرمائیے۔ ایک مہدی مسیح اور نبی رسول کھڑا کیا۔ قرآن کریم کے پہلو بہ پہلو وحی کا دروازہ کھولا۔ تمام مسلمانان عالم کو کافر قرار دیا۔ ہر طرح کے دینی تعلقات توڑ دیئے۔ سیاسیات میں قدم جمایا۔ اور اسلامی ممالک میں ریشہ دوانی شروع کی۔ غرضیکہ فی الجملہ مسلمانوں کے مقابل ایک محاذ قائم کر لیا۔ اور بھی مسلمانوں میں گھسے رہے۔ بلکہ امداد حاصل کرتے رہے۔ یہ کل کارروائی بتدریج اس ترکیب سے عمل میں آئی کہ مدت تک معمہ بنی رہی۔

خلاصہ یہ کہ قادیانیت نے اسلام اور مسلمانوں کے واسطے انشقاق وافتراق کا خطرہ عظیم پیدا کر دیا تھا۔ جس کی تفصیل ہماری کتاب قادیانی مذہب میں اور مختصر کیفیت خود اس کتاب (قادیانی قول وفعل) میں درج ہے۔ ابتداء میں مسلمانوں نے حسن ظن سے کام لیا تو اندر ہی اندر خاصی الجھنیں پڑ گئیں۔ بارے خدا کا شکر ہے کہ جلد پتہ چل گیا۔ اور مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ خطرے سے نکل گئے۔ وحدت ملت محفوظ رہ گئی۔ اسی غرض سے کتاب ''قادیانی مذہب'' تالیف کرنی پڑی تھی۔ اور اسی غرض سے یہ کتاب تالیف کی گئی۔ فضل الٰہی تھا کہ گوناگوں وقتوں کے باوجود یہ فرض کفایہ ہم انجام دے سکے۔ اللہ تعالیٰ

مسلمانوں کو داخلی وخارجی شر وفساد سے محفوظ رکھے اور ان کے اتفاق واتحاد کو روز افزوں ترقی دے۔

آمین یا ربّ العالمین. بحق سید المرسلین خاتم النبیین رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم.

(قادیانی قول وفعل کی تمہید ص۴ تا۶)

۳۔ کتب زیر بحث کی سرگذشت

''قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۳ء میں چھوٹی تقطیع کے ۱۱۲ صفحات پر شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد جوں جوں قادیانی کتابیں بتدریج جمع ہوتی رہیں۔ ''قادیانی مذہب'' کے جدید ایڈیشن اضافہ مضامین کے ساتھ نکلتے رہے۔ حتیٰ کہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ اس کا پانچواں ایڈیشن بڑی تقطیع کے بارہ ۱۲۰۰ سو صفحات پر شائع ہوا۔ اس میں بیس فصلوں کے تحت قادیانی کتب کے اقتباسات معہ حوالہ جات درج ہیں۔ اس طرح یہ ایڈیشن سوا سو قادیانی کتب ورسائل پر حاوی ہے۔ جن میں سے تقریباً نصف خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اور باقی دیگر قادیانی اکابر کی مستند تالیف ہیں۔ بیس فصلوں کے سوا شروع میں پانچ تمہیدیں اور آخر میں پانچ ضمیمے بھی شریک ہیں۔ اسی جامعیت اور استناد کی بدولت یہ کتاب (قادیانی مذہب) قادیانیت کی قاموس تسلیم کی گئی ہے۔

اس پانچویں ایڈیشن کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک کتاب بعنوان ''بشارت احمد'' شائع ہوئی ہے۔ تقطیع بڑی حجم (۲۶۸) صفحات اس کے ساتھ ''تصدیق احمدیت'' بھی بطور ضمیمہ شامل ہے۔ حجم (۱۶۸) صفحات۔ یہ وہی تصدیق احمدیت ہے۔ جو ''قادیانی مذہب'' کے پہلے ایڈیشن کے جواب میں شائع ہوئی تھی۔ یہ دونوں قادیانی کتابیں سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہیں اور ان دونوں کتابوں کی تنقیح میں یہ کتاب ''قادیانی قول وفعل'' شائع کرنی پڑی۔ ورنہ کتاب ''قادیانی مذہب'' میں قادیانیت کے متعلق وافر معلومات بالترتیب جمع ہیں۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ ایک خلاصہ کی حیثیت سے یہ جدید کتاب بھی کارآمد ہوگی۔

(قادیانی قول وفعل صفحہ ۸۹ تا ۹۰)

۴۔قادیانیوں کے خاص اعتراض کی حقیقت

''قادیانی مذہب'' پر قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس میں جو اقتباسات درج ہیں وہ نامکمل ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ اس اعتراض کی تنقیح ایک تو یوں ہوسکتی ہے۔ کہ قادیانی کتابیں اور رسالے موجود ہیں۔ ہماری کتاب میں اقتباسات بھی موجود ہیں۔ ناظرین مقابلہ کرکے اطمینان کرلیں یقین ہے کہ مقابلہ کے بعد وہ کمال تحقیق کی داد دیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خود قادیانی صاحبان خالی اعتراض کرنے کے بجائے اقتباسات مکمل کرکے شائع کردیں۔ جن سے غلط فہمی رفع ہوجائے۔ ناظرین خود فیصلہ کرلیں گے کہ اعتراض کس حد تک درست ہے اور کس درجہ بے اصل۔

جو قادیانی لٹریچر کو اور بالخصوص مرزا صاحب کی کتابوں کو بغور مطالعہ کریں گے ان کو واضح ہوگا کہ ابہام' التباس اور تاویل کے سوا بیان میں سلسلہ بہ سلسلہ اتنے پہلو داخل رہتے ہیں۔ کہ مطلب دل نشین ہوجائے۔ لیکن اگر بات گرفت میں آئے تو گریز کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے اور کسی عنوان پر پابندی عائد نہ ہونے پائے۔ چنانچہ مدتوں یہ ترکیب خوب چلی۔ گنجائش بیان کی بدولت جو صورت چاہی سمجھادی بات بنادی لوگ لامحالہ چکر میں پڑ گئے کہ کیا سمجھیں کیا نہ سمجھیں۔ وسیع مطالعہ کے بعد عبور حاصل کرکے گوناگوں اقوال جو بجائے خود الجھن اور حیرانی پیدا کرتے تھے ان کو اپنے اپنے صحیح محل پر اس طرح ترتیب دینا کہ الجھی بات سلجھ جائے اور حیرانی کی بجائے فہم پیدا ہو' نفسیاتی اعتبار سے یہ کام کس درجہ نازک اور دقیق ہے اس کا اندازہ وہی بخوبی کرسکتے ہیں جو ایسے علمی کاموں کا کچھ تجربہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ کتاب (قادیانی مذہب) کی اس خصوصیت کی بڑے بڑوں نے داد دی۔

ایک اعتراض یہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ کہ ''قادیانی مذہب'' میں قادیانیت کی جو تصویر پیش ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے اس کے تصفیہ کی بہتر صورت یہ ہے کہ قادیانی معترضین اسی طرح خود بھی مکمل اور معتبر اقتباسات کے ذریعے قادیانیت کی وہ تصویر پیش کردیں جو ان کے نزدیک صحیح ہو۔ ناظرین خود فیصلہ کرسکیں گے کہ قادیانی لٹریچر کے مدنظر کون سی تصویر صحیح ہے اور کون سی غلط۔ کون اصلی ہے اور کون سی بناوٹی۔ عملی طور سے بخوبی ایسے اعتراضات کا تصفیہ ممکن ہے۔ محض موثر الفاظ میں بے اثر اعتراضات کو بار بار دہرانے سے

اصلیت پر پردہ نہیں پڑسکتا۔

حاصل کلام یہ کہ سوسوا سو قادیانی کتابیں اور رسالے جو خود بانی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب' ان کے خلفاء ان کے صاحبزادگان اور اکابر فرقہ کی تصنیف وتالیف ہیں ان سب کو مطالعہ کرکے صدہا اقتباسات معہ حوالہ جات اس طرح یکجا ترتیب دینا کہ قادیانی تحریک کے کل پہلو خود قادیانی لٹریچر سے واضح ہوجائیں۔ ایک ایسا علمی کام ہے جس کو ملک وملت نے ایک بے نظیر کارنامہ تسلیم کیا ہے۔ اور سند کا معیار مانا ہے۔ اگر قادیانی فرقہ کو اس تحقیق پر اعتراض ہے تو وہ بھی اس طریق پر اپنی تحقیق پیش کرے۔ اور ناظرین کو فیصلہ کرنے کا موقع دیں۔ کہ کونسی تحقیق قادیانی لٹریچر کا صحیح مرقع ہے' اور کس میں تصرف سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے بجائے اپنی طرف سے اعتراضات یا تاویلات وعذرات پیش کئے جائیں۔ تو ان کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ (قادیانی قول فعل صفحہ ۹۵ تا ۹۷)

۵۔قادیانیوں کے خاص الزام کی حقیقت

''ابہام' التباس اور تاویلات کی طرح تمثیلات بھی قادیانی لٹریچر کی نمایاں خصوصیت ہیں۔ اور تمثیل بھی ایسی بے دریغ کہ کسی مماثلت کی ضرورت نہیں۔ مثلاً بصورت ضرورت اگر دمشق کو قادیان قرار دیا جائے یا قادیان کی مسجد کو مسجد اقصیٰ مانا جائے تو قادیانی تمثیل میں اس کی بخوبی گنجائش ہے۔ اس تمثیل گری کے فن میں قادیانی تحریک نے بہت فروغ پایا۔ چنانچہ اگر قادیانی تمثیلات کو یکجا کیا جائے تو دلچسپ اور سبق آموز مجموعہ ہو۔

اسی مجرب طریق پر ''قادیانی مذہب'' کو بدنام کتابوں کے مماثل قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً عیسائیوں کی کتاب ''امہات المومنین'' یا آریوں کی کتاب ''رنگیلا رسول'' لیکن یہاں بھی وہی واقعہ کا سوال ہے۔ کتابیں موجود ہیں' مقابلہ کرکے دیکھ لیا جائے کہ تحقیق کے لحاظ سے' استناد کے لحاظ سے' جامعیت کے لحاظ سے اور متانت کے لحاظ سے ان میں کوئی بھی مماثلت ہے۔ احسان جتانا مقصود نہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ قادیانی تحریک کے مفاخر مثلاً خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے فضائل ومقامات' قادیانی خلفاء کے مراتب ودرجات' قادیانی اکابر کے کمالات' اور قادیانی فرقہ کے کارنامہ جات جو قادیانی لٹریچر کا سرمایہ ناز مانے جاتے تھے وہ سب خصوصیت سے ''قادیانی مذہب'' میں جمع نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر حالات بدل جانے سے خود قادیانی فرقہ ان مفاخر سے گھبرائے اور شرمائے تو یہ دوسری بات

ہے۔اس میں کتاب قادیانی مذہب کا کیا قصور ہے۔بہرحال جس قدر قادیانی مفاخر اس کتاب میں جمع ہیں کسی قادیانی کتاب میں یکجا نہیں مل سکتے۔اور جس تہذیب ومتانت سے اس کتاب میں کام لیا گیا ہے۔اس کی نظیر قادیانی کتابوں میں بھی نہیں دکھائی جاسکتی۔اس پر بھی اس کو ان کتابوں کے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے جو بالکل اس کے برعکس ہیں۔مثلاً ’’کتاب المومنین‘‘ کو لیجئے۔اس کے متعلق خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ:

’’کتاب امہات المومنین‘‘ کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے۔اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۴۱)

رہی دوسری کتاب ’’رنگیلا رسول‘‘ اس کی حالت اس سے بھی بدتر ہے۔پس ہماری تالیف ’’قادیانی مذہب‘‘ کو ایسی کتابوں کے مماثل قرار دینا کس درجہ بے اصل اور واقعہ کے برعکس ہے اس کا منشاء مغالطہ کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔لیکن آخر مغالطے کب تک ...... نبی کریم ﷺ کی آڑ لے کر مرزا صاحب کس طرح اپنی شان بڑھاتے ہیں۔حتیٰ کہ بات کو چکر دے کر نبی کریم ﷺ سے بڑھ جاتے ہیں۔قادیانی مذہب میں اس کی مثالیں درج ہیں۔’’تصدیق احمدیت‘‘ کے جواب میں بھی اس کی صراحت کی گئی۔یہ جواب بطور ضمیمہ دوم قادیانی مذہب میں شامل ہے علیٰ ہذا اولیاء کرام بلکہ انبیاء عظام کے مراتب گھٹانا اور اپنی فضیلت جتانا قادیانی تحریک کا خاص رجحان ہے۔چنانچہ بہت سی مثالیں ’’قادیانی مذہب‘‘ میں پیش کی گئی ہیں۔مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ’’ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔‘‘ (ملفوظات ج۲ص۱۴۲)

یا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقابلہ کر کے فرماتے ہیں۔

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹ خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

۶۔قادیانی قرآن

مرزا صاحب کی تعلّی کی کچھ حد نہیں۔چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ان سے اندازہ ہوگا

کہ کس جسارت سے .... قادیانیت ایمان وعقیدہ میں اسلام کی جانشین بننا چاہتی ہے۔’’نعوذ باللّٰہ من ذلک۔‘‘

(الف) انبیا گرچہ بود اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام — داد آں جام رامر ابتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

☆☆☆☆☆

(ب) آنچہ من بشنوم زوحی خدا — بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم — از خطاہا ہمیں ست ایمانم

(درثمین صفحہ ۲۸۷ نزول المسیح ص۹۹۔۱۰۰ خزائن ج۱۸ص۴۷۷ تا ۴۷۸)

(ت) اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶ خزائن ج۱۸ص۲۱۰)

(ث) مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔جیسا کہ توریت وانجیل اور قرآن کریم پر۔

(اربعین نمبر۴ ص۲۵ خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

(ج) میں خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں۔ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ تورات وانجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص۶۴ مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۵۴)

(ح) میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔خدا کا کلام یقین کرتا ہو۔

(حقیقت الوحی ص۲۱۱ خزائن ج۲۲ص۲۲۰)

’’اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔‘‘ (اور اگر اس کو قادیانی قرآن کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔للمؤلف برنی)۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۱ خزائن ج۲۲ص۴۰۷)

(خ) ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے۔ اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا ہے۔

(الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۴ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء و منکرین خلافت کا انجام ص ۴۹ مصنفہ جلال الدین شمس)

مرزا کی وحی والہامات کو ہم نے کتاب قادیانی مذہب میں بقدر گنجائش پیش کیا ہے۔ بہت عبرت ناک ہیں۔ مگر شیطانی فریب کا کیا علاج۔ ”**نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**۔“

بڑا فتنہ یہ کہ قادیانی جماعت جو قرآن شریف کے ترجمے شائع کر رہی ہے ان میں جا بجا موقع بموقع قادیانیت کا زہر بھر رہی ہے۔ اور اس پر فخر کر رہی ہے۔ گویا حتیٰ الوسع اسلامی قرآن سے قادیانی قرآن کا کام لے رہی ہے۔ اچھے اچھے مسلمان اس فتنہ سے غافل ہیں۔ بعض تو الٹے شاکر ہیں۔ ”**نعوذ باللہ منھم**۔“

۷۔ قادیان کی شان

(الف) اور قادیان کا پھر کیا کہنا۔ آخر مرزا قادیانی صاحب کا جنم بھوم ٹھہرا۔ سنئے ”تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۷ خزائن ج ۳ ص ۱۴۰ و تذکرہ ص ۷۶ طبع سوم)

(ب) یہ تو وہ مقام ہے جو حضرت مسیح موعود کو کشفی طور پر قرآن کریم میں دائیں طرف لکھا ہوا دکھایا گیا۔ پھر یہ وہ مقام ہے جس کی شان خدا کا مسیح اس طرح بیان فرماتا ہے۔ ”(قادیان) کہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔“

(دافع البلاء ص ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰) (اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶ ص ۴ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۰ء)

(ث) مزید برآں مرزا قادیانی صاحب فرماتے ہیں۔ اور قادیانی حبان وجد کرتے ہیں۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے

(الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۶ ص ۵۔ ۲۹ جولائی (درثمین ص ۵۲۔ ۱۹۲۰ء)

عرب اور عجم کا مقابلہ:

(الف) ”چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں۔ جو مقدرت رکھتے ہوں، امیر ہوں حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء ہی میں پھیلتی اور پنپتی ہیں۔ اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا۔ تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتے ہیں۔“ (یعنی بزعم خود قادیانی جماعت۔ للمؤلف برنی) اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد اخبار الفضل قادیان جلد ۳۰ نمبر ۶۶ ص ۵ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

(ب) ”جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔“

(قادیانی جماعت کے ایک بزرگ کا ارشاد اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

(ج) ”لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ (یعنی قادیان) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر ہے۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲ خزائن ج ۵ ص ۳۵۲)

خلاصہ یہ کہ:

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیان فخر عجم پر

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۷۶ ص ۹ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

”لیکن قادیان کی وہ ارض حرم ہندوستان تقسیم ہونے کے بعد سے قادیانیوں کے

حق میں ویران پڑی ہے۔ سکھوں کا یہاں قبضہ ہے اور قادیان سے پاکستان جا کر ایک نئی بستی ربوہ میں پناہ گزیں ہیں۔ ع مادر چہ خیالیم فلک در چہ خیال۔

۸۔ ہر دو کتب قادیانی مذہب اور بشارت احمد کا تقابل

"قادیانی مذہب (ایڈیشن پنجم) کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے جو کتاب "بشارت احمد" شائع ہوئی ہے اس کی تعریف وتوصیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا قادیانی دل ودماغ کا شاہکار ہے اور قادیانی اکابر کو اس پر بہت بھروسہ ہے کہ بگڑی بات بنا دے گی اور قادیانی تحریک کے حق میں مسیحائی کا کام کرے گی .... بے شک ہماری کتاب "قادیانی مذہب" موجود ہے اور قادیانی جواب "بشارت احمد" بھی موجود ہے۔ ناظرین دونوں کا مقابلہ کر کے خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ اصل کتاب سے جواب کو کیا نسبت ہے۔ خود قادیانی لٹریچر کے مدنظر قادیانی تحریک کا اصلی اور مکمل نقشہ کیا ہے ملک وملت کے مقابل اس کے منصوبے کیا تھے، تدبیریں کیا تھیں۔ کس طرح مدتوں ابہام والتباس کے پردے پڑے رہے۔ پردوں میں کام جاری رہا۔ پھر کس طرح یکا یک وہ پردے اٹھے تو ہل چل مچی۔ سماں بدل گیا۔ کس کس طرح قادیانی فرقہ چاہتا ہے کہ تاویلات وعذرات کے سہارے پھر بات بنائے کہ بات رہ جائے۔ لیکن........"

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

مختصر کیفیت یہ کہ کتاب "قادیانی مذہب"، جس کے جواب میں کتاب بشارت احمد شائع ہوئی ہے حسب ذیل بیس فصلوں پر مشتمل ہے اور ان کے تحت ہزار سے زیادہ عنوانات درج ہیں..... مندرجہ بالا اجمالی فہرست مضامین سے اندازہ ہوگا کہ کتاب قادیانی مذہب قادیانی تحریک کے تمام پہلوؤں پر کس درجہ حاوی ہے۔ اس کے سوا ابتداء میں پانچ تمہیدیں اور آخر میں پانچ ضمیمے شریک ہیں۔ "قادیانی مذہب" کی اشاعت کے بعد سے قادیانی فرقہ پر کیا گزری اور گزر رہی ہے۔ اس کی مسلسل کیفیت تمہیدوں پر درج ہے۔ قادیانی فرقہ کی طرف سے جو جوابات پیش ہوتے رہے ان کی تنقیح ضمیموں میں محفوظ ہے۔

"قادیانی مذہب" کے جواب میں جو کتاب "بشارت احمد" شائع ہوئی ہے۔ بہتر بلکہ ضرور ہے کہ ناظرین خود ہی دونوں کا مقابلہ کر کے تصفیہ کریں کہ اس جواب کو اصل کتاب سے کیا تعلق ہے۔ اور اہم پہلوؤں پر کس درجے سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ باب

سوم کے شروع میں فصل اول کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جواب کی جو یہ حیثیت ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ فصل دوم تا ہفتم کے متعلق تجویز ہوئی کہ ان کے جواب میں "تصدیق احمدیت" جو "قادیانی مذہب" کے سب سے پہلے مختصر ایڈیشن کے جواب میں شائع ہوئی تھی، کافی ہے۔ فصل ہشتم کا جواب باب ششم میں دیا گیا ہے۔ اور کیسا جواب دیا گیا ہے ناظرین اصل واقعات سے مقابلہ کر کے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فصل نو تا بارہ اور فصل چودہ ان پانچوں فصلوں کا جواب غیر ضروری قرار پایا۔ شاید جواب محال محسوس ہوا ہو۔ بہرحال ان پر دو تین صفحے کا تبصرہ کافی سمجھا گیا۔ وہ تبصرہ بھی قابل دید ہے۔ فصل تیرہ کے جواب دینے کی البتہ کوشش کی گئی ہے اور یہ جواب قادیانی ذہنیت کا اچھا نمونہ ہے۔ بعد کی تین فصلیں پندرہ، سولہ، سترہ یہ بھی ناقابل .... التفات قرار پائیں۔ جواب کی نوبت نہ آئی۔ پھر آخری تین فصل اٹھارہ انیس، بیس پر تبصرہ کر دیا گیا۔ بس یہ ہے کتاب کا جواب جس کی اتنی دھوم ہے چونکہ اکثر پہلوؤں کا جواب نہیں بن پڑا اور نہ بن پڑ سکتا تھا۔ لامحالہ دوسری بحثوں کو طول دینا چاہا جو مرزا صاحب پر منطبق نہیں ہوتیں۔ اور مغالطے کے سوا جن کا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح مرزا صاحب کے اقوال واحوال سے اور قادیانی فرقہ کے عقائد واعمال سے توجہ ہٹائی جائے۔ کہ وہ تنقیح کی تاب نہیں لا سکتے۔ لیکن نوبت پر ان ترکیبوں سے دفع الوقتی ممکن نہیں۔

(قادیانی قول وفعل ص۱۱۱ تا ۱۱۵)

۹۔ قادیانی لٹریچر کی خصوصیات

"رہا قادیانی لٹریچر اسے دیکھئے تو طول کلام التباس وابہام، لفظی ہیر پھیر، اختلاف کے ڈھیر، کہیں اقرار، کہیں انکار، کہیں دعوے، کہیں فرار، مباحث ناہموار، پراگندہ تکرار، سخن سازی کی بھرمار، تاویلات کے انبار۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے جو مصروف کار ہیں اس چکر میں کیوں پڑنے لگے۔ تبلیغی لٹریچر کی رنگینی پسند آئی تو معترف ومداح بن گئے کچھ عقائد سن پائے تو معترض اور مخالف بن گئے۔ مگر اصل کیفیت سے بہت کم واقف (ہوئے) چنانچہ اسی ضرورت کے مدنظر اصل کتابوں سے کافی مواد فراہم کر کے علمی پیرائے میں یکجا ترتیب دے دی تا کہ ہر کوئی خود ہی تصفیہ کر سکے کہ اس مذہب کی کیا اصلیت ہے۔ کیا نوعیت ہے۔ اس کا کیا رجحان ہے کیا امکان ہے اس کی جماعت میں کیا علمیت ہے۔ کیا ذہنیت

ہے۔کیاخیالات ہیں۔کیاجذبات ہیں۔الحاصل دورحاضر کی مذہبی قومی اور ملکی تحریکات میں اس کی کیاحقیقت ہے۔وما علینا الا البلاغ۔

(قادیانی مذہب جدید ایڈیشن باراوّل ص۲۳ تا۲۴)

۱۰۔کتاب کے نام قادیانی مذہب پر اعتراض

کتاب کا نام قادیانی مذہب قادیانیوں کو برا لگتا ہے۔حالانکہ قادیانی اصول پر مبنی ہے۔اول لفظ مذہب کو لیجئے۔مولوی نورالدین صاحب اول خلیفہ قادیان خود بھی مذہب کے عنوان سے اپنے قادیانی فرقہ کی تخصیص کرتے تھے۔چنانچہ ملاحظہ ہو:

(الف) ''قوم کو لفظ آج کل اتنا بدنام ہو چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول حکیم نورالدین اس سے چڑ جایا کرتے تھے۔جب کوئی شخص ان کے سامنے کہتا کہ ''ہماری قوم'' تو آپ فرماتے ''ہماری قوم کیا ہوتی۔ہمارا مذہب کہنا چاہئے۔'' لیکن یہ درحقیقت بات ہے کہ جہاں یہ لفظ نسلی امتیاز پر دلالت کرتا ہے وہاں مذہبی امتیاز پر دلالت کرتا ہے۔(بناء براں خلیفہ اول لفظ مذہب ہی کو ترجیح دیتے اور درست سمجھتے تھے۔للمؤلف برنی)۔

(اخبار الفضل قادیان ج۲۷ نمبر۵۸ ص۳ مورخہ ۱۱مارچ ۱۹۳۹ء)

''اب رہی صفت قادیانی جو لفظ مذہب کے ساتھ ضم ہے۔سو وہ بھی ''غلام احمد قادیان'' نام کا جزو لاینفک ہے۔دنیا میں بے شمار غلام احمد گزرے اور گزریں گے لیکن غلام احمد قادیانی ایک ہی گزرے ہیں۔یعنی مرزا صاحب کے نام کی خاص الخاص نشانی قادیانی ہے۔گویا کہ اس کو علم کی حیثیت حاصل ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

(ب) ''لطیفہ'' چندروز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے۔ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل کے نام اعداد حروف کی طرف (توجہ) دلائی گئی ہے۔کہ دیکھ یہ ہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہ ہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے۔غلام احمد قادیانی۔اس کے نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ

قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔''

(ازالہ وہام صفحہ ۱۸۶ خزائن ج۳ ص۱۸۹۔۱۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(ت) جس نے دعویٰ کیا اس کا نام بھی یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی تیرہ سو کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر بھی مجدد آئے گا۔جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔

(تریاق القلوب ص۶ خزائن ج۱۵ ص۱۵۷ تا۱۵۸)

(ث) ''پس آپ کا منشاء اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں۔''

(کتاب آئینہ احمدیت' حصہ اول ص۸ مصنفہ دوست محمد قادیانی)

بہرحال لفظ قادیانی مرزا صاحب کے نزدیک ایک الہامی حقیقت ہے۔وہ ان کے نام کا جزو لاینفک ہے۔ان کے دعوے کا ایک الہامی ثبوت ہے پس واضح ہوا کہ مسلمہ اعتبار سے مرزا غلام احمد قادیانی کے فرقہ کا حوالہ جو سب سے زیادہ مستند ہوسکتا ہے وہ قادیانی مذہب ہے اور اسی فرقہ کا دین وایمان قادیانی مذہب میں ترتیب سے درج ہے۔

۱۱۔احمدیت کا مغالطہ

اب رہا احمد اور احمدیت کا سوال۔سو مرزا قادیانی صاحب مرزا غلام احمد تھے۔اور ان کے والد مرزا غلام مرتضےٰ۔گویا غلام ان کے نام کا ذاتی جزو تھا۔ورنہ احمد کے ساتھ محمد احمد' علی احمد' حسین احمد' سید احمد' وغیرہ متعدد نام رہتے ہیں۔اس پر بھی قادیانی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں جو اسمہ احمد رسول اللہ کی شان میں نازل ہوا ہے۔وہ مرزا صاحب کے حق میں نازل ہوا ہے۔گویا مرزا صاحب نبی رسول ہیں اور ان کا نام قرآنی احمد ہے۔بناء براں ان کا فرقہ احمدی اور ان کی تحریک احمدیت کہلاتی ہے۔ایسی صورت میں کیونکر جائز ہے کہ مسلمان احمد' احمدی اور احمدیت کے نام قادیانیوں کے حق میں گوارا کریں بلکہ واقعہ کے مطابق غلام احمد' قادیانی اور قادیانیت صحیح نام ہیں جن کو وہ استعمال کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔رہیں قادیانیوں کی پرفریب طول طویل پیچ در پیچ تلاویلات' جن کو وہ اپنے بچاؤ کی

خاطر رسول اللہ، قرآن کریم اور دین اسلام کے تعلق سے پیش کرتے ہیں۔ سو قادیانیوں کے اقوال واعمال سے ان تاویلات کی حقیقت کھل گئی۔ فریب کاری کا زمانہ ختم ہو گیا۔ جس کو شک ہو ہماری کتابیں مطالعہ کر کے اطمینان کر لے۔

۱۲۔ مرزا قادیانی کی تحریف وتدلیس

مرزا قادیانی صاحب نے کس درجہ اپنی کتابوں کی تصنیف وتالیف میں تحریف و تدلیس سے کام لیا اس کی کیفیت ہماری محولہ بالا قادیانی کتابوں میں ملاحظہ طلب ہے۔ خلاصہ یہ کہ قادیانیت تمام تر تحریف وتدلیس کا عبرت ناک کرشمہ ہے۔ جس نے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی رسول بنا دیا۔ مزعومہ وحی قادیانی کو وحی قرآنی کے ہم پلہ بنا دیا اور خود قادیان کو مکہ معظمہ کے ہم مرتبہ بنا دیا۔ بلکہ قادیان کو قرآن میں لکھا ہوا کشفاً مرزا قادیانی نے دیکھ لیا۔ حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اسمہ احمد قرآنی کی مصداق قرار پا گئے بہت سوں کے منجملہ ایک مختصر حوالہ ملاحظہ ہو:

’’اب یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (یعنی حکیم نور الدین قادیانی للمؤلف) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درس کے نوٹوں میں بھی یہی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔‘‘ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للمؤلف برنی)۔

(انوار خلافت ص ۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

۱۳۔ قادیانی کوسنے

جواب دہی سے عاجز ہو کر کوسنے پر اتر آنا یہ قادیانیوں کی قدیم عادت ہے۔ حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی صاحب بھی اس فن میں خاصی شہرت رکھتے تھے پھر آزاد نوجوان پر کیا تعجب۔ مگر اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے نبی رسول مرزا قادیانی صاحب نے جو کوسنے اپنے مخالفوں کو دیئے ان کی زد ان کو خود اٹھانی پڑی۔ مثلاً ہیضہ ان کا خاص کوسنا تھا۔ وہ خود

ہی ہیضہ میں ہو کر گھنٹوں منٹوں میں ختم ہو گئے اور حالات ایسے ناگفتہ بہ کہ ان کے ذکر سے قادیانی کتراتے بلکہ گھبراتے ہیں۔ اور سنتے ہیں تو شرماتے ہیں۔ البتہ اپنے زور کے زمانے غراتے تھے۔ چنانچہ یہ قادیانی داستان بھی ہماری کتاب قادیانی مذہب اور نیز مقدمہ قادیانی مذہب میں تفصیل سے درج ہے جو قابل دید ہے۔

۱۴۔ قادیانی الزامات

تحریف وتدلیس۔ دجل وتلبیس۔ ایسے الزام قادیانی صاحبان تحریر وتقریر میں اکثر مخالفین پر عائد کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود ان ہی عادات میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ ان کے آپس کے تجربات ملاحظہ ہوں۔

’’آخر میں میں قادیانی حضرات سے نہایت درد دل سے التجا کرتا ہوں کہ وہ دین کے معاملہ میں فریب کاری چھوڑ دیں۔ دین تو دنیا میں بلند اخلاق قائم کرنے کے لئے آیا تھا۔ اگر اسی کو مکر وفریب اور دجل کا ذریعہ بنا لیا جائے اور یہ سب کارروائی ایسی جماعت کی طرف سے عمل میں آئے جو اپنے تئیں نجات کا واحد اجارہ دار سمجھتی ہے اور دنیا میں اصلاح کی مدعی بنتی ہے تو اس سے زیادہ دنیا کی کیا بدبختی ہو سکتی ہے۔‘‘

(قادیانی جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۷ مئی ۱۹۳۴ء)

’’اپریل کے اخبار الفضل (قادیان) میں جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ پڑھ کر حیرت ہو جاتی ہے جو غلط بیانیاں اس میں کی گئی ہیں۔ اور واقعات کو جس رنگ میں توڑا مروڑا گیا ہے۔ اس پر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا اور کیا چارہ باقی رہ جاتا ہے۔ اگر ایک مذہبی پیشوا محض فریق مخالف کو زک پہنچانے کی خاطر یہ طریقہ اختیار کر سکتا ہے۔ تو یہ سمجھو کہ راستی کا جنازہ نکل گیا۔‘‘

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ مورخہ ۱۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

’’قادیانی فاضل کی یہ حرکت میرے لئے غیر متوقع نہ تھی۔ کیونکہ قادیانیت کی بنیاد ہی دجل، فریب کاری، کذب وافترا پر ہے۔ (قادیانی جماعت لاہور کا یہ بے ساختہ اعتراف بہت سبق آموز ہے۔ گرچہ وہ جماعت قادیانی کی مخالفت میں اضطراراً زبان پر آیا۔ للمؤلف برنی) مگر مولوی اللہ دتہ صاحب پر یہ واضح رہے۔ کہ قادیانیت کو موت سے بچانے کے لئے یہ حیلے انشاء اللہ کارگر نہ ہوں گے۔ (بلکہ قادیانی جماعت لاہور بھی اسی

قانون کے تحت ناکامی کا منہ دیکھے گا۔للمؤلف برنی)۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۷ء)

۱۵۔مناظرہ کا فیصلہ

''آج نہیں سات سال قبل مقدمہ قادیانی مذہب میں قادیانی صاحبان کو مشورہ دیا گیا کہ کتاب قادیانی مذہب کی تنقید قادیانی کرنا چاہیں تو اس کی تین صورتیں ہیں۔اوّل یہ کہ قادیانی کتابوں وغیرہ کے جو حوالے دیئے گئے ہیں۔قادیانی صاحبان انکار کردیں کہ وہ ان کی نہیں ہیں۔دوم آنکہ اگر یہ ممکن نہ ہوتو پھر جو اقتباسات ان کتابوں سے دیئے گئے ہیں ان کا انکار کردیں کہ وہ محولہ کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔سوم آنکہ اگر یہ بھی ممکن نہ ہوتو پھر یہ واضح کریں کہ منقولہ اقتباسات میں کوئی تغیر وتبدل کیا گیا ہے جس سے معنی میں فرق آ گیا لیکن اگر ان تین عذرات میں سے وہ کوئی عذر ثابت نہ کرسکیں تو پھر مآل اندیشی کا تقاضا ہے کہ سکوت اختیار کریں ورنہ عذر بدتر از گناہ ہوتو ہوا خیزی بڑھ جاتی ہے چنانچہ یہی عمل جاری ہے۔

پھر حال ہی میں رسالہ قادیانی غلط بیانی میں یاددہانی کی گئی کہ ہماری جو کتابیں ہیں اور ان کے جواب میں قادیانی کتابیں شائع ہوئیں۔دونوں سیٹ یکجا پیش کردیئے جائیں اور جو تحقیق کے خواہاں ہوں وہ مطالعہ کرکے فیصلہ کردیں۔کہ قادیانیت کا اسلام میں کیا موقف ہے۔علاوہ بریں اگر ہمت اور حوصلہ ہوتو قادیانی صاحبان مزید کوشش کریں ورنہ ان کی مایہ ناز جوابی کتب ''تصدیق احمدیت'' اور ''بشارت احمد'' کی قلعی رسالہ قادیانی غلط بیانی میں ایسی کھلی کہ اب وہ خود ان سے اعراض کرنا چاہتے ہیں۔جو دوسرے مضمون میں مترشح ہے۔ع

یا بہ آں شورشیں یا بایں بے نمکیں

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب آپ کے نبی رسول ہیں ان کے الہام آپ کے ایمان میں وحی قرآن کے ہم پلہ ہیں اور ان کا منکر آپ کے نزدیک کافر ہے۔انہی مرزا قادیانی صاحب کے دعوے دلائل اور قول وفعل کتب قادیانی مذہب میں یکجا ترتیب دے دیئے ہیں تاکہ مرزا قادیانی صاحب کے مذہب کی حقیقت دنیا پر واضح ہوجائے۔اس کے جواب میں قادیانیوں نے جو کچھ لکھا ہے اور جو کچھ لکھیں یہی اصل مناظرہ ہے۔جامع مانع

محکم مستند۔تحقیق اور فیصلہ کا یہی معتبر طریق ہے جو ہم نے شروع سے اختیار کیا۔مناظرہ قادیانی پروپیگنڈہ کی خاص اصطلاح ہے۔لیکن اس صورت خود قادیانی اکابر میں باعث ننگ وعار ہے۔تابہ دیگراں چہ رسد۔چند تجربے ملاحظہ ہوں:

۱۶۔بحث سے گریز

''کیا میں نے اس کو (یعنی حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کو۔للمؤلف برنی) اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کرکے بیعت کرلوں۔جس حالت میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کرکے بھیجا ہے اور مجھے بتلادیا ہے فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے۔تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ وانجیل اور قرآن کریم پر۔تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے۔کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کے حق الیقین پر بناء ہے۔اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے۔کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کرچکے ہیں اور اب ان کو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کون سا فائدہ مترتب ہوسکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث وغیرہ نہیں کروں گا۔تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ ہے کہ ان منقولی بحثوں کا نام میرے سامنے بھی نہ لیتے کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا۔اگر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴ تا ۴۵۵)

۱۷۔علی گڑھ میں سکوت

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ لدھیانہ میں پہلی دفعہ بیعت لے کر یعنی ابتداء ۱۸۸۹ء میں حضرت (مرزا) صاحب علی گڑھ تشریف لے گئے۔میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے حضرت صاحب سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار کے مکان پر ٹھہرے......علی گڑھ میں لوگوں نے حضرت صاحب سے عرض

کر کے حضور کے ایک لیکچر کا انتظام کیا تھا اور حضور نے منظور کر لیا تھا۔۔ جب اشتہار ہو گیا اور سب تیاری ہو گئی۔ اور لیکچر کا وقت قریب آ گیا تو حضرت صاحب نے سید تفضل حسین صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میں لیکچر نہ دوں اس لئے میں اب لیکچر نہیں دوں گا انہوں نے کہا اب تو سب کچھ ہو چکا ہے لوگوں میں بڑی ہتک ہو گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا خواہ کچھ ہو ہم خدا کے حکم کے مطابق کریں گے۔ پھر اور لوگوں نے حضرت صاحب سے بڑے اصرار سے عرض کیا مگر حضرت صاحب نے نہ مانا اور فرمایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس حکم کے مقابل میں کسی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا۔ غرض حضرت صاحب نے لیکچر نہیں دیا.......... خاکسار عرض کرتا ہے اس سفر میں مولوی محمد اسماعیل صاحب علی گڑھی نے حضور کی مخالفت کی اور آخر آپ کے خلاف ایک کتاب لکھی مگر جلد ہی اس جہاں سے گزر گیا۔ (قادیانی ذہنیت۔ للمؤلف برنی)۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۷۸ تا ۸۰ روایت نمبر ۹۹)

۱۸۔ مناظرہ کا مطلب

''بدقسمتی سے مناظرہ یا مبادلہ افکار کا مطلب ہمارے قادیانی دوستوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اپنا مطلب'' ثابت کرنے کے لئے جھوٹ' خیانت اور تحریف ہر چیز جائز ہے۔ اور اس کا مظاہرہ وقتاً فوقتاً ان کے علماء اور اکابر کی طرف سے ہوتا رہتا ہے کیا اچھا ہوتا اگر شمس صاحب آیت: **یا اھل الکتاب لما تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق و انتم تعلمون۔**'' کو مدنظر رکھتے۔''

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۲۴۸ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۳۹ء)

۱۹۔ مناظرہ کی رپورٹ

سنگرور میں جو مناظرہ قادیانی اور احمدی جماعت میں ۱۵ نومبر کو ہوا اس میں قادیانی مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی کو بمقابلہ احمدی مبلغ (عمر الدین صاحب قادیانی لاہوری) جو شکست ہوئی اس کو قادیانی کبھی نہ بھولیں گے مگر ندامت کو چھپانے کے لئے خادم صاحب نے جو رپورٹ ۲۰۔۲۱۔۲۲ نومبر کے الفضل کے اشاعتوں میں شائع کرائی ہے۔ وہ بالکل خلاف واقعہ امور پر مبنی ہے اور اس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

کہ کبھی کوئی دیندار انسان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح ج ۲۴ نمبر ۸۷ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء)

۲۰۔ قادیانیوں کو چیلنج

گذشتہ بیس پچیس سال میں قادیانی غلو کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آ چکے ہیں جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں نے اپنی جدت پسندیوں اور عالی حوصلگیوں کے وہ وہ نمونے پیش کئے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا حضرت مسیح موعود کو حضرت نبی کریم سے افضل کہا۔ قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج کا نام دیا چالیس کروڑ مسلمانوں کو یکدم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا لیکن قادیانیوں کی ترقی پسند طبیعت ان کارناموں پر قناعت نہ کر سکی چنانچہ اب وہ قادیان کو ''ارض حرم'' کہہ رہے ہیں۔

معاصر الفضل نے اپنی ۲۷ دسمبر کی اشاعت کے صفحہ اول پر جلی قلم سے چند سطریں شائع کی ہیں جن میں قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کا خیر مقدم کیا ہے۔ ان سطور کا عنوان ہے ''ارض حرم'' میں تشریف لانے والوں کو مبارک مبارک کچھ عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ میں قادیان کے شعائر اللہ کی فہرست گنوائی تھی۔ اب الفضل نے واضح الفاظ میں اس کو ارض حرم کہہ دیا ہے۔ دیکھئے اب اسے قبلہ کب قرار دیا جاتا ہے۔ **انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔**

کیا یہ ناقابل برداشت جسارتیں قصر اسلام کی تخریب اور ایک نئے مذہب کی اجراء کی کوشش نہیں ہے۔ جناب خلیفہ قادیان فتنہ اجرائے نبوت کے بانی مبانی ہیں۔ اور ان کا ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کوشش سے نبی بن سکتا ہے۔ بہتر ہوتا وہ ذرا کوشش کر کے نبی بن جاتے۔ اور پھر اپنے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھتے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۱ مورخہ ۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

قصہ مختصر قادیانیت کا سادہ خاکہ اوپر بیان ہوا اور تفصیل ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ قادیانی صاحبان خواہ اس کی تصدیق کریں یا تاویل کریں یا اس سے توبہ کریں۔ غرض ان کا رویہ اس چیلنج کا جواب ہوگا جو ہماری کتابوں کے ذریعہ قادیانیت کے معاملہ میں مدت سے دنیا کے سامنے پیش ہے۔

۲۱۔ کتاب قادیانی مذہب کی ہیبت

اُمید کہ مولوی صاحب نے (یعنی مولوی غلام رسول راجیکی قادیانی نے للبرنی) حیدر آباد کے الیاس برنی کی کتاب (قادیانی مذہب) کو پڑھا ہوگا۔ جس میں اس نے احمدیت پر وہ حملے کئے ہیں کہ پناہ بخدا۔ جہاں تک میں نے غور کیا۔ ان حملوں کی ذمہ داری زیادہ تر ان تقریروں اور تحریروں پر عائد ہوتی ہے۔ جو خلیفہ صاحب قادیان نے اخبار الفضل میں اور بعض اکابر قادیان نے وقتاً فوقتاً شائع فرمائی ہیں۔ اگر چہ احباب حیدر آباد نے (یعنی حیدر آباد کے قادیانیوں نے للبرنی) نہایت بیدلی سے ان کی تردید کی کوشش کی ہے۔ لیکن میری نظر سے اس کا کوئی مبسوط اور معقول جواب نہیں گزرا۔ مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایسی تحریریں احمدیت بلکہ اسلام کے لئے زہر قاتل ہیں۔ ان کو اس کا تریاق بہم پہنچانا چاہئے۔ ع

اے صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

(پیغام صلح لاہور ج ۲۸ نمبر ۶۰ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۰ء)

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے کتاب قادیانی مذہب پر جو تبصرہ فرمایا ہے۔ اس کا شکریہ۔ خدا کی جو پناہ چاہی ہے اس کی یہی ایک صورت ہے کہ قادیانیت سے توبہ کی جائے۔ قادیانیت اسلام کے حق میں اک نئے قسم کا زہر ہے۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ ہماری کتاب قادیانی مذہب خود قادیانیت کے حق میں زہر قاتل ہے اور اس طریق سے اسلام کے حق میں تریاق ہے کہ اس کتاب سے قادیانیت کا زہر زائل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خان بہادر صاحب بھی بحیثیت قادیانی اس ردعمل کو محسوس کرتے ہیں۔ ع

جادووہ جو سر پہ چڑھ کر بولے ہر فرعونے را موسیٰ

تمت بالخیر

مقالہ خصوصی

پروفیسر محمد الیاس برنی

اعتقادی ونظریاتی زاویئے

ترتیب وتدوین: ملک محبوب الرسول قادری

عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی قدس سرہٗ حضور رحمت کائنات سیدنا خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی اُمت کے علماء ربانیین میں سے ہیں آپ کو قدرت نے عالم نافع اور عمل صالح کی نعمت سے سرفراز کیا۔ بدقسمتی سے ان کے اعتقادی ونظریاتی پہلوؤں کو پردۂ اخفا میں چھپانے کی کوشش ہو رہی۔ یار لوگ بددیانتی سے کام لیتے ہوئے من مانے افکار اُن سے منسوب کر دیتے ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ مختلف اعتقادی ونظریاتی پہلوؤں سے حضرت پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین و ارشادات کو یکجا کر دیا جائے تاکہ کسی طرح کا ابہام باقی نہ رہے۔ بعض مقامات پر دوسرے مکاتیب فکر کے زعماء کے حوالہ جات بھی ضرورت کے تحت پیش کر دیئے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ متفرق اور منتشر جواہر پارے ہیں لہٰذا ان میں سے ہر ایک کو مستقل عنوان سمجھا جائے۔............ (ادارہ)

مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے سربراہ سعید احمد پالن پوری نے حضرت برنی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کا ابتدائیہ لکھا۔ اپنے اس آغازیئے میں جو تقریباً چار صفحات پر محیط ہیں وہ رقمطراز ہیں کہ پروفیسر محمد الیاس برنی (بلند شہری) رحمہ اللہ نے ختم نبوت پر حیدر آباد میں ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر میں اگر چہ کوئی فرقہ خصوصیت سے مخاطب نہ تھا، تاہم قادیانی صاحبان کو تشویش ہوئی کہ ان پر کاری زد پڑی، چنانچہ انہوں نے موصوف کے رد میں رسالہ شائع کیا۔ اور جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ چل پڑا تا آنکہ پروفیسر صاحب نے ایک قیمتی کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' ہے۔ جس میں نہایت متانت اور سنجیدگی سے قادیانیت کے راز ہائے دروں منکشف کئے، جو قادیانیت کی بھونڈی تصویر خود انہی کی زبانی ہے، جس نے قادیانیت کی جھگی جھونپڑی میں بھونچال ڈال دیا اور اُن کی جھوٹی نبوت کا ٹیامحل زمین بوس

ہو گیا، اس بے بہا کتاب کے دسیوں ایڈیشن بحمدہٖ تعالیٰ شائع ہوتے رہے اور ہاتھوں ہاتھ نکلتے رہے۔ ادھر عرصہ سے یہ کتاب کمیاب بلکہ نایاب تھی اور شدت سے اس کی نئی طباعت کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔''

پالین پوری نے مزید لکھا ہے کہ ملک کی تقسیم کے بعد ہندوستان میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں کم ہوگئی تھیں ان کی تمام تر توجہ سرزمین پاکستان کی طرف ہوگئی تھی، مگر جب سے ان کو پاکستان سے دیش نکالا ملا، دوبارہ انہوں نے ہندوستان میں تحریک شروع کردی وہ نت نئے فتنے اور آئے دن نئے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں اور جگہ جگہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان سے مسلکِ دیوبند کے ترجمان مولانا اللہ وسایا نے عارف ربانی علامہ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' پر اپنے دیباچہ میں لکھا ہے کہ عزت مآب عالی جناب محترم پروفیسر محمد الیاس برنی، سابق صدر شعبہ معاشیات، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی شہرۂ آفاق کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کو حق تعالیٰ شانہٗ نے شرف قبولیت سے نوازا، ردقادیانیت پر یہ انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ ردقادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والا ہر خوش بخت و خوش نصیب شخص اس سے استفادہ کرنے کا محتاج ہے۔

علامہ محمد عبدالحلیم الیاسی (ایم اے)، خطیب مسجد پیر پاشا حیدرآباد دکن اپنی ہی کتاب ''قولِ طیب'' کے متعلق کہتے ہیں جو انہوں نے حضرت عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظاتِ مبارکہ کو یکجا کرکے مرتب کی تھی رقم طراز ہیں کہ دین و نعمت، اسلام و ایمان، قریب واحسان میں کتاب مُبین کی جو تعلیم و تفہیم ہے، معاشی، معاشرتی اور عمرانی اقدار و مسائل میں قرآن مجید نے جو ہدایت و بصیرت عطاء کی ہے اور معاش و معاد (دنیا و آخرت) کے مسائل میں اسلام نے فلاح و کامرانی کا جو راستہ انسانیت کو بتایا ہے زندگی کے ان تمام علمی و عملی مسائل کو حضرت قبلہ برنی نے قرآن کریم کی روشنی میں جس دلکش، مؤثر اور سہل ممتنع انداز میں بیان فرمایا ہے صاحب ذوق، اہل علم، اہل دل

حضرات نے اس کی خوب خوب داد دی۔ (قول طیب، تمہید صفحہ ۱۷)

زعماو مشاہیر کی آرا پر ایک نظر:

قول طیب، عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظاتِ مبارکہ کا مجموعہ ہے اگر صرف اسی ایک کتاب پر معاصرین کی آراء کو ایک نظر دیکھ لیا جائے تو مطلع خوب صاف ہوجاتا ہے تو ملاحظہ ہو۔ صدر جمہوریہ ہند، (نئی دہلی) ڈاکٹر ذاکر حسین خان حضرت عارف ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے تلمیذ بھی تھے اور آپ کی شخصیت کو خوب قریب سے جانتے تھے انہوں نے ''قولِ طیب'' (ملفوظات مولانا محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ علیہ) پر اپنے تاثرات ان الفاظ میں جاری کئے۔ میں صاحبِ ملفوظات مولانا الیاس برنی کا شاگرد رہا ہوں آپ نے خوب کیا کہ ان کے ملفوظات مرتب فرمادیئے۔ یہ کتاب نہایت اہم مطالب پر حاوی ہے اور یقین ہے کہ پڑھنے والوں کے لئے تقویت ایمان اور ہدایت کا باعث ہوگی اس تالیف پر مبارکباد قبول فرمائیں''۔

معروف دیوبندی مترجم قرآن عالم مولانا عبدالماجد دریا آبادی مدیر ''صدق'' لکھنو کا کہنا ہے کہ شاہ الیاس برنی علیگ) ایم۔اے۔ال۔ال۔بی ماضی قریب کی ایک عجیب جامع الجہات شخصیت تھے۔ مناظرہ، کلام، تجوید، شاعری، معاشیات وغیرہ خدا معلوم کتنے علوم میں صاحب تصنیف اور تصوف وسلوک میں تو ایک بڑی معقول تعداد کے مرجع۔

محدث دکن حضرت ابوالحسنات مولانا سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اس کے مضامین اہم ہیں۔ زبان سادہ ہے اور پیرایۂ بیان دلچسپ ہے۔

شیخ الاسلام حضرت سید بادشاہ حسینی، معتمد مجلس علماءِ دکن کی رائے ہے کہ عہدِ حاضر چونکہ صحافت کی ترقی کا ہے اس لئے غالباً علم سینہ کو سفینہ میں سمادیا گیا ہے فی الواقع یہ کتاب اسم بامسمّٰی قولِ طیب ہے۔

پیر آف وانا حضرت سیدّ یوسف گیلانی کلید بردار درگاہ غوثیہ بغداد شریف کا ارشاد

ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم بخشے۔ قول طیبؔ کے مطالعہ سے مولانا الیاس برنی کی یادتازہ ہوگی۔

اعظم گڑھ (یوپی) کے معروف جریدہ ماہنامہ ''معارف'' کی رائے ہے کہ مولانا کی کوئی بات حکمت وموعظت سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ آسمانِ شہرت ووجاہت کی بلندیوں پر ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی عملی زندگی میں ایک فقیر منش تھے یہ کتاب ہر مسلمان اور نا مسلمان کے مطالعہ کے لائق ہے۔

معروف کانگرسی اخبار جو کہ جمعیۃ علماء کے ترجمان اخبار کے طور پر چھپتا تھا ''الجمعیۃ'' دہلی کو اعتراف کرنا پڑا کہ مولانا الیاس برنی معاشیات کے ماہر اور امام تھے اپنے دور کے ہر فن مولا گزرے ہیں۔

مدیر فاران کراچی، مشہور دیوبندی قلمکار مولانا ماہر القادری لکھتے ہیں کہ مولانا لیاس برنی کے تصوف اور بیعت وارشاد کا سلسلہ اس نوبت تک پہنچا ہے کہ ان سے رفاعی نظام، صابری سلسلوں کی طرح الیاسی سلسلہ منسوب کیا جاتا ہے۔

مدیر تجلی دیوبندی عامر عثمانی کی رائے میں بلاشبہ علوم ومعارف کے قیمتی موتی اس میں بکھرے ہوئے ہیں۔

''منادی'' دہلی نے اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ کتاب کی عمدگی کی ضمانت کے لئے مولانا الیاس برنی کا نام ہی کافی ہے۔

ماہنامہ ''القدیر'' حیدر آباد (انڈیا) کا تبصرہ ہے کہ یہ کتاب اصلاح نفس اور تزکیہ قلب کے لئے اکسیر ہے ایک صحیح العقیدہ مسلمان بننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ہی مفید اور ضروری ہے جس سے اسلامی معاشرت اور مذہبی احساسات میں تازہ جان پڑجاتی ہے۔

روزنامہ راہنمائے دکن، حیدر آباد دکن نے تبصرہ میں لکھا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں، بہتوں نے بزرگوں کے ملفوظات جمع کئے ہیں لیکن قول طیب اپنی نوعیت وترتیب کے لحاظ سے پہلی کتاب ہے طرز بیان عام فہم، سلیس، شگفتہ اور ادب وعقیدت سے معمور ہے۔

روزنامہ ''سیاست'' حیدر آباد دکن نے لکھا کہ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول ہر عہد کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ یہ کتاب نئی نسلوں کے لئے بھی مشعل راہ بنے گی۔

ڈاکٹر شاہ فضل الرحمٰن انصاری سرپرست مسلم ڈائجسٹ ڈربن، جنوبی افریقہ کہتے ہیں کہ یہ کام نہایت ضروری ہے اور عمدہ طریقہ پر ہوا ہے جو قابلِ تعریف ہے۔

مسٹر حسن الدین ایم، اے، ایل، ایل، بی، اسکالر۔ وسٹ برلن، جرمنی کی رائے میں یہ کتاب مقتضائے وقت کے مطابق ہے اور مفید ہے یہ میرے لئے ایسا قیمتی خزینہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ میری زندگی میں ہدایت کا باعث بنا رہے گا۔

نظامتِ تعلیمات حیدر آباد نے اپنے مراسلہ نمبر الیف 63 مورخہ 9 جنوری 1963ء کے تحت کتاب ''قول طیب'' کو کالجز، ہائی سکولوں اور عام کتب خانوں کی خریداری کے لئے سفارش کی ہے۔

ڈائریکٹر آف پبلک لائبریریز آندھرا پردیش نشان 523 مورخہ 18 جنوری 1963ء آندھیرا اسٹیٹ کے جملہ عام کتب خانوں میں قول طیب مولف عبدالحلیم صاحب کے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے۔

اسی طرح چیئرمین ضلع پرشید عادل آباد اور ورنگل نے بذریعہ مراسلہ کے 145 مورخہ 25 مارچ 63ء ومراسلہ نشان ورنگل (850) مورخہ 30 اپریل 63ء ضلع پرشید کے جملہ مدارس میں قول طیب کی خریداری واستعمال کے احکام جاری فرمائے مولف کتاب

الحاج محمد عبدالحلیم الیاسی چشتی قادری نقشبندی نے تاثرات وآرا اور تبصرے جاری کرنے والے تمام مشاہیر اور اداروں کے لئے کہا ہے کہ وہ سب کا دل سے ممنون ہیں۔

''قولِ طیب'' کے مقدمہ میں فاضل مولف نے اپنا مشاہدہ ان الفاظ میں رقم کیا ہے کہ مُرشدی ومولائی الحاج مولانا محمد الیاس برنی چشتی قادری نقشبندی فاروقی رحمتہ اللہ علیہ سے مجھے 1344 ہجری میں نیاز حاصل ہوا۔ میں اُس زمانے میں میٹرک کامیاب کرکے نیا نیا عثمانیہ یونیورسٹی کالج میں شریک ہوا تھا حضرت اُس زمانے میں معاشیات کے صدر تھے۔ گو آپ کی ظاہری حیثیت علم معاشیات کے ماہر اور یونیورسٹی میں عمرانی علوم کے پروفیسر کی تھی لیکن آپ کی دوسری حیثیت بھی تھی۔ شعبہ معاشیات ہو یا کوئی دوسرا شعبہ۔ کیا طلبہ کیا پروفیسر، سب پر آپ کا اخلاقی اثر تھا میں نے ذکر سُنا تو کشش محسوس ہوئی۔

مؤلفِ قولِ طیب اپنے شیخ طریقت حضرت برنی صاحب کا سراپا یوں بیان کرتے ہیں کہ چہرہ مبارک دیکھا تو قلب نے گواہی دی کہ یہ ایک صدیق کا چہرہ ہوسکتا ہے قامت بلند وبالا، سڈول ورزشی جسم، گورا نورانی رنگ، کتابی چہرہ، بال گھنے، آنکھوں میں ذہانت کی چمک، دندان مبارک باریک اور پیوستہ، چہرہ پر متانت کے ساتھ بشاشت، چال ایسی کہ معلوم ہوتا اُوپر سے نیچے کو اُتر رہے ہیں غرض مردانہ حسن کا بہترین نمونہ، مجھے تو عجیب کشش محسوس ہوئی۔ کالج میں سراہے گاہے گاہے دید حاصل ہوتی تو اشتیاق اور بڑھ جاتا۔ بالآخر سال اول کے آخری زمانے میں برادرم ڈاکٹر غلام دستگیر رشید کے ساتھ حضرت کے دولت خانے پر شرف باریابی حاصل ہوا۔ اس کے بعد سے حاضری کا سلسلہ برابر جاری رہا طالب علمی کے زمانے میں ابتداء ہفتہ میں ایک دو دفعہ حاضری ہوتی اور کئی کئی گھنٹے نشست رہتی بعد میں زیادہ آمدورفت رہنے لگی سرکاری ملازمت میں داخل ہونے کے بعد بھی جب کبھی موقع ملتا حاضر ہوتا بعض دفعہ مسلسل کئی کئی روز دن رات خدمت میں حضوری کا شرف حاصل رہتا۔

علامہ الحاج محمد عبدالحلیم الیاسی چشتی رقمطراز ہیں کہ آپ علی گڑھ میں ایم، اے کے طالب علم تھے تو بی اے فائنل کو معاشیات پڑھاتے تھے اسی زمانے میں بابائے اُردو

مولوی عبدالحق مرحوم کی فرمائش بلکہ تاکید پر ''علم المعیشت'' تصنیف فرمائی جس کے متعلق ڈاکٹر اقبال (شاعر مشرق، ترجمانِ حقیقت) جو خود بھی عالم معاشیات تھے فرماتے ہیں۔ ''آپ کی علم المعیشت اُردو ہر لحاظ سے مکمل'' (مقدمہ، قول طیب) حضرت نے مختلف فنون پر پچاس کتابیں اُردو، فارسی، عربی، انگریزی زبانوں میں تصنیف وتالیف فرمائیں۔ آپ نے شعبہ اسلامیات میں بارہ، شعبہ ذاتیات میں دو اور شعبہ اردو ہندی سنسکرت میں دو اور متفرق چھ کتابیں تحریر فرمائیں۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے امارت کے لوازم، شاندار کوٹھی موٹر، ملازمین وغیرہ سبھی عطاء فرمائے تھے لیکن اس امیری میں فقیری کی شان نظر آتی تھی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کا بھی یہی حال تھا کہ ان کو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی توجہات حاصل تھیں غرض سارے گھر پر یہ فضا چھائی ہوئی تھی کہ ذاتی کمال وفضلیت کے سوا خاندانی شرافت ووجاہت بھی اللہ کا فضل ہے۔ آپ کے خاندان کی شان فاروقی اور تاریخی، علمی، دینی، سیاسی خدمات غازی شہاب الدین غوری فاتح ہندوستان کے عہد 586ء سے تاریخ میں محفوظ ہیں اور اب تک جاری۔

آپ کی تعلیم وتربیت سے استفادہ کی خاطر آپ کے پیرومرشد مولانا محمد حسین (مچھلی شہری) رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالقدیر صدیقی حسرت نے اپنے صاحبزادوں جناب مسعودالحسن صاحب اور جناب موسیٰ عبدالرحمٰن صاحب کو بچپن ہی سے آپ کے سپرد فرما دیا تھا۔ وقتاً فوقتاً بعض خاص احباب جسمانی و ذہنی تربیت سے متعلق مشوروں کے لئے اپنے بچوں کو آپ کی خدمت میں لاتے اور مستفید ہوتے غرض کہ بیت السلام میں ایک چمن کھلا معلوم ہوتا تھا۔ (راوی، مولانا عبدالحلیم الیاسی)

واقفانِ حال کا کہنا ہے کہ ظاہر کے سوا آپ کا ایک باطن بھی تھا جو ظاہر بینوں سے مخفی تھا وہ تھا ایمان واعتصام اور قرب واحسان میں حضرت کا مقام، اور اس کا حال وقال اور یہ سب فیضان، نتیجہ تھا حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، سے شیفتگی ووابستگی اور عشق ومحبت کا جس کی مستی ہر لحظہ حضرت پر طاری رہتی تھی فرماتے ہیں۔

برنی اُن کا غلام کیا کہنا   کیسی مستی ہے دل ہی جاتے ہے

حضرت پروفیسر محمد الیاس برنؔی عقیدے اور عقیدت میں بڑے واضح اور دوٹوک تھے۔

ایک انتہائی اہم نکتہ:

حضرت سیدہ خاتون جنت و قیامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک ملفوظ مبارک ملاحظ ہو۔ ’’حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو یہ فرمانا کہ میں تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا تمہارے لئے تمہارے عمل کام آئیں گے یہ فرمان انتہائی قرب کو ظاہر کرتا ہے لیکن بعض لوگ اسے پڑھ کر جہالت و نادانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع نہ ہونے کو ثابت کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے اے فاطمہ! تمہارا (تو) معاملہ اللہ کے ساتھ ہے میں بھی بیچ میں نہیں ہوں اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ وہ مقام قرب ہے جہاں اللہ تعالیٰ سے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا ربط ایک خاص نوعیت اختیار کرلیتا ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیچ میں نہیں ہیں۔ اس کا منشا ہرگز شفاعت کا بُطلان نہیں بلکہ انتہائی قریب کا اظہار ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک وزیراعظم پورے ملک میں حکومت کررہا ہے ملک میں سب مخلوق کو نفع یا نقصان پہنچا رہا ہے لیکن اپنے بیٹے کا معاملہ آنے پر کہتا ہے تمہارے لئے میں کچھ نہیں کرسکتا تم جانو اور بادشاہ جانے، ایسے صورت میں غور کرو۔ بادشاہ کی محبت و توجہ کس درجے وزیر کے بیٹے پر ہوگی۔ لازماً انتہائی توجہ کرے گا اور اُسی کی خاطر بطور خود اس کی پرورش و ترقی کا انتظام کردے گا۔ (قول طیب، حصہ چہارم، صفحہ 230)

آگے چلیے! حضرات حسنین کریمین علیہم السلام کے متعلق کیا روح پرور ارشاد ہے۔ فرمایا۔ جہاد دراصل امر الٰہی کی تعمیل کا نام ہے۔ نہ محض لڑنے کا، نہ محض خاموش رہنے کا، قرآن میں ہر مقام اور ہر مرتبہ کی تعلیم ہے لوگ نادانی سے اکابر پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آرام پسند، صلح پسند تھے۔ لڑے نہیں اور چھوٹے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی تعریف کرتے ہیں اُنہیں نہیں معلوم کہ قرآن میں كُفُّوٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (النساء:۷۷) یعنی (جنگ سے) ہاتھ روکو نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو، کی بھی تعلیم ہے اس محل کی مناسبت سے منشا پاکر حضرت امام حسن

رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار ہوگئے اور جہاد سے رک گئے دولت و ثروت کی بناء پر خوب زکوٰۃ دیتے تھے خیر خیرات کردیتے تھے اس کے برخلاف جَاهِدُوْا، کے حکم کے تحت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جہاد فرمایا اور آیات وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ (البقرہ:۱۵۵) کا حق ادا کرکے اس کے مصداق بنے اس لئے دونوں کے مرتبے بلند ہیں۔ دونوں نے قرآن کا حق ادا کیا قرآن ہر ایک کی فطرت کے مطابق علم دیتا ہے انسان فطرت کا آئینہ ہے‘‘۔

(قول طیب، ف۴ صفحہ ۲۳۰، ۲۳۱)

حضرت سیّد الشہداء امام عالی مقام سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی عظیم نسبت سے فرمایا کہ ’’حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بڑی قوی نسبتوں کے جامع ہیں راہ حق میں آپ نے بے نفسی، فدائیت اور قربانی پیش کی۔ اس کی وجہ سے ان نسبتوں کی قوت دوبالا ہوگئی اور محبوبیت پر محبوبیت، تاریخی و اوقعاتی اعتبار سے سب کا اتفاق ہے کہ عبدیت کی سب سے جامع آیات وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ کا حق آپ کے سوا اُمت میں اس درجہ کسی نے ادا نہیں کیا۔ اسی سے اُمت میں آپ کی رفعت ہے۔ فوج کا فخر کمانڈر پر ہوتا ہے سب تو کمانڈر نہیں ہوتے۔‘‘ (صفحہ 231)

اسی کے ساتھ متصلاً علامہ برنؔی نے فرمایا کہ سجدۂ حسین رضی اللہ عنہ امانت کا وہ آخری سجدہ تھا جو منجانب صدیقین، شہداء، صالحین امت بطور (فرض کفایہ آپ نے پیش فرمایا۔ بظاہر سر مبارک خاک پر تھا حالانکہ وہ عرش سے بالا تھا کیونکہ اس وقت کا سجدہ عرش پر تھا عرش پر سر رکھیں تو ظاہر ہے عرش سے بالا ہوگا حضرت نے جہاد کے لئے جلال کی تلوار اُٹھائی تھی جس میں شہادت واقع ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کا سر سنبھالا۔ اس شہادت پر قیامت برپا ہونا لازم تھا۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگ کاٹنے پر قہر و جلال کے ساتھ عذاب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسے کے ساتھ یہ غضبناک واقعہ پیش آنے پر قیامت ہونی تھی لیکن حکمت کے تحت ظالموں کو مہلت دی گئی اس شہادت کے آثار ہر دو عالم کے لئے ظاہر ہوئے۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (البقرہ:۱۵۷)

عارف ربانی پروفیسر الیاس برنؔی نے امام حسین علیہ السلام اور حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا اسلام سے ٹکر لینا نہایت خطرناک ہے یہ زہر ہلاہل ثابت ہوتی ہیں ایک حسینی نسبت دوسری قادری نسبت۔ حسینی نسبت میں راہ حق میں مظلومیت کی انتہا

ہے اس لئے محبوبیت الٰہی کی بھی انتہا ہے چنانچہ محبت، کرم، جلال کی ساری نسبتیں اُس طرف مُنعطف ہوتی ہیں۔......... آپ سید الشہداء ہیں کہ صبر و توکل تسلیم و رضا کے تمام مقامات عجب آن بان سے، عجب تُزک و شان سے طے کر کے اپنے نانا کی اُمت مرحومہ کے واسطے عبدیت کے راستے آسان کر دیئے اللہ کی راہ میں، صداقت کی چاہ میں، مال جائے، آل جائے، آبرو جائے، جان جائے، ہر قدم پر سید الشہداء دل بڑھانے اور راہ دکھانے کے واسطے موجود ہیں۔ خالق ان پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ مخلوق ان پر سلام بھیجتی ہے ان کے ہاں رحمت برستی ہے کربلا میں ہدایت بستی ہے۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ...... وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرہ: ۱۵۳ تا ۱۵۷) اس حقیقت کی تجلّی، اس مقام کی استقامت، اس مرتبہ کی یافت اور اس مقبولیت کی سرفرازی کلی طور پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے واسطے مخصوص تھی کہ پنجتن پاک میں سب سے چھوٹے ہیں سب کے پیارے ہیں۔ راج دلارے ہیں سبحان اللہ (اقتباس از صراط الحمید للبرنی جلد اول ۸۴) سمجھیں تو دل والوں کو استقامت کا سبق مل جائے، علم والوں کو عبدیت کی شان نظر آ جائے حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کہیں سے کہیں پہنچائے۔

اُموی اور عباسی خلفاء کے زمانے میں گیارہ بڑے بڑے آئمہ (سادات) میں سے اکثر کو شہید کیا گیا تو بالآخر بڑی شان سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں تشریف لائے۔ جس جس نے آپ کی شاہ میں ذرا بے ادبی کی، بڑے بڑے مقامات کھو دیئے حتیٰ کہ ایمان بچا لے جانا مشکل ہو گیا حضرت دراصل بے ارادتی کے مقام پر فائز تھے۔ فرماتے ہیں اگر کوئی دعا اپنی ارادت سے میں نے عمر بھر میں مانگی تو وہ یہ تھی یا اللہ! مجھے ایسا رکھ کہ تیرے سوا مجھے کوئی نہ جانے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارے عالم میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ڈنگے بج گئے اور جھنڈے لہرا رہے ہیں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آپ جلال الٰہی کی ایک تلوار ہیں جو فرش سے عرش تک چلی گئی ہے اور ہزاروں بدعقیدہ آپ سے ٹکرا کر ختم ہو رہے ہیں جہنم واصل ہو رہے ہیں اسی لئے قادری نسبت سے کوئی ٹکر نہ لے ورنہ خاتمہ خراب ہو جاتا ہے۔

غور کیجئے تو خاندانی حیثیت سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو فیضانی نسبت واقع ہوئی ہے، اسی قسم کی نسبت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادے ہیں بڑے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور چھوٹے صاحبزادے حضرت اسحٰق علیہ السلام دونوں نبی زادے ہیں اور نبی ہیں لیکن چھوٹے صاحبزادے کی نسل میں انبیائے نبی اسرائیل کا خوب سلسلہ چلتا ہے اور مدت تک بڑے صاحبزادے کی نسل خمول میں رہتی ہے حتیٰ کہ بنی اسمٰعیل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو بنی اسرائیل کے طرف داروں کو ناگوار گذرتا ہے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے انکار کیا جاتا ہے چنانچہ وہ انکار و مخالفت آج تک جاری ہے علیٰ ہذا خاندانی حیثیت سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان نبوت حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ان ہی دو ائمہ کے ذریعے عالم میں پھیلا کہ دونوں آل نبی اولاد علیؓ ہیں چھوٹے صاحبزادے کی نسل میں ائمہ کرام کا سلسلہ چلا اور خوب چلا مگر بڑے صاحبزادے کی نسل مدت تک خمول میں رہی حتیٰ کہ حسنی رضی اللہ عنہ فیضان کا چشمہ اُبلا اور ایسا اُبلا کہ ماشاء اللہ پھر بھی حضرت غوث اعظم کو آئمہ کرام سے غیر سمجھ کر جس طرح انکار و مخالفت کی نوبت پہنچی سب کو معلوم ہے اور آج تک انکار و مخالفت جاری ہے خلاصہ یہ کہ فیضان ابراہیمی اور ضیفان محمدی دو دو صاحبزادوں کے ذریعے جس طرح نسلاً بعد نسل عالم میں نمودار ہوا۔ اس میں عجب مشابہت بلکہ مماثلت ہے اور کیوں نہ ہو ملتِ ابراہیمی اور ملت محمدی دونوں ایک ہیں۔

(اقتباس از صراط الحمید للبرنی ۵۹)

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی میں رعب، دبدبہ، سطوت، نمایاں رہے۔ سلاطین و اُمرا کانپتے تھے۔ اولیاء غوث، اقطاب تھرتھراتے تھے جب غوث، اقطاب آتے تو دروازے پر عرض کرتے۔ الامان یا غوث الزمان تو حضرت فرماتے امانٌ لکم تب اندر داخل ہوتے۔ آج بھی باطنی کیفیت کا یہی عالم قائم ہے۔ اولیاء اسی طرح عرض کرتے ہیں۔ حضرت سے بعض لوگ عرض کرتے، حضرت کچھ تو نرمی کیجئے۔ اتنی شدّت سے لوگ گھبرا جائیں گے۔ تو حضرت فرماتے۔ نہیں اس محل کا اور اس زمانے کا اقتضا ہی ایسا

ہے کہ نرمی نہ برتی جائے کیونکہ ابتداء سے اب تک اولیاء اللہ کو ذلیل کیا گیا۔ گیارہ ائمہ میں سے اکثر کو یا تو شہید کیا گیا یا زہر دیا گیا لہٰذا میں غیرت الٰہی کی ایک تلوار ہوں جو ذرا بھی بے ادبی کریگا کٹ جائیگا۔ غیرت الٰہی میں بندے کا اختیار نہیں اسی لئے آپ کا لقب ہی سَلابُ الاحوال ہے۔

پروفیسر محمد الیاس برقیؔ نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک بڑے ولی اللہ نماز جمعہ کے لئے گھوڑے پر سوار ہوئے انہیں کشف ہوا۔ ابھی حضرت غوث اعظم نماز کو روانہ نہیں ہوئے فوراً اتر پڑے اور جب حضرت سوار ہوئے تو پھر یہ سوار ہو کر مسجد گئے یہ تھا ادب اور یہ تھی حضرت کی رفعت (قول طیب، ۴، 235) حضرت سید احمد رفاعی ہم عصر تھے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر کسی دعوت میں شریک نہ ہوتے۔ خلیفہء وقت کے ولی عہد کی شادی ہوئی سب اکابر کو دعوت دی گئی لیکن حضرت نے شرکت نہیں فرمائی اور حضرت احمد رفاعی رضی اللہ عنہ بھی منشا پا کر نہ گئے ختم ضیافت پر معلوم ہوا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تشریف نہیں لائے تو خلیفہ نے اسی وقت دولہا کے سر پر خوانِ نعمت رکھوا کر بھجیا اور کہلایا خادم بھی حاضر ہوتا لیکن انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔ حضرت کے قدم باعث سعادت ہوں گے اس انکسار پر حضرت اپنے ساتھ حضرت احمد رفاعی کو لے کر پہنچے۔ خلیفہ اور ولی عہد نے خادموں کی طرح کمر کس کر کھانا کھلایا۔ یہ تھی حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی جبروت وسطوت۔ سرکش عباسیوں سے معاملہ پڑا تھا جن کی سرکوبی ضروری تھی۔ ولایت میں آپ کا مقام یہ کہ آپ کو قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کی شان عطاء ہوئی۔ آپ کے خطبات کا طرز بھی پر ہیبت ہے اسی زمانے میں ہندوستان میں محل ووقت کا اقتضاء ایسا تھا کہ حضرت خواجہ اعظم رضی اللہ عنہ (معین الدین) اجمیری نے اصلاح کے لئے محبت کا راستہ اختیار فرمایا۔ جب کہ بغداد میں رُعب کی پالیسی تھی لیکن حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے زمانے میں رعب کا اقتضا آیا۔ پھر نظام الدین محبوب الٰہی کے زمانے میں محبت کا غلبہ رہا لیکن آپ کے رعب سے بھی چھ سلاطین کی گردنیں جھکی رہیں پھر حضرت نصیر الدین چراغ ولی کے زمانے میں رعب داب رہا۔

مکتوبات مجدّد کے حوالے سے عارف ربانیؔ حضرت پروفیسر محمد الیاس برقیؔ نے لکھا ہے حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ اس راستہ میں تمام اقطاب ونجباء کو فیوض و برکات حضرت غوث اعظم قدس سرہ ہی کے وسیلہ شریف سے پہنچتے ہیں۔
(مکتوب ۱۲۳ جلد سوم)

مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ ''اولاً ائمہ اثنا عشر بالترتیب واسطہء فیضِ ولایت تھے لیکن اب حضرت غوث اعظم واسطہء فیض ولایت ہیں یوں تو امت میں بہت سے کامل اولیاء گزرے لیکن آپ کے برابر کرامات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے جب میں (حضرت مجدد) نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمودہ سنا کہ ''میں قضائے مُبرَم تک میں اللہ کے حول وقوت سے تصرّف کرتا ہوں'' تو مدت تک یہ بات میرے ذہن میں رہی چنانچہ یہ مقام مجھ پر بھی منکشف ہوا۔ (مکتوب ۲۱۷ جلد اول) حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذرّہ نوازی کا یہ عالم کہ فرمایا۔ اگر میرے غلام کا سَتر چین میں بھی کھلے تو میں اُسے ڈھکتا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی اپنے رسالہ مبداء ومعاد میں فرماتے ہیں اس عروج آخر میں جو مقامات اصل میں عروج ہے (مجھ درویش کو) حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبدالقادر قدس اللہ سرّہ الاقدس کی روحانیت سے مدد حاصل رہی اور حضرت نے قوتِ تصرف سے ان مقامات سے گذار کر اصل الاصل تک پہنچایا اور اس مقام سے پھر اس عالم (نزول) تک واپس فرمایا جس طرح ہر مقام (عروج) سے واپس فرماتے رہے۔'' اتنا کچھ بیان کرنے کے بعد منکرین پر عتاب فرماتے ہوئے حضرت عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برقیؔ نے لکھا ہے کہ یہ بے ادب اللہ کی قدرت کیا سمجھیں گے۔ رسول اللہ کو کیا پہنچانیں گے جب کہ اُنہیں غلامان رسول کی قدرت دیکھنی، نصیب نہیں نہ صلاحیت ہے نہ نظر ہے اور نہ ایمان''۔

حضرت پُرنور سیدنا غوث العالمین غوث الثقلین الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ عالی جناب کا تذکرہ کس قدر وارفتگی ومحبت سے کرتے ہیں اور پھر حضرت غوث پاک کی عنایات کا اظہار بھی ملاحظہ کریں'' ''بفضلہٖ تعالیٰ بغداد شریف میں آستانہ عالیہ

قادریہ پر حاضری نصیب ہوئی تو دل کی تمنا تھی، دعا تھی کہ یوں تو ماشاء اللہ متعدد اسمائے غوثیہ مدتوں سے مروی و مقبول ہیں لیکن کچھ ایسے اسماء اس ناچیز کو بھی عطاء ہوں جن سے اپنے ذوق کے موافق حضرت پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان کا عرفانی مرقع جو معناً مرتب و مربوط ہو۔ ذہن میں آ کر دل میں سما جائے کہ قادری فیضان کا دائرہ وسیع ہو اور اللہ جل جلالہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقربین کے مقام و مراتب سے بھی ربط ترقی کرے۔ الحمد اللہ! اسمائے غوثیہ کی تمنا اور دعا بعد کو جلد پوری ہوگئی چنانچہ خاص احباب میں ان کی تقسیم بھی ہوئی اور امسال یازدہم شریف (گیارہویں شریف) کی مبارک تقریب میں یہ عطیہ بطور تحفہ پیش ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرہ:۱۲۷)

خادم محمد الیاس برنی قادری بیت السلام سیف آباد حیدر آباد ۱۱ ربیع الثانی (بمطابق ۱۹۵۸ء (مطبوعہ، رقعہ کی نقل)

سماع سے متعلق حضرت عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنیؒ کا موقف دیکھئے کس قدر حکیمانہ انداز میں اکابر صوفیاء اور انکے موقف کو کس عقیدت و محبت اور ادب و احترام سے بیان فرما دیا۔ ملاحظہ ہو۔ ارشاد فرمایا۔

"قوالی صرف چشتیوں کے پاس جائز ہے اس کا خاص زور حضرت خواجہ اعظم اجمیری رضی اللہ عنہ کے وقت سے رہا ہے قادریوں کے ہاں ایک شاخ میں قوالی جائز ہے سب میں نہیں قوالی کا جواز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ میں تشریف آوری کے وقت مدنی بچوں، بچیوں کے نعتیہ اشعار گانے اور دف بجانے سے لیا جاتا ہے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور پسند فرمایا چشتیوں میں حضرت نصیر الدین چراغ دلی سماع نہیں سنتے تھے لیکن حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مرید خاص حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ تعالیٰ نے قوالی کو خوب فروغ دیا آپ فن شعر و موسیقی کے بڑے ماہر تھے۔ ہمارے بڑے حضرت قبلہ فرماتے تھے۔

"زندہ دلاں مردہ تناں رارواست مردہ دلاں زندہ تناں ناروا است" اس سلسلہ میں حضرت مظہر جانِ جاناں کا مسلک بہت اسلم ہے آپ فرماتے تھے۔

نہ انکار می کنم و نہ ایں کار می کنم یہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کا مشہور قول ہے

میں نے جہاں تک مطالعہ کیا، اصل سوال ذوق اور طبعی مناسبت کا ہے جن کو موسیقی سے مناسبت نہیں وہ اسے ناپسند کرتے ہیں اور جن کو مناسبت ہو، وہ پسند کرتے ہیں۔ جن نقشبندیوں کو موسیقی سے طبعی مناسبت ہوتی ہے عجیب مشکل میں پڑ جاتے ہیں کرتے ہیں تو سلسلہ کے مسلک کے خلاف، اور نہیں کرتے ہیں تو طبعی کوفت، دراصل فطرت و کائنات (ہوا پانی وغیرہ) میں موسیقی ہے جب تک ہر چیز مطابق حال نہ ہو بڑی دقت رہتی ہے ضرورت درحقیقت تصحیح علم کی ہے۔

محفل قوالی کو اہل ذوق کی حد تک مخصوص کرنا مناسب اور ضروری ہے اسے تماشا نہ بنائیں صفائی، پاکیزگی، وضو، ادب، تعظیم، شرطِ اولین ہیں توجہ خاص کے ساتھ درود شریف کی کثرت ہو۔ قوالوں کو عزت سے اچھے ممتاز مقام پر بٹھائیں دراصل قوال جلسہ میں فیض کا محرک ہوتا ہے جس کی طرف کل محفل کو متوجہ ہونا پڑتا ہے وہ بھی آداب کا پابند ہو اور مجلس میں باوضو رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے (جو سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین سے ہیں) اپنی کتاب ہمعات میں ایک قسم کے سالکین کے لئے سماع کو مفید بیان فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس سے آہستہ آہستہ جامد طبیعت والے سالکین کی طبیعت کا جمود ٹوٹ جاتا ہے حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوب ۲۸۵ جلد اول میں تحریر فرمایا ہے کہ سماع و وجد مبتدی کے لئے مضر ہے اور اس کے عروج کے لئے رکاوٹ ہے خواہ شرائط کے مطابق ہی کیوں نہ ہو متوسط کے لئے اور ایک قسم کے منتہیوں کے لئے مفید ہے حضرت مجدد نے تصریح فرمائی ہے کہ مبتدی سے ہماری مراد وہ شخص ہے جو ارباب قلوب یعنی صاحبان دل میں سے نہیں ہے اور ارباب قلوب وہ لوگ ہیں جو مبتدیوں اور منتہیوں کے درمیان متوسط ہوتے ہیں اور منتہی وہ ہے جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ اور واصل کامل ہو۔

میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے حضرت عارف ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا معمول صرف میلاد میں جانا، قیام کرنا، سلام پڑھنا، لنگر کا اہتمام یا محفل برپا کرنا ہی نہیں بلکہ آپ نے اس مبارک موقع پر محفل سماع کا اہتمام کرتے اور باقاعدہ قوالی ہوتے پڑھیئے! خود ارشاد

فرماتے ہیں۔

''میرے گھر میلاد شریف کی قوالی سال میں ایک مرتبہ بڑے اہتمام اور خاص پابندیوں کے ساتھ ہوتی تھی خاص احباب کے سوا کسی کو اجازت نہ تھی۔

آپ کے ہاں ایک مرتبہ قوالی کی ایک محفل میں ایک صاحب پر شدید وجد و حال طاری ہوا فرمایا رسول اللہ کہو، درود پڑھو، سکون ہو جائے گا، درود شریف باعث تسکین قلب ہے اسی سے ساری کائنات کا قیام ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ (درود بھیج رہا ہے) اور ملائکہ درود پڑھ رہے ہیں۔ ''ھُو'' میں کسی اور کی گنجائش نہیں سارا عالم بھسم ہو جاتا ہے انبیاء تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سہارا لیتے ہیں۔ توحید میں حرارت ہے۔ رسالت میں ٹھنڈک ہے کتنا ہی زیادہ حقیقی جذب کیوں نہ ہو۔ درود شریف پڑھنے سے جذب رفع ہو کر ہوش و حواس درست ہوتے ہیں۔ ورنہ سمجھو کہ مصنوعی جذب ہے۔ یہی اس کی پہچان ہے اس طرح بڑے بڑے مجذوبوں کو آزمایا گیا ہے۔

حضرت عارف ربانی قدس سرہ، کا ایک مشاہدہ ملاحظ ہو۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ مولانا عبدالقدیر صاحب حسرت کے پاس قوالی تھی ایک درویش کو اپنی توجہ کی قوت کا دعویٰ تھا انہوں نے توجہ دے کر واقعی پوری محفل کو بسمل بنا دیا اس کے بعد مجھ پر توجہ دینے کا خیال ظاہر کیا میں نے کہا، بسم اللہ، کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ دیڑھ گھنٹہ زور آزمائی کی، تھک کر چور ہو گئے مخلص تھے، اپنا کان پکڑ کے سب کے سامنے کہا، ہار مانتا ہوں، معافی چاہتا ہوں، آئندہ ایسا دعویٰ نہ کروں گا۔ آپ نے تو میرے جذب توحید کی انگیٹھی ٹھنڈی کر دی اس کو روشن کرنے میں مجھے عرصہ لگے گا اصل راز یہ ہے کہ میں رسالت کے تحت درود شریف کے ذریعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا رسالت میں ٹھنڈک ہے توازن ہے وہاں کون زور چلا سکتا ہے وہ خود ٹھنڈے ہو گئے۔ (قول طیب، فصل پنجم)

عارف ربانی حضرت علامہ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اُردو میں محسن کاکوروی اور کیف ٹونکی وغیرہ نے خوب نعتیں کہی ہیں ان کی بندشیں غالب وسودا کے قصائد کی طرز پر ہیں ان میں محبت کا خوب جوش ہے کیف ہے لیکن ان میں اعلیٰ

معارف وحقائق کا بیان کم ہے وجہ یہ کہ معارف ان کا میدان نہیں البتہ محبت کے میدان کے مرد ہیں۔کلام میں محبت کا توازن اور علمی حقائق کا بیان بڑے پیمانے پر ہونا بھی ضروری ہے اسی کے ساتھ عبدیت کے چھینٹے ایسے دیئے جائیں گے کہ مشائخ ووہابی دونوں ہیں وہابی عبدیت پر زور دیکر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ رسول کچھ نہیں حالانکہ قرآن کی رد سے اسی عبدیت میں انتہائی رفعت ومحبوبیت مندرج ہے۔ (قول طیب، فصل پنجم ۲۹۲)

ایک سوال پر کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہونا چاہیے یا نہیں۔فرمایا۔نماز میں حق تعالیٰ کی تجلیات پر نظر رہے ورنہ متجلی (حق تعالیٰ) سے کیسے ربط پیدا ہوگا۔علیم صحیح کے مطابق جو کرو درست ہے عرش سے فرش تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ تجلی اعظم ہیں رحمتہ للعالمین ہیں عرش سے فرش تک رحمت ہی کا ظہور ہے۔التحیات، واجبات نماز میں ہے جس میں السلام علیك ایهاالنبی شریک ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے بغیر آپ پر سلام کیسے ممکن ہے۔؟

حضرت نے فرمایا۔''ماں کو بچہ پر سوتے میں بہت پیار آتا ہے''۔حقیقت یہ ہے کہ عارف کامل کا سونا، جاگنا تحت امر ہوتا ہے ہر بات پر مدارج ہیں۔سورۃ مزمل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیار سے کہا گیا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مت جاگو، سو جاؤ، دن میں تم کو بہت کام کرنا ہے۔

جضرت عارف ربانی قدس سرہٗ کے ارشادات عقائد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اعمال کی اصلاح کے لئے بھی راہنما ہیں مثلاً ایک ارشاد ملاخط ہو فرمایا: بعض بچے اور بیمار روزہ کے معاملہ میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں رخصت (اجازت ورعایت) پر عمل نہیں کرتے۔اسی روزہ کے بیان میں یُسر وعُسر کے احکام صاف ہیں قانون صحت کی خلاف ورزی دراصل اللہ کی نافرمانی کے مترادف ہے۔اگر روزہ کی وجہ سے سفر میں دقت ہو یا بیمار کا مرض بڑھنے کا احتمال ہو تو روزے ملتوی کرنے کا حکم ہے کیونکہ اللہ ہمارے لئے آسانی چاہتا ہے تکلیف نہیں، منشائے الٰہی کے خلاف تکلیف جوئی، تکلیف پسندی نامناسب ہے ایسا کرنے سے بعض شکلوں میں رہبانیت ہو جاتی ہے اگرچہ عزیمت کے بھی اجر ہیں ناگزیر حالات میں تو جہاد میں جان تک پیش کرنی



چاہیے۔ (قول طیب، فصل ششم، ۳۱۱)

بارگاہِ عالی جناب دربار رسالت پناہ روضۂ نبوی ﷺ کی حاضری و زیارت کے بارے میں تو آرزو ساڑھے چودہ سو سال سے اُمت کا تسلسل ہے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کہا تھا کہ وہ ؎

اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے

عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنیؒ رحمتہ اللہ علیہ بھی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک فیض یافتہ عالم و عارف حضرت مولانا محمد حسین مچھلی شہری رحمتہ اللہ علیہ کے بیعت تھے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں انہی سے مجاز تھے۔ فیض تو سلسلہ بہ سلسلہ چلتا ہے جاری رہتا ہے۔ جب عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ علیہ کو مدینہ عالیہ حاضری کا شرف حاصل ہوا تو کیفیت کیا تھی اور وہاں معمول کیا رہا۔ مولانا محمد عبدالحلیم الیاسی کی زبانی سنتے ہیں۔ رقمطراز ہیں "رقت طاری ہوئی اور فرمایا۔ ہر محل کے آداب الگ ہیں اور پھر اپنا اپنا ربط ہے کل قیام مدینہ میں ایک پارہ نہ پڑھ سکا سوائے نماز کے کل وقت مواجہہ شریف میں حضور ﷺ کی طرف توجہ کے سوا کام نہ تھا لوگ روضۃ الجنہ میں نمازیں پڑھتے ہیں قرآن پڑھا کرتے ہیں ہمارا ربط اور تھا رسول اللہ ﷺ زندہ مجسم قرآن ہیں وہ جو علم دیں 'ہم لیں' قلب کہتا تھا۔ صاحب قرآن کے ہوتے قرآن کیسے پڑھیں۔ مثلاً کسی عالم کے پاس جائیں تو اصل مقصود ملاقات ہونا چاہیے اس کے بعد اگر وہ خود پڑھے یا پڑھنے کو کہے تو اور بات ہے۔ بفضلہٖ کل وقت درودوں کے ساتھ مواجہہ شریف میں گذرا تمنا تھی کہ مواجہہ شریف میں رات تخلیہ ہو سکے بفضلہٖ معمول کے خلاف خصوصیت سے اجازت مل گئی اور سرفرازی رہی۔ الحمد اللہ۔" (قول طیب، ششم، ۳۱۵۔۳۱۴)

مسجد نبویؐ میں ہر کوئی روضۃ الجنتہ میں نماز و تلاوت کی کوشش کرتا ہے لیکن محرابُ النبیؐ کی تقدیس کا کیا کہنا اللہ اکبر! جہاں حضور انور ﷺ معمولاً نماز میں امامت فرماتے تھے، اس مقام کی نماز کی فضیلت بیان سے باہر ہے ؎

برزمینے کونشانِ کف پائے تو بُود   سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

جس طرح عزیزوں کی طرف سے بیت اللہ شریف کا طواف کیا جاتا ہے اور مقام ابراہیم اور حطیم میں نفل پڑھے جاتے ہیں، اسی طرح محراب النبی میں اپنے سوا والدین اور مخلصین کی طرف سے نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں جس کے خاص آثار ہیں۔

بدقسمتی سے آجکل اولیا و صلحا کو عملی جہاد سے منقطع طبقہ خیال جاتا ہے جو خیال باطل ہے اسی طرح باطل نظام سے ٹکرانا بھی ولایت و معرفت اور دین کی ضد خیال کیا جاتا ہے جو جہالت ہے باطل نظام سے ٹکر لینا تو امام عالی مقام سیدّ نا امام حسین علیہ اسلام کی مبارک سنت ہے کہ آپ نے شیطان حکمران اور شیطنت کے نظام کو للکارا اور کربلا کے میدان میں جام شہادت تو نوش کر لیا مگر کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا۔ گویا باطل سیاسی نظام سے ٹکرانا اہل حق کا اہم دینی فریضہ ہے حضرت پروفیسر محمد الیاس برنیؒ نے صوفی، عارف جہاد، مجاہد اور عرفان کی خوب توضیح فرمائی۔ ارشاد فرمایا۔

"وہ عارف ہی کیا جو مجاہد نہ ہو۔ باطل سے مقابلہ ہی عرفان ہے اصل عرفان حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنا ہے اور باطل سے مقابلہ کر کے اسے شکست دینا ہی جہاد ہے چاہے جسمانی ہو یا روحانی۔

ایک صاحب نے کہا۔ "جب محبت ہی دین کا بڑا مسلک ہے تو جہاد کیوں کیا جاتا ہے؟

فرمایا: محبت تو ازل سے ابد تک مسلک ہے لیکن اسی محبت کے ایک ایمانی محل کا اقتضا اور حکم یہ ہے کہ کفر کی روک تھام کی جائے لہٰذا تعمیل حکم میں یہ عمل کیا جاتا ہے جو محبت کے مسلک کے منافی نہیں۔ نفرت، محبت معکوس کا نام ہے۔ جہاد میں عام جنگوں کی طرح، نفسانی اعتبار کے تحت قتل و خونریزی نہیں کی جاتی، بلکہ امرالٰہی کے تحت بے نفسی سے حق کے لئے جنگ کی جاتی ہے، پھر خودکشی اور جہاد کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ "اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو اس دنیا میں ایک مومن بھی باقی نہ رہتا کلمہ پڑھتا اور الحمد للہ کہہ کر خودکشی کر لیتا اور جنت کی راہ لیتا لیکن اللہ نے اپنی ارادت سے آنے کو حرام کیا ہے اور خودکشی کی سزا جہنم مقرر کی ہے لیکن مومن امر اللہ اور ارادۃ اللہ کے تحت دوسرے محل پر یعنی جہاد میں جا کر جان دیتا ہے تو شہید ہو کر جنت نعیم اور حیات ابدی کا مستحق بنتا ہے۔"

(قول طیب، ششم، ۳۱۶۔۳۱۵)

بعض لوگ اپنے آپ کو خوب دانا خیال کرتے ہیں اور اکثر کہتے ہیں کہ جناب ہمارا کسی مجلس میں کیا بگڑے گا۔ ہم جہاں چاہیں بیٹھیں۔ اچھا بُرا ماحول خود اپنے اندر کا ہوتا ہے۔ ایسے میں حضرت برنی صاحب کا موقف یہ نہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے کہ ہم سمجھ دار ہیں بُرائی سے متاثر نہ ہونگے۔ قرآن میں ہے صادق بندوں کی صحبت میں رہو اور جاہلوں سے پرہیز کرو۔ بُری صحبت میں عقل نہیں چل سکتی عقل، قلب کے تابع ہے اور قلب کا ایک سکنڈ بھروسہ نہیں۔ اسی لئے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا (آل عمران:۸) کہنا پڑتا ہے۔

(قول طیب، ششم، ۳۸۰)

مولانا عبدالحلیم الیاسی کا کہنا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت برنی صاحب رحمتہ اللہ علیہ خاندان نبوت سے کس قدر عقیدت و محبت رکھتے تھے اور کس قدر اعتقادی استحکام رکھتے ہیں ایک دن میری بچیوں فردوس وانیس سے حضرت نے فرمایا ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد نمونہ ہیں تمام اولیاء کا متفقہ مقولہ ہے کہ جو دقتیں کسی دربار میں دور نہ ہوں، وہ صرف حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے در پر حل ہو جاتی ہیں کیونکہ یہاں نسبتوں کا ہجوم ہے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا عورتوں کی سردار اور اُن کے لئے بہترین نمونہ عمل بنیں حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے گویا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری تعلیم کو جذب کیا اور نمونہ بنیں۔ (قول طیب۔۳۸۱۶)

"لوگوں کو نہیں معلوم کہ حقوق العباد کی ادائی کتنی بڑی نعمت ہے نسبت رسالت کے تحت اگر بیبیاں گھر کے کام کاج، میاں کی خدمت اور بچوں کی پرورش کریں تو اسی میں ولایت، غوثیت، قطبیت سب مل سکتی ہے یہ درجات زیادہ عبادت (نماز، روزوں) سے نہیں ملتے، اگرچہ عبادات بھی اپنی جگہ مرتبہ رکھتی ہیں۔ لیکن حقوق العباد کی ادائی کے ساتھ تھوڑی عبادت بھی کی جائے تو بہت بڑا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اسی لئے سورۂ مزمل میں حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیا تھی؟ اللہ کے حکم و علم کے تحت مخلوق کے حقوق ادا کرنا۔

بی بی! دیکھو دین دنیا، دن رات دو دو چیزیں ہیں۔ رَبَّنَا اٰتِنَا کی دعا میں دین دنیا

کی بھلائی کی دعا مانگی جاتی ہے ترازو کے دونوں پلڑے برابر رہنا کمال ہے ورنہ نقص رہتا ہے اللہ نے انسان کو دو آنکھ، دو ہاتھ، دو پیر دیئے ہیں۔ اگر صرف ایک ہاتھ، ایک پیر رہے تو کمال نہیں، نقص ہے، اسی طرح حقوق اللہ اور حقوق العباد، دین اور دنیا کو ساتھ ساتھ چلانا چاہیے۔ دن کو دین سمجھو تو رات کو دنیا، یا جیسا بھی۔ بہر حال دونوں ہی اپنی جگہ ضروری ہیں ان کا توازن بڑی چیز ہے۔ اللہ نصیب کرے۔

حضرت خاتون جنت و قیامت سیّدۃ النساء العالمین جناب زہرا بتول فاطمہ سلام اللہ علیھا سے اپنا تعلق و نسبت قائم کرنے کی غرض سے پروفیسر محمد الیاس برنی خواتین اسلام کو نصیحت کرتے ہیں جو آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور اس کو معاشرے و سماج میں عام کرنے کی از حد ضرورت ہے۔ فرمایا۔ یاد رکھو۔ صبح سے شام تک کہیں بھی رہو، لیکن اپنا بسیرا اور مقام حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنھا کے قدم پر رہنا چاہیے۔ یعنی اُن کی دُھن بندھی رہے جب کبھی حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے تکریماً اٹھتے تھے جس سے آپ کا مرتبہ و مقام سمجھ میں آتا ہے تم روزانہ جب جی چاہیے سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص و کوثر اور درود پڑھ کر کبھی حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنھا کبھی پنجتن پاک رضی اللہ عنہم، کبھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو یا جس سے بھی اپنا ربط ہو، ایصال ثواب کیا کرو، کتنا ہی بہتر کھاؤ پیو، پہنو، اُوڑھو، لیکن حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی محبت میں ان کے فقرو فاقہ کا ذوق ضروری ہے۔ اُن کے خیال سے دل میں تڑپ ہونی چاہیے اور پیوند کے کپڑوں سے محبت چاہیے اس کو کبھی بُرا نہ جانیں۔ آج کل لڑکیوں کا کیا حال ہے ساڑی، پاوڈر، لپ اسٹک میں تباہ ہیں بناؤ سنگھار کے ذریعہ عظمت حاصل کرنا چاہتی ہیں استغنا بڑی نعمت ہے حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا کی باندیاں بنو، تو شیرنی بن جاؤ گی شیرنی بننے کے بعد بہت لباس ہوں یا کم، دل تو شیر (غنی) رہے گا۔ (قول طیب، ہشتم، ۳۸۳)

آپ نے اہم سماجی معاملات پر توجہ مرکوز کراتے ہوئے مزید فرمایا کہ بعض لوگ طبعاً ولایت کی طرف زیادہ مائل رہتے ہیں ان کا مقام الگ ہے چنانچہ بعض بزرگوں نے عمر بھر شادی نہیں کی۔ عبادات میں غرق رہے لیکن محض نماز، روزہ کی عبادتوں میں لگے رہنا

ترازو کے ایک پلڑے سے غافل رہنا ہے جو نقص ہے اور منشائے الٰہی کے خلاف ہے ہمارے لئے پناہ، نسبت رسالت ﷺ میں ہے جس کی اتباع کا بہترین نمونہ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں دوسرے بھی ہمارے سر آنکھوں پر ہیں۔ واجب التعظیم ہیں حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا اُسوۂ حسنہ، عورتوں کے لئے خاص طور پر واجب التعمیل ہے۔ (۳۸۳)

مولانا محمد عبدالحلیم الیاسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علامہ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ تعالیٰ کو اس امر پر کامل یقین تھا اور وہ پختگی کے ساتھ اس بات پر کامل ایمان رکھتے تھے کہ اللہ پاک اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت سیدۃ النساء العالمین جناب سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وسیلہ شرف قبولیت کی سند عطاء کرتا ہے۔ گویا انہوں نے خواتین میں ''جماعت کنیزانِ فاطمہ'' قائم کی اور خوب خوب اس کا پرچار فرماتے رہے اس کی تفصیلات ۱۳۷۲ہجری میں بتاریخ ۳ رمضان المبارک جو حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے وصال کی تاریخ ہے حضرت کی تحریک پر اس ناچیز محمد عبدالحلیم الیاسی کے غریب خانہ، واقع دبیر پورہ حیدر آباد پر ''جماعت کنیزان فاطمہ رضی اللہ عنہا'' کا قیام عمل میں آیا اور اس کا افتتاح حضرت کی اہلیہ محترمہ کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس کی معتمد فردوس فاطمہ اور نائب معتمد انیس فاطمہ بنیں۔ اس تحریک کا مقصد اللہ، رسول ﷺ اللہ اولیاء اللہ کی محبت اور بالخصوص بیبیوں میں حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی محبت اور آپ کی سیرت کی پیروی کرنے کا شوق پیدا کرنا ہے کہ عورتوں کے لئے انتہائی سعادت یہی ہے کہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی باندیوں میں ان کا شمار ہو جائے۔

حضرت کی کوئی اولاد دنرینہ زندہ نہیں رہی صرف تین صاحبزادیاں ہیں۔ اقبال فاطمہ صاحبہ (اہلیہ جناب مسعود الحسن صاحب) کنیز فاطمہ صاحبہ (اہلیہ ڈاکٹر موسیٰ عبدالرحمٰن صاحب) اور رشید فاطمہ صاحبہ (اہلیہ جناب امجد اللہ صدیقی صاحب مجسٹریٹ) ماشاء اللہ تینوں صاحبِ اولاد، خوش حال ہیں (حضرت عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی نے ایک روز فرمایا۔ مجھے اپنی لڑکیاں اتنی عزیز رہیں کہ ایک سکنڈ کے لئے اولادِ نرینہ کی حسرت دل

میں نہیں آئی بلکہ ہمیشہ شکر کیا کہ مجھے حضور انور ﷺ کی طرح میری صرف لڑکیاں ہیں اتباع نبوی ﷺ کا یہ فیض مجھے قدرۃً عطاء ہوا جس طرح حضور انور ﷺ کا فیض عالم میں صرف لڑکی سے پھیلا۔ حضور ﷺ نے نواسوں کو اپنی اولاد سمجھا اور فرمایا۔ اسی طرح فیضان محمدی کے طفیل میں توقع ہے کہ میری اولاد لڑکیوں کے ذریعہ پھیلے گی۔ یہ ایک جاہلانہ خیال ہے کہ لڑکے کی نسل اپنی سمجھی جاتی ہے اور لڑکی کی نسل اپنی نہیں سمجھتے عوام کا تو کیا ذکر، بعض خواص اب بھی ایام جاہلیت کی طرح لڑکیوں کی ولادت پر رنج و افسوس کرتے ہیں بلکہ شرمندگی محسوس کرتے ہیں لڑکیاں بھی غلط خیالی سے ایسا احساس رکھتی ہیں اور رسماً اجنبیت برتتی ہیں حالانکہ لڑکیوں کا حصہ میراث میں رکھا ہے حدیث شریف ہے جس کی تین لڑکیاں ہوں اور ان کو محبت سے پالے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔

قول طیب: معنی الملفوظات حضرت مولانا برنی موئفہ عبدالحلیم الیاسی۔

یہ کتاب دراصل حضرت اور اس خادم کے درمیان گفتگو کا خلاصہ ہے جس میں انسانی زندگی کے تقریباً تمام شعبوں کے یہ علمی و عملی مسائل کا حل قرآن کریم کی روشنی میں امتیازی شان کے ساتھ پیش ہے یہ اپنی نوعیت، ترتیب اور جدت کے لحاظ سے ملفوظات پر پہلی کتاب سمجھی جاتی ہے جو دور حاضر کا مقتضا ہے ہر مکتب خیال نے اس کی خاص و عالم افادیت، ادبیت، معنویت اور کشش کو سراہا جو اہل دل، اہل علم حضرات کے تبصروں سے واضح ہے اس میں دس فصلیں اور چار سو عنوانات ہیں۔ آپ کے توازن کا یہ عالم ہے کہ غلام غلامان آل محمد ﷺ سے آگے نہیں بڑھتے۔ ماشاء اللہ۔

حضرت برنی صاحب کی والدہ کی بارگاہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا میں عقیدت ہر وقت حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے عشق میں مگن رہتیں، جب لہر آتی چکی پیتیں، جو کی روٹی بناتیں۔ اوکڑوں بیٹھ کر مرچ کے ساتھ کھاتیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جناب میں عجیب والہانہ محبت و عقیدت تھی محرم شریف کی فاتحہ بہت اہتمام سے کرتیں۔ ایک دفعہ فرمایا۔ ہم تو لونڈی غلام ہیں ہمارا آقا کو یاد کرنا فطرت ہے لیکن آقا یاد فرمائیں تو ہماری سرفرازی ہے چنانچہ عالم شہادت میں زیارت سے سرفراز ہوئیں گی ماشاء اللہ۔

مؤلفِ ملفوظاتِ برنی ''قولِ طیب'' جناب مولانا عبدالحلیم الیاسی رقم طراز ہیں کہ حضرت پروفیسر محمد الیاس برنی نے شب دوشنبہ ۱۲ رجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۵۹ء بمقام بلندشہر (یوپی) اس عالم سے رحلت فرمائی۔ مولانا عبدالخالق خاں صاحب، مولوی غلام دستگیر صاحب رشید، مولوی احمد حسن خان صاحب اور اس ناچیز (محمد عبدالحلیم الیاسی) کو بفضلہٖ بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ الحمدللہ۔

معروف غیر مقلد عالم اور خطیب علامہ احسان الٰہی ظہیر نے کس انداز میں علامہ عارفِ ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی قدس سرہٗ کی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کو لیا اور کس چالاکی کے ساتھ اسے اپنے پلیٹ فارم سے شائع کر کے حضرت برنی قدس سرہٗ جیسے متصلب راست العقیدہ سنی دینی اسکالر کو اپنے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی اس کا اندازہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کی اس عبارت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے اپنے ''ادارہ ترجمان السنہ'' کی طرف سے شائع کرتے ہوئے اپنے ابتدائیے میں لکھا۔ ملاحظ ہو۔

''قادیانیت کی حقیقت کے بارہ میں ابھی تک تعلیم یافتہ طبقوں میں خوش فہمی موجود ہے اس لئے ضرورت تھی کہ کوئی ایسی کتاب بازار میں آئے جو انتہائی سلجھے ہوئے انداز میں اس فرقہ کی نقاب کشائی کرے لیکن دلائل وشواہد کے ساتھ متعدد دوستوں نے اس ضرورت کی طرف توجہ دلائی آخر کار میری نگاہ انتخاب پروفیسر محمد الیاس برنی کی اس کتاب قادیانی قول وفعل پر پڑی جو مختصر ہونے کے باوجود قادیانیت کے بارہ میں ایک مکمل قاموس کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے مولف قادیانیت پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ادارہ ترجمان السنہ اس لحاظ سے خوش نصیب ہے کہ اسے ابتدا ہی میں ایسی نفیس کتابیں چھاپنے کا شرف حاصل ہوگیا''۔

ردِّ قادیانیت پر پروفیسر محمد الیاس برنی کی تصانیف

(محمد ادریس خان قادری)

حضرت علامہ پروفیسر محمد الیاس برنی نے رد قادیانیت پر ذیل کی کتب لکھیں۔

1۔ قادیانی قول وفعل (۱۔۲)
2۔ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
3۔ مقدمہ قادیانی مذہب
4۔ قادیانی حساب
5۔ قادیانی جماعت
6۔ قادیانیت کا آغاز وانجام
7۔ قادیانی موومنٹ
8۔ قادیانی غلط بیانی
9۔ قادیانی چکر چن بشور

آپکی کتاب ''قادیانی جماعت'' قادیانی قول وفعل حصہ اول کی چودھویں فصل مشتمل ہے۔ قادیانی غلط بیانی، قادیانیت کا آغاز وانجام، قادیانی چکر، چن بش یہ تینوں کتابیں قادیانی قول وفعل حصہ دوم میں شامل ہیں۔ علامہ پروفیسر محمد الیاس برنی نے اپنے بعض مضامین اپنی زندگی میں قادیانی قول وفعل کے حصہ دوم میں جمع کر دیئے تھے۔

عارف ربانی پروفیسر محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ علیہ

(اپنے ارشادات ونصائح کی روشنی میں)

ملک محبوب الرسول قادری

ارشادات وہدایات کسی بھی شخصیت کی فکر کو سمجھنے کے لیے آئینہ ہوتی ہیں آپ کے ارشادات ونصائح کا ایک انتخاب اس مقصد کے لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ حضرت عارف ربانی مولانا محمد الیاس برنی قادری فاروقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ پہلو بھی خوب اُجاگر ہو کر منظر پر آجائے۔

حضرت کے ارشادات میں کمال نکتہ آفرینیاں اور وضاحت حد درجہ پائی جاتی ہے بہت بڑے مفہوم کو نہایت مختصر جملے میں سمودیتے ہیں آپ کے کچھ اقوال زریں آپ کے خلیفہ مجاز مولانا الحاج محمد عبدالحلیم الیاسی چشتی قادری نقشبندی نے ملفوظات کے پانچویں حصے میں یوں درج کیے ہیں ملاحظ ہوں۔

۱۔ عبادت، توجہ الی اللہ کا نام ہے ہر نعمت ورحمت کو اُس کے حبیب ﷺ کا صدقہ جانیں۔

۲۔ فقیر سے بات کرنی بہت مشکل ہے وہ حکمت وفراست سے ایسی بات کہہ دیتا ہے کہ سب لاجواب ہوجاتے ہیں۔

۳۔ کوئی چیز خیرِ محض نہیں البتہ خیرِ غالب کہہ سکتے ہیں خیرِ محض اللہ کی ذات ہے۔

۴۔ رشک محبوب ہے۔حسد مذموم ہے۔رشک کے معنی یہ ہیں کہ ہم دوسروں کی طرح اچھے ہوجائیں۔حسد کے معنی یہ کہ دوسرے ہم جیسی بُرے ہوجائیں۔

۵۔ جو چیز حکمت کے تحت اسباب کے پیچوں کے ساتھ آتی ہے اس کو رد کرنا ہو تو اسماء کے ساتھ لپٹ کر الٹے پیچ آہستہ آہستہ کھولنے پڑتے ہیں عجلت نہیں کرسکتے۔

۶۔ وقت پر علاج وغیرہ کے لئے جو قرآنی اعتبار نسبت کے لحاظ سے قلب میں آئے وہی مفید ہوتا ہے۔

۷۔ اولیاء اللہ کی شان میں بے ادبی کے بعد، قلب میں کوئی معارف نہیں اتر سکتے خواہ سر ہی کیوں نہ پٹک لیں۔

۸۔ وہ فقیر ہی کیا جس میں استغنا نہ ہو اللہ تعالیٰ فقیر کی غیرت کو ضائع نہیں کرتا جب وہ منشائے الٰہی کے تحت کسی پر بار نہ ڈال کر تکلیف میں بیٹھ جاتا ہے تو غیب سے کشود کار ہوتا ہے۔

۹۔ تجربوں اور استدلال کے بعد جو علم ملتا ہے وہ فیضان نہیں۔ فیضان یہ ہے کہ صحیح اعتبار بلا تکلیف قلب میں آجائے۔

۱۰۔ بڑی سے بڑی مصیبت آئے تو فکر کی بات نہیں اپنے کام جاری رکھو اللہ کی مدد پر بھروسہ رکھو ورنہ ایمان کے ساتھ اعصاب بھی برباد ہوجائینگے۔

۱۱۔ سعی اور قابلیت بھی نعمت ہے لیکن اپنی ذات کی طرف خیال نہ کیا جائے۔

۱۲۔ مقام قرب میں تعریف اور شہرت کی خواہش بدترین چیز ہے۔

۱۳۔ فطرۃ اللہ اور قانونِ فطرت ایک ہی بات ہے۔اجمال تفصیل کا فرق ہے۔

۱۴۔ ایک دفعہ کی رفع حاجت میں اللہ کے فضل کا جو ظہور ہے اس کا شکرانہ تمام عمر کی طاعت گذاری اور عبادات سے نہیں ہوسکتا۔

۱۵۔ ایک عارف کی تدفین کے موقع پر دوسرے عارف نے کہا۔ یہ تو مدینہ کی خاک پر لوٹا ہوا فقیر ہے۔

۱۶۔ عمل میں اخلاص، بے نفسی ہو تو اللہ کی طرف سے حفاظت یقینی ہے۔

۱۷۔ مخلصین کی جماعت ہمیشہ غیب سے بنتی ہے، بنائی نہیں جاتی، نظم قائم ہوتا ہے۔قائم نہیں کیا جاتا۔

۱۸۔ اللہ کو سب کچھ معلوم رہنے کے باوجود اس سے دعا کرنا ربط کا اقتضا ہے عبدیت ہے۔

۱۹۔ نفسانیت کے کام کو للّٰہیت وخلوص سے تعبیر کرنا ایسی بڑی گستاخی ہے جس پر سخت مار پڑتی ہے۔نفسانیت کے کام پر گناہ کا اقرار ہو یا سکوت۔

۲۰۔ اگر غوث، اقطاب کی ساری عمر کی حضوری کی عبادتیں ملائی جائیں تو رسول کریم ﷺ کے ایک گھونٹ پانی پینے کی نیکی کے برابر نہیں۔

۲۱۔ عارفین خطرہ (خیال) کے مقام پر اللہؐ کو وکیل بناتے ہیں۔ربوبیت سے خطرہ

کے ذریعہ ربط پیدا ہوتا ہے۔

۲۲۔ اصول یہ ہو کہ کسی بُرے سے بُرے شخص کو اندرونی دل سے بُرا نہ جانیں۔ سزا بھی دیں تو اس کے معاملہ کی شدت دل کے اندرونی پردہ میں نہ رہے۔

۲۳۔ انکسار وہ کرے جو بڑا ہو کر اپنے (آپ) کو چھوٹا سمجھے۔ یہاں کچھ ہیں ہی نہیں یعنی عدم محض ہیں تو یہ بے معنی لفظ اپنے لئے کیسے استعمال کریں؟

۲۴۔ ہر وقت شر تیار ہے لیکن فضلِ الٰہی خیر بھیج رہا ہے۔ شر کے امکان کی وُسعت خدا کی پناہ۔

۲۵۔ بے نفس بندہ کو مصیبت میں وہ لطف آتا ہے جو نفسانیت والے کو نعمت میں نصیب نہیں ہوتا تو پھر بے نفس بندہ کی نعمت کا کیا عالم ہوگا۔

۲۶۔ ظالم رہنے سے مظلوم رہنا بہتر ہے۔ اللہ کی حمایت مظلوم کے ساتھ ہے ہمیشہ مدافعت پر رہیں حملہ کرنے والا ہمیشہ خطرہ میں رہتا ہے۔

۲۷۔ کسی کی پریشانی کے علم کے بعد اس کی مدد لازم ہو جاتی ہے زیادہ تحقیق مناسب نہیں، اللہ تعالیٰ اسی حال و علم کو قبول فرماتا ہے۔

۲۸۔ اکثر اس راز سے بے خبر ہیں کہ ایمان پر ٹھہرنے ہی سے توحید کھل جاتی ہے لیکن ان کو معلوم نہیں ہوتا کہ توحید کھلی۔

۲۹۔ خواب میں گُہر دیکھیں تو حدیث شریف کے لحاظ سے گُہر سے قُرب اور ذات کی تجلّی مراد ہے۔

۳۰۔ بندہ کسی کام کو شروع کر کے اعلان کرے اور دوسرے لوگ اس پر ہنسیں تو اللہ کو بندہ پر غیرت آتی ہے اور وہ کام مکمل ہو جاتا ہے۔

۳۱۔ دل میں کسی کے متعلق اچھا یا برا جو خطرہ آئے گا وہ مخلوق کے دلوں پر اپنا اثر ضرور دکھائے گا۔

۳۲۔ جو شخص کھانے کی برائی کرے وہ ہمیشہ مفلس رہے گا سب کچھ رکھ کر محروم رہے گا۔

۳۳۔ ہمیشہ اچھی مثال دینی چاہیے بری چیز کی تمثیل دے کر کسی کا دل نہ دکھائیں بعض لوگ کہتے ہیں آپ کے بچہ کی عمر کا ہی ہمارا بچہ مرا یہ بدمذاقی ہے۔

۳۴۔ سب سے بڑی عقل مندی یہ ہے کہ ہم پر اپنی بے وقوفیاں کھل جائیں۔

۳۵۔ ناشکری برکت کی دشمن ہے۔ دوسری دشمن نسبت کی خرابی ہے اس لئے اچھی نسبت کے ساتھ شکر میں لگے رہیں۔

۳۶۔ جب انتہائی کوشش و دعا کے بعد، کامیابی کے آثار پیدا ہو ہو کر کوئی چیز نہ ملے تو اس میں بڑی حکمت ہوتی ہے خیر ہوتا ہے۔ اس کو رسماً خیر نہ سمجھیں بلکہ قلباً راضی رہیں۔ مقصود حاصل ہوگا۔

۳۷۔ بے اُصولی میں نفسانیت و حیرانی ہے اور اصول میں سکون و سکنیت ہے اصول کے تحت رہیں تو اللہ کو غیرت آتی ہے اور مدد فرماتا ہے۔

۳۸۔ چھوٹے گناہ کو بھی معمولی نہ سمجھو بعض دفعہ ایک دیا سلائی پورے گھر کو بلکہ ایک شہر کو خاکستر کر دیتی ہے۔

۳۹۔ جس دل میں ایمان ہے، اُس میں اطمینان ہے جس میں اطمینان ہے اُس میں قوت ہے جس میں قوت ہے وہ مشکلات پر غالب آتا ہے۔ یاد رکھو۔ معرکوں میں دراصل دل لڑتے ہیں نہ کہ اعضاء جوارح، ساز و سامان۔

۴۰۔ کسی ولی سے استفاضہ مقصود ہو تو صفر درجہ پر رہیں قلب کو صاف تختی بنالیں تو ملاقات مفید ہوگی۔

۴۱۔ ضیافت یا کسی تقریب میں زینت و آرائش کرنا اقتضائے مسّرت و محبت ہے۔

۴۲۔ ہر چیز جتنی فطرت سے قریب ہوگی، مفید ہوگی اور جس قدر فطرت سے دور ہوگی فائدہ سے دور۔

۴۳۔ لطافت میں قوت ہے، جو چیز جتنی لطیف ہوگی قوی ہوگی۔ مثلاً مٹی سے زیادہ قوت پانی میں ہے اور اسی نسبت سے ہوا، آگ، نور وغیرہ میں اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ
(یوسف:۱۰۰)

استخارہ بندے کا اپنے رب سے مشورہ ہے۔ یہ سنت ہے مگر بدقسمتی سے آجکل تو استخارہ ایک مذاق اور ڈرامہ بن کر رہ گیا ہے ایک موقع پر استخارہ کا ذکر آیا تو (حضرت پروفیسر محمد الیاس برنی نے) فرمایا۔ استخارہ کے لئے خالی الذہن رہ کر اللہ سے عرض کریں تو خود بخود دکشود کار ہو جاتا ہے اور فضل سے کام کی بات سوجھتی ہے یہی اپنا استخارہ ہے۔

بندۂ برطانیہ

رب کعبہ کی قسم یہ دین کا پیغام ہے ۔۔۔ قادیانی کی نبوت جھوٹ ہے الزام ہے
قادیانی ہے عدو سرورِ کون و مکاں ۔۔۔ منکرِ توحیدِ باری ساجدِ اصنام ہے
''وہ نبی ہے'' قادیاں میں دعویٰ مرزا ہوا ۔۔۔ بندۂ برطانیہ کے ذہن کا کہرام ہے
ہیں حضورؐ سرور کونینؐ ختم المرسلین ۔۔۔ آپ کی ختمِ نبوت قصرِ دین کا بام ہے
کوئی بھی ''ظلی، بروزی'' اب تو آسکتا نہیں ۔۔۔ سورۂ احزاب میں قرآن کا پیغام ہے
آیۂ قرآن میں جب رب نے اتممتُ کہا ۔۔۔ بعد اس کے دعویٰ بازی ایک خیال خام ہے
بعد ختم الانبیاء ''بالفرض'' بھی کفرِ جلی ۔۔۔ اہلِ ایماں کے عقیدے کا یہی اعلام ہے
قادیانی ہیں یہودی خاک طیبہ کی قسم ۔۔۔ ان سے لڑنا دین ہے ایمان ہے اسلام ہے
قادیانی، شاتمانِ ذاتِ محبوب خدا ۔۔۔ میرزا کا ہر نفر غدار ہے دشنام ہے
قادیاں کی سرزمیں پر کژدم واژدر پڑیں ۔۔۔ قادیاں برطانوی مئے کا ابلتا جام ہے
قادیاں ہے ایک سیاہی چہرۂ انساں پر ۔۔۔ قادیاں سے کل جنوبی ایشیا بدنام ہے
قادیاں سنڈاس ہے افرنگ کے افکار کی ۔۔۔ صبحِ اسرائیل ہے برطانیہ کی شام ہے
کلب استعمار ہے برطانیہ کا ریزہ چیں ۔۔۔ ہے غلام احمد بظاہر درحقیقت ''نام'' ہے
''حفرۂ'' نارجہنم ہے ''بہشتی مقبرہ'' ۔۔۔ دفن اس بوجہل کا ایک ''بروز'' تام ہے
قادیانی اور امکانی ہیں عدوان رسول ۔۔۔ یہ میرے احمد رضا کے فیض کی ''قسام'' ہے
دیکھئے شمس الہدایہ اور سیف چشتی ۔۔۔ حضرت مہر علی شاہ کا یہ فیضِ عام ہے

ہاتھ میں شبیر کے ہے ذوالفقارِ ہاشمی
قادیان میں اس لئے بحران ہے کہرام ہے

(علامہ شبیر احمد ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ)